میثم قادری

۷۸۶
۹۲

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

منزائل

بہ

طمانچۂ مجتہدِ دیوبندی

از : حامد حسین قریشی قادری رضوی

ناشر :
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد
شارع مفتی خلیل خاں بیرون دارالعلوم احسن البرکات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

میزائل

بر

طمانچہ و مجتہد دیوبندی

نجدی دھرم کے دیوبندی پجاریوں
کو
مناظرہ و مباہلے کا چیلنج

مرتبہ

حامد حسین قریشی حامدی قادری

ناشر

شاہ برکت اللہ اکیڈمی کراچی

نام کتاب ——— میزائل
مصنّف ——— حامد حسین قادری حامدی
صفحات ——— ۳۳۶
تعداد ——— ایک ہزار (بار اوّل)
تاریخ اشاعت ——— اکتوبر ۱۹۸۷ء / صفر المظفر ۱۴۰۸ھ
ناشر ——— شاہ برکت اللہ اکیڈمی۔ کراچی

قیمت

—: ملنے کا پتہ :—

(۱) مکتبۂ حامدیہ ——— لطیف آباد ع۱۰ حیدر آباد
(۲) مکتبۂ قاسمیہ برکاتیہ، بیرون دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد
(۳) مکتبۂ رضویہ آرام باغ کراچی
(۴) ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

تقسیم کار
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

عرضِ ناشر

"شاہ برکت اللہ اکیڈمی" کے قیام کا مقصد، ایسی کتب ورسائل وتحریرات کی اشاعت ہے، جن میں فرقہ باطلہ وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ کے عقائد باطلہ کا رَد ہو۔

زیرِ نظر کتاب "میزائل" بھی اسی سلسلہ کی دوسری کڑی ہے۔

مصنف کتاب ہذا محترم جناب حامد حسین صاحب قادری حامدی نے دیوبندیوں وہابیوں کے جھوٹ بے شمار حوالوں سے ثابت کئے ہیں اور ان کے گھر کے بھیدیوں کی زبانی انکی شرمناک حرکتوں کو ظاہر کیا ہے، ساتھ ہی ایک دیوبندی رسالہ "طمانچہ" کے اقوالِ باطلہ کا رَد بلیغ کیا ہے اور دیوبندی کتاب "الشہاب الثاقب" میں دیوبندی تحریفات کا جائزہ لیا ہے،

آخر میں رسالہ "غایۃ المامول" میں دیوبندی مولویوں کا مکر وفریب ظاہر کیا گیا ہے۔ مصنف کتاب ہذا نے اس طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ الگ کر دیا ہے۔ فرقہ باطلہ وہابیہ کے رَد میں یہ کتاب تابوت کی آخری کیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

فقط (ناشر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ ربُّ محمّدٍ صلّی علیہ وسلّما۔ نحن عبادُ محمّدٍ صلّی علیہ وسلّما

جنوں کو عقل کا پابند کرنے کی ہدایت ہے
اب اہل ہوش بھی دیوانہ پن کی بات کرتے ہیں

یا للعجب۔ یہ کیسا دردناک سانحہ ہے کہ حق کے مقابلے میں چودھویں صدی کے چند ہوا پرست مولویوں کے نام۔ علم وقلم کی لاج رکھنے کے لئے کروڑوں مسلمانوں کی قومی وملکی عزت وآبرو کا جنازہ بے گور وکفن پڑا ہے اور تہذیب کی بھری محفل میں ہٹ دھرمی وکٹ حجتی کا ننگا ناچ ہو رہا ہے جس سے اسلام دشمن عناصر بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ تعصب تنگ نظری وشر پسندی سے ہٹ کر انصاف ونیک نیتی سے ان بدنام زمانہ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ تو شاید توفیق الٰہی ساتھ دے۔ اور دامِ بستۂ عصبیت عذاب جہنم سے بچ جائیں۔ اسلام۔ صلح، امن، مصالحت اور دین ودنیا کی عافیت کا کامل ضابطہ ہے مگر افسوس کہ چند فرقہ پرست فتنہ پرور مسلمان کہلانے والوں کا یہ شیوہ بن گیا ہے کہ عقائد باطلہ کی پردہ پوشی وکفری عبارات سے توجہ ہٹانے کے لئے بہتان ہی نہیں باندھتے۔ الزام تراشی ہی نہیں کرتے بلکہ خائن بن کر قطع وبرید کر کے فرضی عبارات گھڑ لیتے اور دوسروں پر چسپاں کر دیتے ہیں تاکہ ناواقف عوام مغالطہ میں آجائیں اور اصلیت پر دبیز پردہ ڈالا

جا سکے۔ اسی لئے اصل متنازعہ فیہ عبارات چھوڑ کر عوام کے سامنے خود ساختہ عقیدے و لمبے لمبے قصیدے بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ کیسی کم نصیبی ہے کہ قائداعظم کو کافراعظم کہنے والے پاکستان کے دشمن گاندھی پرستوں کی ذریت کھلے بندوں پر فتن لٹریچر چھاپتی ہے اور کوئی باز پرس نہیں۔

عبدالمتین قریشی بھی اسی فریب میں مبتلا ہے۔ سنی ایکشن کمیٹی کا لیبل لگا کر علماء حق کو بدنام کرنے اور عامۃ المسلمین میں غلط فہمیاں پھیلانے کے لئے طمانچہ شائع کیا ہے جس کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور دلائل و حقائق کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے تاکہ حق پر پردہ ڈالنے والے باطل پرست کی اصلی صورت بے نقاب ہو جائے اور حق ظاہر و آشکار ہو کر دلفریب گھونگھٹ میں وہ کریہہ چہرہ دکھا دے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ہم عوام۔ حکام اور ملک کے سنجیدہ مزاج و دیانت دار و اعتدال پسند طبقے پر یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس فتنہ کی تمام ذمہ داری دیوبندی، وہابی فرقہ پر ہے جن کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بجائے پروپیگنڈہ واشتہار بازی کے اگر ہمت و صداقت ہے تو تمام اختلافی مسائل پر آپس میں مناظرہ کریں اور مخلص و غیر جانبدار صاحبان جن میں حکومت کے عہدے دار بھی شریک ہو سکتے ہیں فیصلہ کر دیں اور باطل فرقہ کو اقلیت قرار دیکر خارج از جمہور اہل اسلام کر دیں جیسا کہ قادیانیوں کے ساتھ کیا گیا تاکہ نام نہاد مدعی اسلام تفریق بین المسلمین سے شیرازہ امت اسلامیہ درہم برہم نہ کر سکیں اور خلاف اسلام ریشہ دوانیاں ختم ہوں۔

شقاوت قلب و عداوت دین کی بین علامت دیکھئے کہ ابتداء کتاب

(طمانچہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم سے محروم اسم جلالت "اللہ" سے دور حمد و صلوٰۃ کی برکت سے بے نصیب اور ہونا بھی چاہئے۔ کہ جو برتن میں ہوگا وہی نکلے گا۔ شراب کی بوتل سے عرق گلاب برآمد نہیں ہوتا۔ اس لئے باطل کو بسم اللہ کیونکر نصیب ہو سکتی ہے۔

عبدالمتین نے علامہ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی مرحوم کو حقارت کے انداز میں مرکزی نعت خواں لکھا۔ حسد کی آگ میں جل کر اپنی دانست میں مہذب گالی دی مگر اسے معلوم نہیں تو اب کرے کہ نعت گوئی ذلت نہیں شرف ہے۔ پورا قرآن نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرا ہوا ہے۔ اور نعت سے جلنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نعت سماعت فرماتے اور ان کے لئے دعائے خیر فرماتے۔ اسی طرح صاحب قصیدہ بردہ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی قسمت بھی نعت گوئی سے ہی بیدار ہوئی اور شفائے کامل نصیب ہوئی۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو کفر کے فتوے دینے کا الزام لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے مگر اس کو اپنے بڑوں کی یا تو خبر نہیں یا ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ دھوکہ دے کر فتوؤں کی اہمیت کم کر سکے۔

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی لکھتے ہیں۔

جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے (اشد العذاب صفحہ ۱۲)

اسی طرح کفر کو کفر جاننا بھی فرائض دین سے ہے۔

تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ خان صاحب (اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب) کا یہ حکم بالکل صحیح ہے جو ایسا کہے کافر ہے، مرتد ہے ملعون ہے۔ لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے یہ عقائد بے شک کفریہ ہیں۔

(اشد العذاب صفحہ ۱۲)

پھر لکھتے ہیں اگر خان صاحب (احمد رضا خان بریلوی) کے نزدیک علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر، مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے کافر ہے (اشد العذاب صفحہ ۱۳)

پس اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغوں نے مجھے

اکابر دیوبند کی چند اختلافی عبادتیں اور بنیادی غلطیاں

---

(۱) ف: سب گناہگاروں نے گناہ کیئے ہیں فرعون بھی اس دنیا میں تھا ---- اور ہامان بھی اسی میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے پھر یوں سمجھئے کہ جتنے گناہ سب گناہگاروں سے ہوئے سو وہ ایک آدمی سب کچھ

کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ تعالیٰ اتنی اس پر بخشش کرے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارہ ہو جاتے ہیں اور یہی حق ہے۔ (تقویت الایمان ۲۶)

یہ حدیث کا فائدہ نہیں فقط افتراء ہے اور حدیث کی آڑ لیکر بڑے سے بڑے گناہ حتیٰ کہ کفریات کی بھی کھلی اجازت دیدی گئی ہے ایسوں ہی کے لیے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من یقول علیّ مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ یعنی جو شخص میری طرف وہ بات منسوب کرتا ہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے

ان ہی صاحب کی پیروی میں ابو الکلام آزاد لکھتے ہیں۔

(۲) اصل دین توحید ہے یعنی ایک پروردگار کی براہ راست پرستش کرنی اور تمام بانیان مذاہب نے اسی کی تعلیم دی ہے (ترجمان القرآن ۲۲۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ٥

بے شک دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

ان کا یہ عقیدہ خلاف قرآن ہے اور انہوں نے خود اپنے قلم ہی سے اس کی تردید کر دی۔ لکھتے ہیں۔

اللہ کے نزدیک دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے۔

(ترجمان القرآن صفحہ ۲۳۸)

اب ان کی حالت یہ ہے کہ جس شاخ پر بیٹھے ہیں اس کو جڑ کی طرف سے کاٹ رہے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اصل دین توحید نہیں بلکہ دین اسلام ہے جس میں توحید کے ساتھ رسالت کا اقرار اور قرآن پر عمل لازم ہے۔ توحید تو عند ازیل۔ یہودی۔ نصاریٰ۔ اسرائیلی، قادیانی اور بت

پرستوں میں بھی موجود ہے جو کہتے ہیں ۔ اللہ ایک ہے اور یہ مورت تصور
جمانے کے لئے بنائی گئی ہے جو باطل ہے کیونکہ قرآن مجید خود فرما رہا ہے
وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ
فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ترجمہ بھی آزاد صاحب کا ہی دیکھئے
لکھتے ہیں اور جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا دین چاہے گا تو یاد رکھو اس
کی راہ کبھی قبول نہ کی جائے گی اور وہ آخرت کے دن دیکھے گا کہ تباہ ہونے
والوں میں سے ہے (ترجمان القرآن ۲۳۹)

اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے معارف کا نکتہ داں
جیسا رہا ہے محفل رنداں میں رام رام ۔

(۳) سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے
(معلوم) کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے ۔ (تقویۃ الایمان ۳۴
بحوالہ التحقیق الکامل)

یہ اللہ تعالیٰ کے ہمہ وقتی ادراک کا انکار ہے چاہے تو معلوم کر سکتا ہے ۔
ورنہ بے خبر ہے در خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتشکدے ہزار "

(۴) اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ کو پہلے سے
کوئی علم نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور
آیت قرآن ۔ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ
بھی اس مذہب (وہابیہ) پر منطبق ہیں (تفسیر بلغۃ الحیران مطبوعہ
اسلام پریس بحوالہ التحقیق الکامل)

۵ ایک شخص نے اپنا کشف بیان کیا ہے مجھ کو مکشوف ہوا کہ میں
اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مساوی درجہ میں ہیں ۔
مولانا محمد یعقوب (نانوتوی) نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے

کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں (معاذ اللہ
یہاں شیطانی خیال کا نام کشف رکھا ۔)
(اضافات یومیہ از اشرف علی ۱۴۸/۴ بحوالہ برق آسمانی)

۶ یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (اس میں انبیاء
ورسل بھی آگئے) اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل
ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۴)

۷ انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو اس
کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے (تقویت الایمان ۸۷)

۸ دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی اُمّت سے ممتاز ہوتے ہیں
باقی رہا عمل اس میں تو بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں
بلکہ بڑھ جاتے ہیں (تحذیر الناس صفحہ ۵)

۹ جیسا کہ قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو اس معنوں کر ہر پیغمبر
اپنی اُمّت کا سردار ہے ۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۹۲)

۱۰ تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے ؟
کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے
فروتنی کرتے دیکھا ہے ! تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العلمین اپنی کبریائی
پر (کھدّر کا) پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا ۔
(شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۵۹ ب ح خ الف)

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

۱۱ سو اس عقیدے سے آدمی مشترک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ

انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر و مرشد سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴) یہاں علم عطائی کا بھی انکار ہے۔

۱۲ بلکہ اس کے دربار میں ان کا (انبیاء کا) یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب و دہشت کے مارے دوسری بار اس کی تحقیق نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴) یہاں کلام الٰہی کو آپس کی تحقیق کر دیا اور کیا وحی غیر نبی پر بھی آتی ہے جن سے مشورہ و تحقیق کرتے ہیں۔

رہے منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہے انہیں گم کردہ راہوں میں

۱۳ ایک شخص نے کہا تھا کہ وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا ہے کسی نے کہا ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزاس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا یہ حکم بھی عقلیات سے ہو سکتا ہے۔ ایک شخص گو کھاتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے ہی اندر تھا تو پھر اگر میرے اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے۔ تو ان چیزوں کو عقل کے فتوٰی سے جائز رکھا جائے گا (الافاضات الیومیہ جلد ۴ بحوالہ التحقیق کامل) قربان جائیے اس عقل کے۔

ع۔ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است)

یہ اسلام کے خلاف نئے مذہب کے چند نمونے بلا تبصرہ بہ نظر اختصار پیش ہیں تاکہ ناظرین خود انٹی اسلامک طاقتوں کے پروردہ ملاؤں کو پہچان لیں۔ یہی نہیں بلکہ خود ساختہ توحید کے پرچارک توہین رسالت اور تنقیص باری تعالیٰ روا رکھتے ہیں جیسے اللہ عزوجل شانہ کی طرف فریب، داؤ، دھوکہ۔ چال، بھولنا غیب سے ہمہ وقت بے خبر وغیرہ کا اطلاق روا رکھتے ہیں۔ اور توہین انبیاء کے باوجود جنت کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں۔ کیا کسی نجدی وہابی میں ہمت ہے کہ شیطان کو جنتی ثابت کرے کیونکہ اس کا وحدانیت کو ماننا مکمل اور ان توحید کے دعویداروں سے اعلیٰ ہے۔ صرف آدم علیہ السلام کو سجدہ و تعظیم نبی کا منکر ہونا ہی اس کے لئے مردود ہونے کا باعث ہوا۔ اور تیرا اقرار توحید اس کے کام نہ آسکا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم رسول
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالمو کیا محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔

ترجمہ (آپ کو بھیجا) تاکہ اے لوگو تم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ (صرف اللہ پر نہیں) اور رسولؐ کی تعظیم و توقیر کرو۔ اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو یعنی عبادت کرو قرآن اتارنے کا اور آپ کو بھیجنے کا مقصود تین باتیں ہیں۔ اوّل اللہ اور رسول پر ایمان لانا۔ دوسرے رسول اللہ

اسی قدر بخشش بھی زیادہ ہونا۔

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو روی بکفرستان است

فتنہ نجد احادیث صحیحہ کی روشنی میں

ترجمہ حدیث :۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ خداوند ہمارے ملک شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ وہیں نجد کے کچھ لوگ بیٹھے تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے نجد میں بھی اس پر حضور نے دوبارہ ارشاد فرمایا۔ خداوندا ہمارے لئے ملک شام اور یمن میں برکت فرما پھر دوبارہ ان لوگوں نے درخواست کی ہمارے نجد میں بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راوی کا بیان ہے کہ غالباً تیسری مرتبہ حضور نے فرمایا وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔
(بخاری شریف)

دوسری حدیث : ترجمہ :۔ حضرت شریک ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک جماعت نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دائرہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی وہ اسی طرح گروہ در گروہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری دستہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۳۰۹)

عرب کے مشہور مورخ حضرت علامہ زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ :۔ آخری زمانے میں نکلنے والی جماعت کی پہچان کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی نجدی گروہ کے بارے میں بالکل صراحت ہے کیونکہ سر منڈانا انہیں لوگوں کا جماعتی شعار ہے اس سے قبل خوارج اور بے دین فرقوں میں سے کسی فرقہ کے اندر یہ علامت موجود نہیں تھی (الفتوحات الاسلامیہ ج ۲ ص ۲۶۸)

وہابی کی تعریف

گروہ کا نام دیوبندی جماعت کے پیشوا اعظم مولوی رشید احمد گنگوہی کی زبانی۔

(۱) محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہا جاتا ہے ان کے عقائد عمدہ تھے (فتاوی رشیدیہ ۱۱۱)

(۲) اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ۹۶)

تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی منظور نعمانی کی زبانی

(۳) ہم خود اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں (سوانح مولوی محمد یوسف ۱۹۵)

مولوی محمد زکریا صاحب کی زبانی

(۴) مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں (سوانح مولوی محمد یوسف ۱۹۵)

تبلیغی جماعت کے مرکز ہدایت اشرف علی صاحب تھانوی کی زبانی ۔

(۵) بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ دنیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو (اشرف سوانح ۲/۴۵) حیات جاوید صفحہ ۱۸۴ میں حالی نے سرسید صاحب کا بیان یوں لکھا ہے ۔

(۶) وہابی وہ ہے جو خالص خدا کی عبادت کرتا ہو موحد ہو اور اس کا اسلام سوائے نفسانی اور بدعت کی آمیزش سے پاک ہو ۔ اس کو یہ کہنا کہ وہ ہمیشہ درپردہ تخریب سلطنت کی فکر میں رہتا ہے اور چپکے چپکے منصوبے باندھا کرتا ہے اور غدر و بغاوت کی تحریک کرتا ہے محض تہمت ہے ہم (سرسید) اس وقت بہت سے ایسے آدمیوں کا نشان (اور پتہ) دے سکتے ہیں جو (انگریزی) سرکار کے ایسے ملازم ہیں کہ ان سے زیادہ سرکار (انگریزی) کا خیر خواہ اور معتمد کوئی نہیں بایں ہمہ وہ اپنے تئیں علی الاعلان اور بے تامل فخریہ طور پر وہابی کہتے ہیں اور (انگریزی) سرکار نے بے سوچے سمجھے ان کو معتمد نہیں گردانا بلکہ غدر (یعنی جنگ آزادی ۱۸۵۷) کے زمانے میں جب کہ فتنہ کی آگ ہر طرف مشتعل تھی ان کی وفاداری کا سونا اچھی طرح تایا گیا اور وہ خیر خواہی سرکار (انگریز) میں ثابت قدم رہے ۔ اگر وہ جہاد کا وعظ کہتے ہوتے اور بغاوت وہابیت کی اصل ہوتی تو جو کچھ ان سے ظہور میں آیا یہ کیونکر ظہور میں آتا (حیات جاوید ۱۸۴ بحوالہ سوانح)

(۷) وہابی کے معنی ۔ محمد ابن عبدالوہاب کا پیرو فرقہ جو صوفیوں کا مدِمقابل خیال کیا جاتا ہے ۔ (فیروز اللغات ۵۴۸)

(۸) وہابی اللہ والے کو کہتے ہیں کیونکہ وہاب اللہ کی صفت ہے (افریشیا)

(۹) وہابی ۔ اس لقب کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کا تابع

اور موافق ہو ۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۲۳۳)

(۱۰) وہابی ۔ عجیب فرقہ ہے ان میں اکثر بے باک گستاخ دلیر ہوتے ہیں ذرا خوف آخرت نہیں ہوتا جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں ۔ شیعوں کی طرح الیسوں کا تبرائی مذہب ہے ۔

(الافاضات الیومیہ حصہ ششم ص ۲۹۴ بحوالہ ہاتھی کے دانت ص ۵۹)

(۱۱) میں خود سرسید وہابی ہوں ۔ وہابی ہونا جرم نہیں بلکہ گورنمنٹ (برطانیہ) کی بدخواہی جرم ہے (حیات جاوید باب پنجم ص ۱۷۵ ۔ بحوالہ گ، ب گ)

اپنے منقاروں سے حلقہ کس رہے تھے جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

لا الہ الا اللہ ۔ دھوکہ دہی اور منافقت کی انتہا دیکھئے جن کے بڑے اپنے آپ کو علی الاعلان بلا تامل اور فخریہ وہابی کہتے کہتے مر گئے اب انہیں کی ذریت اپنے ٹولے کا نام سنی ایکشن کمیٹی اور سواد اعظم اہلسنت رکھنے لگی تاکہ سنیوں کو آسانی سے دھوکہ دیکر دام فریب میں پھنسا سکیں شرم ان کو نہیں آتی ۔ اللہ تعالیٰ الیسوں ہی کو فرماتا ہے ۔

یحرفون من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون ط

دیدہ دانستہ بات سمجھ کر اس کی جگہ سے پھیرتے ہیں ۔

راہزن خضر کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

الیسوں ہی کے لئے فرمایا گیا ہے ۔

من غشنا فلیس منا ۔ (جس نے دھوکہ دیا ہم میں سے نہیں) کیونکہ دنیا میں کہیں بھی وہابی سنی کو نہیں کہتے ہیں ۔

اللہ اکبر یہ اس کی کیسی شان ہے کہ جس کے دماغ میں دیوبند ہو جاتا ہے

اس کو نجاست کے کیڑے کی طرح غلاظت میں مزہ آنے لگتا ہے اور بدبو کو خوشبو کے مقابلہ میں پسند کرنے لگتا ہے ۔ کفر کو ایمان کہتا ہے اور ایمان والوں کو گالیاں دیتا ہے جیسے طمانچہ کے سرورق شعر لکھتا ہے ۔

کوئی ترکی لے گیا کوئی ایران لے گیا
کوئی دامن لے گیا کوئی گریبان لے گیا
رہ گیا تھا نام باقی فقط اسلام کا
وہ ہم سے چھین کر احمد رضا خان لے گیا

بقول ان کے ان کی ساری متاع تو چھن چکی تھی صرف اسلام باقی رہ گیا تھا وہ بھی ان سے چھین کر احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ لے گئے ۔ تو اب اس دین کے دشمن سے کوئی پوچھے کہ ان سے اسلام کا نام تک چھین جانے کے بعد ان کے پاس سوائے خلاف اسلام یعنی کفر اور الحاد کے اور کیا رہ گیا ۔

پھر یہ بھی کیسی ڈھٹائی ہے کہ جس کی طرف اسلام کی اور ایمان کی نسبت کر رہا ہے اسی کو بددین ۔ خلاف اسلام ۔ نئے مذہب والا بھی کہہ رہا ہے ۔ اور اپنی اقراری بے دینی کے باوجود اسلام کا ٹھیکیدار بنا بیٹھا ہے ۔ یہ بے دینی کی اقراری سند اسی کی زبانی ہے ۔

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

چونکہ یہ فرقہ اختراؤں کا عادی ہے اور خیالی باتیں دوسروں پر تھوپ کر غلط فہمیاں پیدا کرنا ان کا شعار بن گیا ہے ۔ لکھتا ہے ایک ایک سنت پر بدعت کے سو سو غلاف چڑھائے ہیں اور یہ کہ نیا مذہب ہے عالموں کو کافر کہتے ہیں مگر ثبوت میں قرآن و حدیث پیش کرنے سے عاجز ہے نہ

کوئی ایسی مثال ہی ظاہر کرتا ہے ۔ صرف الزام تراشی ۔ ریمارکس ۔ اور ان ترانیاں جن کفری عبارات پر فتوے لگے ان کو پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ عوام کو دھوکہ دے سکے ۔ ہر معمولی علم و عقل والا جانتا ہے کہ کفر و اسلام ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور جب کفر سرزد ہوا فتوے بھی لگے جن کا جواب بن نہ پڑا تو اسلام کہاں باقی رہا مگر وہ پھر بھی کفر کی تائید میں فتوؤں کو برا کہتا ہے گویا اس کے مذہب میں دین اسلام کے ساتھ ساتھ کفر بھی روا ہے اسی لئے کفری عقائد والوں کو بھی مسلمان شمار کرتا ہے حالانکہ کفر کے بعد جب تک تجدید اسلام نہ ہو مسلمان نہیں ہو سکتے ۔

عزازیل نے معلم الملکوت ہوتے ہوئے ایک کفر کیا تو مردود قرار پایا دیوبندیوں کو یہ حق کیسے ملا کہ وہ بے شمار کفر کریں اس کے باوجود اسلام کے ٹھیکیدار بنے رہیں ۔ ایسے کفری اقوال کی فہرست آئندہ صفحات پر پیش کی جا رہی ہے ۔ جن پر کئی مکاتیب فکر حتیٰ کہ دیوبند سے بھی کفری عقائد ہونے کے فتوے جاری ہو چکے ہیں ۔

اتنا نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

پھر ثبوت میں بجائے قرآن و حدیث کے "آئیے فرقہ بریلی سے ملاقات کیجئے" پیش کرتا ہے شاید اس کے نزدیک یہ کوئی آسمانی کتاب ہے ۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ ایسی اختراؤں کے کئی رد چھپ چکے ہیں اور آج تک اس کے بڑوں کی ہمت جواب کی نہیں سوائے کھمبا نوچنے اور برساتی مینڈکوں کی طرح ٹر ٹر ٹر کے یا اسلام علیکم کے جواب میں بیگن لایا ہوں یا اندھے کی لاٹھی کی طرح ہوائی فائرنگ سے منہ چڑانا یا میں نہ مانوں وغیرہ ۔ اب اگر نمائشی

غیرت ہی آگئی ہے تو کھلا ہوا چیلنج ہے ۔ تمہید ایمان بہ آیات قرآن ۔ حسام الحرمین ، الکوکبتہ الشہابیہ ، سبحان السبوح ۔ الصوارم الہندیہ برق آسمانی ، طمانچہ (از خلیل اشرف قادری) زلزلہ زیر وزبر ، قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی ۔ اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ ، منکرین رسالت کے مختلف گروہ ، العذاب الشدید اور برہان صداقت وغیرہ کتابیں نقد جواب طلب کر رہی ہیں ۔ ان کتابوں کے حوالے غلط ثابت کرنے پر دس دس ۔ اور پانچ پانچ ہزار روپے کے نقد انعامات مقرر ہیں جو کورٹ کے ذریعہ سے بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں اگر کسی دیوبندی سپوت میں ہمت ہے تو میدان مناظرہ میں آئے اور انعام بھی حاصل کرے ۔

ضرب خیال سے کہاں ٹوٹ سکیں گی بیڑیاں
جوش و جنوں کے ساتھ صداقت بھی چاہئے

پھر حسب عادت علامہ اقبال ، حالی ، و شبلی نعمانی پر فتووں کا ڈیفنس صرف لن ترانیوں اور اپنے ریمارکس سے کرتا ہے اور اصل فتووں کی بنیاد پوشیدہ رکھتا ہے ۔ ہم ناظرین کو اصل بنیاد بتاتے ہیں تاکہ خود فیصلہ کرنے میں آسانی ہو ۔

علامہ اقبال کی گرفت

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو میرا ساقی نہیں ہے
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے
چپ نہ رہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندہ گستاخ کا منہ بند

ان اشعار میں خلاف اسلام باتیں موجود ہیں اور علماء کا فرض تھا کہ علامہ کی لغزش ان پر ظاہر کریں اور علامہ کے ایمان کو بچائیں ۔ اب عبدالمتین بتائے کہ اس کے علماء دیوبند کے نزدیک ان کا خدا بخیل ہے اور ساقی ہونے کے باوجود اس کا شیشہ مے خالی ہے ۔ اور وہ پیاسے کو شبنم سے زیادہ نہیں دیتا ۔ اور کیا ان کے خدا کی گستاخی جائز ہے اگر نہیں تو پھر یہ انتشار کیسا اور کیوں ؟

سنبھل کر پاؤں رکھنا مے کدہ میں شیخ جی صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے مے خانہ کہتے ہیں

علماء نے بروقت علامہ اقبال کو متنبہ فرمایا جس پر علامہ اقبال کی ایمانی غیرت دیکھئے کہ انہوں نے فوراً رجوع کیا (نہ کہ دیوبندیوں کی طرح کفر کی غلط تاویلیں کیں) **جواب شکوہ** لکھا ۔ یہ ہے ایمان والوں کا احساس کے ٹھوکر لگتے ہی فوراً سنبھلتے ہیں ۔ پھر بندے ماترم الاپنے والوں کا علامہ اقبال سے کیا تعلق یہ بھی تو دیکھو کہ علامہ اقبال جھوٹی وکالت کرنے والوں دیو بندیوں کے سر پر کیسا طمانچہ رسید کر گئے ہیں کہ پوری دیوبندیت قیامت تک سسکتی رہے گی ۔

عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

داعن کو لئے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل
کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

حالی صاحب کی گرفت | یہ صاحب بقول دیوبندیوں کے ان کی انگریز سرکار کے "شمس العلماء" ہیں۔ ایک حدیث کے ترجمے کا نام کر کے یوں رقم طراز ہیں۔

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اور اس کا ایلچی بھی ہوں

یہ غلط بیانی ہے اور اس کی نسبت حدیث کی طرف صریح جھوٹ ہے۔ ہے کوئی حالی پرست جو ان گندے اشعار کے مضمون کی حدیث دکھلائے۔ حالی صاحب چکڑالوی عقیدے کے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ صرف ایلچی جیسا ہے۔ قرآن مجید کی موجودگی میں لانے والے کی اہمیت نہیں کیونکہ ایلچی کے پیغام کے بعد مضمون کا تعلق ایلچی سے نہیں رہتا (معاذ اللہ) کیا عبد المتین اس عقیدے کو تسلیم کرتا ہے اور اس بات کو قرآن سے ثابت کر سکتا ہے کہ حضور کو قرآن سے وہی نسبت ہے جو ایک ایلچی کو خط سے ہوتی ہے۔ حضور کے افضل المرسلین رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین، نعم العبد اور اللہ کے محبوب جیسے خطابات کے مقابلے میں آپ کو ایلچی لکھنا توہین ہے۔ ایسے عقائد سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید عام لوگوں پر نازل ہوا نہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کفر ہے کیا عبد المتین ایسے عقیدے کا حامی ہے اگر نہیں تو پھر فریب کاری کیوں۔

ذکر خدا کو جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

شبلی نعمانی صاحب کی گرفت۔

یہ صاحب بھی انگریز سرکار کے خطاب یافتہ "شمس العلماء" ہیں ان کا عقیدہ بھی دیکھئے فرماتے ہیں۔

ارسطو کا اصل مذہب ہے کہ عالم قدیم ہے لیکن اس کی حرکت حادث ہے اور خدا اسی حرکت کا خالق ہے (عالم کا نہیں) اسی بناء پر ارسطو نے خدا کے ثبوت میں حرکت سے استدلال کیا ہے۔ حکماء اسلام میں ابن رشد کا یہی مذہب ہے بو علی سینا بھی عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہے۔ (الکلام صفحہ ۳)

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزاء ذی مقراطیسی سے بنا ہے اور ہم کو (شبلی نعمانی صاحب کو) یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے (یعنی خدا کا تخلیق کردہ نہیں) جیسا کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ معتزلہ اور حکماء اسلام یعنی فارابی، ابن سینا اور ابن رشد کی رائے ہے۔ (الکلام ۵۲)

دیکھئے یہاں عالم کو قدیم کہنے والوں کی پیروی میں ان کو حکماء و علماء اسلام کہا جا رہا ہے شاید اب اسلام کے لئے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر معتزلہ اور حکماء و علماء سوء کی پیروی لازم ہو گئی ہے۔ توحید کے ٹھیکیداروں کے اصول و غیرت ایمانی کا اس سے اندازہ اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔

تم چپ ہی رہو تو اس میں تمہارا بھرم ہے
یوں سب کے سامنے نہ ہکلاؤ دوستو

انور شاہ کاشمیری صدر مدرس دیوبند لکھتے ہیں۔

میں شبلی نعمانی کی بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں کے سامنے اس لئے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں۔

(مقدمہ مشکلات قرآن صفحہ ۳۲ بحوالہ سوانح)

نہ تم کفر کرتے نہ تکفیر ہوتی
رضا کی خطا اس میں سرکار کیا ہے

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

ہمیں فی الحال بتانا یہ ہے کہ برطانوی سرپرستی پاکر مولوی شبلی نے بھی مقدس اسلام کا حلیہ بگاڑنے اور مسلمانوں کے عقائد و ایمان خراب کرنے میں اہم ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ندوی مذہب نے ان کے ہاتھوں قوت پائی۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ ان ہی شبلی جیسے چند نیچری لیڈروں نے قائم کیا۔

(افاضات الیومیہ جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ بحوالہ سوانح)

یہ انور شاہ کاشمیری وہ ہیں جن کو دیوبندی امام اعظم ابوحنیفہ سے بھی بڑا عالم مانتے ہیں حوالہ پیش ہے۔

میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (دیوبندی مولوی انور شاہ کاشمیری کی) شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا ۔۔۔۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور شاہ کاشمیری) امام اعظم ابوحنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعوی میں کاذب نہ ہوں گا۔ (خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء بحوالہ برہان صداقت)

مولوی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

جس باخبر شخص نے علامہ شبلی کی تصنیفات پڑھی ہیں اس پر علامہ کے عقائد و خیالات روز روشن کی طرح عیاں ہیں مگر اس فتوے سے ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصل یہ ہے کہ علامہ نے الکلام

میں جن عقائد و خیالات کو صراحتہً یا کنایتہً حق مانا ہے وہ زیادہ تر معتزلہ اور فرق ضالہ اور ملحدین کے عقائد و خیالات ہیں اس لئے ان کی تصنیفات کو دیکھ کر اہل اسلام کے ہر طبقہ کی مذہبی غیرت میں تموج پیدا ہوا اور چاروں طرف سے علامہ کے خلاف صدا بلند ہوئی کہ علامہ اہلسنت و جماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ (نیچریوں) کے ہمنوا ہیں بلکہ چودہویں صدی میں ان کی یادگار ہیں (تواریخ مجدد حزب وہابیہ بحوالہ سوانح)

انہیں کے شیخ اکرام۔ ایم۔ اے۔ شبلی نامہ میں لکھتے ہیں۔

ندوہ کی تاریخ میں سنہ ۱۹۰۸ء کا سال ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس سال صوبہ یوپی کے گورنر (انگریز لیفٹیننٹ) نے دارالعلوم کی وسیع عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور (انگریزی) حکومت کی طرف سے ندوہ کو بعض مقاصد کے لئے پانچ سو روپیہ ماہوار امداد ملنی شروع ہوئی۔ اس وقت شبلی ندوہ کے کرتا دھرتا تھے (شبلی نامہ بحوالہ سوانح)

وہ نان نہیں ہے ترے لئے ارجمند
رہے نہ جس سے دنیا میں بھی ترا سر بلند

اب بھی اگر نام نہاد سنی ایکشن کمیٹی کے چیرمین میں سکت باقی ہے تو شبلی صاحب پر فتوی دینے والے انور شاہ کاشمیری، اشرف علی تھانوی کفایت اللہ، شیخ اکرام وغیرہ کو مکفر المسلمین کہے یا پھر باطل کی طرفداری سے اپنے منہ کی سیاہی صاف کرے۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اس کا یہ الزام اور تاثر پیدا کرنے کی کوشش کہ اعلیٰ حضرت بلا جواز مسلمانوں کو کفر کا فتوی دیتے ہیں باطل صریح ثابت ہوا اور یہ بہتان عظیم

روشن ہوگیا کہ جن علماء کی وہ جھوٹی طرفداری کر رہا ہے ان کے اقوال صریح کفر ہیں جن کو علماء دیوبند بھی کفر اور الحاد تسلیم کر چکے ہیں مگر یہ لوگ اپنے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے علماء حق ہی کو نہیں بلکہ امت مسلمہ کو کافر و مشرک کہنے میں دریغ نہیں کرتے ۔ ناظرین خود فیصلہ کریں کہ مکفر المسلمین کون ہیں ۔

وائے ناکامی فلک نے تاک کر توڑا اسے
میں نے جس ڈالی کو تاڑا آشیانے کے لئے

پہلا مکفر المسلمین ۔ وہابیہ دیوبندیہ کے پیشوائے عظیم محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر مشرک بناتے ہوئے لکھا ہے ۔

(الف) فاِنّا نوئی عامّتہ مومنی ھذا الزمان مشرکاً۔

ترجمہ : تو بے شک ہم اس زمانے کے سب مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں

(کتاب التوحید بحوالہ سوانح صفحہ ۱۹۵)

اسی طرح نجدی نے ردّ الاشراک میں پانچویں فصل کے آخر میں لکھا ۔

فَاِنَّ مُشْرِکِیْ زَمَانِہٖ کَانُوْا اَخَفَّ شِرْکًا مِنْ مُؤْمِنِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ ۔

(ب) ترجمہ : - آپ کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) زمانے کے مشرک شرک میں ہلکے تھے اس زمانے کے مومنوں سے ۔

(مولانا اسماعیل اور تقویتہ الایمان صفحہ ۵۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مشرکوں سے بارہویں صدی ہجری کے مومنین شرک میں زیادہ بھاری یعنی بڑے مشرک ہیں ۔

(یہاں بارہویں صدی ہجری کے تمام مومنین تک کو بلا جواز مشرک قرار دیا)

(ج) مدینہ منورہ کے ایک اجتماع میں نجد کے قاضی نے علماء مدینہ کو مخاطب کر کے

کہا ۔ (ترجمہ) اے باشندگان حجاز تم ہامان اور فرعون سے بھی بڑھ کر کافر ہو تو ہم تمہارے ساتھ اسی طرح قتال کریں گے جس طرح کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔ (رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۵ بحوالہ ت۔ ج/۹۴)

اس سے عام مسلمانوں کے متعلق نجدی گروہ کا مذہبی ذہن پوری طرح بے نقاب ہو جاتا ہے ۔

حسین احمد مدرس دیوبند فرماتے ہیں ۔

(د) محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے ۔ (الشہاب الثاقب ۴۲)

(ح) وجمیع ماھو تحت السبع الطباق مشرک علی الاطلاق ومن قتل مشرک فلہ الجنۃ

ترجمہ : : مخلوق ہفت آسمان کے نیچے ہے وہ سب کی سب مشرک ہے - اور جس نے مشرک کو قتل کیا اس کے لیے جنت ہے ۔

چنانچہ شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں بلیذا قلیل العلم فکان یسارع فانہ کا رجلا الی الحکم بالکفر ۔ یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا اس لیے کفر کا حکم لگانے میں اسے باک نہ تھا ۔ (مقدمہ فیض الباری از انور شاہ کاشمیری، بحوالہ دیدہ و دانستہ ص ۔ ۱۴)

آئیے دیوبندی جوری یا فن پیچ کا بھی فیصلہ درائے معلوم کرتے چلیں ۔ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے

خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا (المہند مصدقہ ۲۵ علماء دیوبند)

دوسرا مکفر المسلمین

اسمٰعیل دہلوی تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔

اوّل جاننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب (کم یاب نہیں نایاب یعنی قطعی نہیں یا معدوم تو پھر توحید ان میں بھی نہیں گویا بقول ان کے روئے زمین پر ایک بھی موحد باقی نہیں رہا)

(تقویۃ الایمان صفحہ ۷)

پھر حدیث لکھ کر خود ترجمہ کیا۔

اللہ پھر بھیجے گا ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جاویں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی (ایمان) نہیں۔

پھر خلاصہ لکھا۔

پھر اللہ آپ ایسی باؤ (ہوا) بھیجے گا کہ سب اچھے بندوں کو جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے جن میں کچھ بھلائی نہیں (تقویۃ الایمان ۶۲)

پھر نتیجہ لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری زمانے میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی ولی۔ امام وشہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے۔ (تقویۃ الایمان ۶۳)

یعنی ان کے نصیبوں کی ہوا چل چکی اور جن کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان تھا مر گئے۔ اپنے خود ساختہ قانون او وحدانیت کے زعم میں

تمام مسلمانوں کو کافر مشرک بنانے کے لئے ختم دنیا کی حدیث صاف صاف اپنے ہی زمانے میں چسپاں کر دی اور کچھ بھی عقل عیار نے نہ سوچنے دیا کہ جب تمام مسلمان مر گئے اور صرف کافر ہی کافر رہ گئے تو یہ شخص خود اور اس کے پیرو جو کہ وحدانیت کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں کیا دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستے ہیں تو کیونکر خود اپنے قول سے کافر ومشرک ہونے سے بچ گئے۔

اگرچہ مے کدہ سے اٹھ کر چل دیا ہے ساقی
وہ مے وہ خُم وہ صراحی وہ جام ہے باقی

تیسرا مکفر المسلمین

رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقید عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ۲۳۵)

(ب) اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے فاسق اور بدعتی ہے جو کوئی ان کو کافر یا بد جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالی کا ہے

(فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ ۱۴۱)

(ج) تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے فقط رشید احمد گنگوہی۔

(فتاوی رشیدیہ ۴۴)

یہ صاحب بھی دونوں مکفر المسلمین کی تائید کر رہے ہیں اور سب کو مکفر المسلمین بننے کی ترغیب دے رہے ہیں اسی لیے خود بھی اسی زد میں ہیں۔

بہت ہیں میکدے میں لڑکھڑانے جھومنے والے
وقار لغزشِ پیر مغاں کچھ اور ہوتا ہے

چوتھا مکفر المسلمین۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب بہشتی زیور میں حصہ اوّل صفحہ ۴۵ اور ۴۶ پر مندرجہ ذیل امور کو کفر و شرک کی باتوں میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی سے مرادیں مانگنا۔ کسی کے سامنے جھکنا۔ سہرا باندھنا علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا، یوں کہنا کہ خدا و رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا۔ کفر و شرک ہے (چاہیے ان کے امام ربانی رشید احمد گنگوہی کے والد کا نام ہدایت احمد۔ دادا کا پیر بخش اور نانا کا فرید بخش ہی کیوں نہ ہو) اس نادر شاہی حکم کے تحت لاکھوں مسلمان شادیوں میں سہرا باندھنے والوں کو مشرک اور کافر قرار دیا گیا ہے۔ اسی اصول کے تحت مولوی محمد سالار نے ایک صابر بخش کو صرف اس کے نام کی بناء پر کافر کہا۔ (تذکرۃ الرشید ۱/۲۷)

دین کو پردہ بنا کے کچھ لوگ
گفتگو کفر و فساد کرتے ہیں۔

پانچواں مکفر المسلمین۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں

جو لوگ تعلیم و تربیت اور اجتماعی ماحول کی تاثیرات کے باوجود ناکارہ نکلیں تکفیر کے ذریعہ (یعنی کفر کا فتوا دیکر) ان کو جماعت سے خارج کر دیا جائے اور اس طرح جماعت کو غیر مناسب عناصر سے پاک کیا جاتا رہے۔

پھر حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

موجودہ زمانے کی تحریکوں میں اسی کو (PRUGE) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تمام جماعتیں نامناسب آدمیوں کو اپنے دائرے سے خارج کرتی رہتی ہیں۔ (سیاسی کش مکش ج ۳ صفحہ ۲ بحوالہ جماعت اسلامی)

اپنی جماعت سے ضرور خارج کریں مگر یہاں سوال جماعت سے خارج کرنے کا نہیں اسلام سے خارج کرنے کا ہے اور کافر کہہ کر دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا حق آپ کو کس نے دیا ہے کیا اسلام سے وابستگی کا دارومدار صرف آپ کی ہی جماعت میں رہ گیا ہے۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

چھٹا مکفر المسلمین۔

عامر عثمانی فاضلِ دیوبندی رقمطراز ہیں۔

کسی صاحب نے (احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر
زکافِ کعبہ تا کافِ کراچی۔ سراسر کفر و کفر" در کفر"
مولانا احمد علی صاحب لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیسا ہے اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے مولوی احمد علی صاحب نے جواب دیا یہ شعر نہایت ذلیل ہے خبیث ہے اس کا لکھنے والا بصیرت سے

محروم۔ نااہل مودودی کا بھائی بدقسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد کی طرح تاویلیں کرنے والا کفرانِ نعمت کرنے والا ہے۔

(تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء بحوالہ برہانِ صداقت)

کچھ تو ہوتے ہیں محبت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

ساتواں مکفر المسلمین۔ حقیقتِ وہابیہ پر غور کیا جائے تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ ہر وہابی نخوت وحدانیت میں مکفر المسلمین ہے کیونکہ وہابی وہی تو ہے جو نجدی۔ دہلوی۔ گنگوہی۔ تھانوی۔ مودودی۔ وغیرہ کی کتابوں پر ایمان لا چکا ہے۔

وہابیہ میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں
ہے الزام غیروں پر اپنی خبر نہیں

پھر اپنے مسخرے پن سے ایک مولوی کا داڑھی منڈا کر فرار ہونا بیان کرتا ہے مگر نام نہیں لکھتا شاید اس کو ڈر ہے کہ نام ظاہر کردینے پر وہ بھی اسی کے گھر کا بھیدی ہی ثابت نہ ہو جائے۔

اے سنگدل ہم مجبور ہو کر اس ستم گر سے
جواب ہمیں دینا پڑا بچھو کا پتھر سے

پھر جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب، پیر پگارا صاحب سوار خان صاحب وغیرہ کو درمیان میں لا کر ان کے دامن میں جھوٹی پناہ تلاش کر رہا ہے جو ایک فریب ہے۔ اسلام قرآن وحدیث کی پیروی کا نام ہے نہ کہ حکام وقت کی اقتداء کا جب کہ وہ عالم، مولوی یا مفتی وغیرہ بھی نہ ہوں۔ یہی لوگ نہیں بلکہ ہر شخص جب تک کسی فرقہ کی بدعقیدگی سے پوری طرح آشنا نہ ہو انہیں مسلمان ہی سمجھتے

ہیں یہاں یہ تاثر پیدا کرنا کہ یہ لوگ بھی وہابی عقیدے کے ہیں۔ یا وہابیوں کی گمراہیوں سے قطعی واقف ہونے کے بعد بھی ان کی پیروی کرتے ہیں باطل ہے ہمیں یقین ہے کہ ہمارے جنرل صاحب وغیرہ جب گستاخیٔ رسول وخلاف قرآن عقائد پر مطلع ہوں گے تو وہ بھی ان سے نفرت کرنے لگیں گے اسی طرح پیر پگارا صاحب کا نام لیکر یہ فریب دینا چاہتا ہے وہ بھی وہابی ہیں مگر اس کی بدنصیبی ہے کہ وہ بھی اعلیٰ حضرت کے ہم مسلک ہیں اور اعلیٰ حضرت کے ترجمے ان کے مرید خاص طور پر پڑھتے ور رکھتے ہیں۔

اس کا یہ مطالبہ کہ عرب ممالک کی طرح کنز الایمان پر پابندی لگائی جائے یہ بھی فریب ہے کیونکہ پابندی تمام عرب ممالک میں نہیں سوائے چند کے

وہاں تو درود تاج دلائل الخیرات۔ قصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ پر بھی پابندیاں ہیں اور اکثر جنت المعلےٰ کے مزارات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم وخاندان نبوت واہل بیت شہید منہدم ومسمار کر دئے گئے ہیں اس لئے عبد المبین کو پوری طرح کھل کر سامنے آنا چاہئے اور مکمل سعودی اقتدا میں مزارات، قائد اعظم، داتا گنج بخش، شہباز قلندر، پیر پگارا صاحب بھٹائی صاحب وغیرہ کے منہدم ومسمار کر والنے کا مطالبہ بھی ساتھ ہی کر دینا چاہئے تاکہ ہمارے جنرل صاحب، پیر پگارا صاحب وغیرہ پر اس کی چھپی ہوئی شقاوتیں وگندے عزائم جو سعودی پیروی میں پوشیدہ ہیں ظاہر ہو جائیں اور سب کو معلوم ہو جائے کہ اس کا دوسرا قدم کیا ہوگا؟

یہاں ایک بات توجہ طلب ہے کہ قادیانیوں کو حکومت پاکستان

میں کفری عقائد کے سبب کافر قرار دیکر اقلیت قرار دیا گیا مگر سعودی حکومت کو ان کے ترجمے اور تفسیر پر پابندی کی توفیق نصیب نہ ہوئی اور نہ ہی عبدالمبین کی حیا بیدار ہوئی نہ ہی شیعہ حضرات کے ترجموں پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا جو معنوی تحریف سے آراستہ ہیں۔ مگر ان کو صرف اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے جلن ہے کہ عقائد باطلہ اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے نہ اس کی ہمت ترجمہ کو غلط ثابت کرنے کی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کنزالایمان۔ یعنی ایمان کے خزانے پر پابندی لگائی جائے یہ پھر وہی بات دہرا رہا ہے کہ ایمان تو اس کا چھن گیا۔ اب ایمان کے خزانے پر پابندی لگوا کر دوسروں کو بھی اپنی صف میں لانا چاہتا ہے اس کا مطلب ہے پابندی کے بعد نہ ایمان کا خزانہ رہے گا نہ کوئی اس سے مستفید ہوگا تو پھر تمام آنے والے اسی جیسے ہو جائیں گے افسوس اس فتنہ پر صد افسوس۔

تھی امن و اتحاد کی اس وقت احتیاج
بھڑکائی تو نے آتشِ تفریق اور بھی

اسی طرح سعودی حکومت کی پیروی مذہباً لازم و فرض سمجھتا ہے جو باطل اور خلاف قرآن و سنت ہے شاید اس کو معلوم نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیت اللہ شریف کی چابیاں لیکر دیتے وقت فرمایا کہ یہ چابیاں تیری اولاد میں تب تک رہیں گی جب تک ایک ظالم جابر حاکم اپنے ظلم کے سبب تیری اولاد سے نہ چھین لے گا۔ اگر خانہ کعبہ پر قابض ہر حکومت کی اطاعت لازم و فرض ہوتی تو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر فوج کشی نہ فرماتے۔ نہ حملہ فرما کر مکہ فتح فرماتے۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کے بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہرا

اسی سلسلہ میں دیوبندی سپریم کورٹ کا بھی فیصلہ دیکھ لیجئے۔ ہمارے نزدیک اس کا (محمد بن عبدالوہاب کا) حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے ان کا حکم (اس کے لئے) باغیوں کا ہے۔ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوا۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو۔ وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علماءِ اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی (المہند صفحہ ۱۸ مصدقہ ۲۵ علماء دیوبند)

آگ دی جب سیاد نے آشیانے کو میرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

مودودی صاحب بھی فرماتے ہیں۔

نتیجہ یہ کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی اب وہاں نہ اسلام کا علم ہے نہ اسلامی اخلاق نہ اسلامی زندگی۔ لوگ دور دور سے بڑی گہری عقیدتیں لئے ہوتے حرم پاک کا سفر کرتے ہیں مگر اس علاقہ میں پہنچ کر جب ہر طرف جہالت، گندگی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بد اخلاقی، بد انتظامی اور تمام باشندوں کی گری ہوئی حالت نظر آتی ہے تو ان کی توقعات کا سارا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے حتیٰ کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے اور الٹا کھو آتے ہیں وہی پرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد جاہلیت

کے زمانے میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ختم کیا تھا پھر تازہ ہو گئی ہے حرم کعبہ کے منتظم اب اسی طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے ہیں خدا کا گھر ان کے لئے جائداد بن گیا ہے اور اس گھر سے عقیدت رکھنے والوں کو وہ آسامی سمجھتے ہیں ۔

(خطبات مودودی طبع ہفتم صفحہ ۱۹، ۱۹۵م

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

نجدی درندوں کی سرکشی اور اسلامی حرمتوں کا خون

اس سے بھی زیادہ افسوسناک چیز یہ ہے کہ مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں اور مزارات کے قبوں کی طرح یہ مساجد بھی توڑی گئیں ۔ مدینہ میں منہدم کردہ مساجد کی تفصیل یہ ہے ۔

(۱) مسجد فاطمہ متصل مسجد قبا (۲) مسجد ثنایا (میدان احد میں جہاں سرکار کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے (۳) مسجد منارتین (۴) مسجد مائدہ (جہاں سورۂ مائدہ نازل ہوئی) (۵) مسجد اجابیہ (جہاں سرکار کی ایک نہایت اہم دعا قبول ہوئی تھی) (رپورٹ خلافت کمیٹی صفحہ ۸۸ بحوالہ ت ۔ ج ۹۰ ۔

ایک عینی شاہد کی روح کا اضطراب ۔

میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں مجھے ابن مسعود سے ذاتی عداوت نہیں نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر ہے ۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی کہوں گا اور صاف صاف کہوں گا خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش ۔ سلطان ابن مسعود اور ارکان حکومت بار بار کتاب اللہ اور سنت رسول کی رٹ لگاتے تھے لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انھوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول کو دنیا کمانے کے لئے آلہ بنا رکھا ہے جو لوگ

ڈاکہ ڈالتے ہیں چوری کرتے ہیں برا کرتے ہیں لیکن جو لوگ قرآن و حدیث کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں وہ چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں ۔

(مقالات محمد علی جوہر جلد اول ۹۵، ۹۶ بحوالہ ت ۔ ج ۔ ۹۳)

ترکی کے عظیم مورخ اور مشہور سکالر جناب حسین حلمی السیق ابن سعید لکھتے ہیں ۔

A great journalist as well as scholar of Turkey Mr. Hussain Halimi Ibne Saeed writes in his Book, "End-less Bliss" Part 2nd and " Advice for the wahabi ".

Another religion reformer who did much harm to Islam was Muhammad Ibne-Abdul Wahab. His followers are called the " Wahabi's " Wahabi's are the Bidaat owners who appeared in the desert of Najad and who then spread in Arabia. Their hands are coloured with Muslim blood.

They captured the city of Taif in 1217. They put all the muslims to the sword, No matter whether they were women or children. In 1218 they besieged the blessed city of Makkah for three months. The Makkans ate Cats, Dogs, Grass, and leaves ---- The Wahabi's did not let the Ehle-Sunnat haji's go into Makkah for seven years.

Muhammad Ibne Abdul Wahab explained the Kalimatut-towhid according to his own point of view and disseminated his openion that all muslims had been polytheists.

Muhammad Ibne-Abdul Wahab's father Abdul Wahab who was a pious, pure Aalim in Madina. His brother

Suleman Ibne-Abdul Wahab and his masters had apprehended from his statements, behaviour and heretical ideas. Suleman Muhammad's brother wrote a great books. To refute Wahabism.

صدر مدرس دیوبند لکھتے ہیں۔

صاحبو محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد میں عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ و عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت وجماعت کا قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائی۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم۔ باغی۔ خونخوار، فاسق شخص تھا۔

(الشہاب الثاقب صفحہ ٤٢ از مولوی حسین احمد)

پھر اور لکھتے ہیں۔

شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہ الصلوٰت والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں (صفحہ ٤٧) آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت لازم آتا ہے (صفحہ ٦٤) کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک

وکافر ہیں اور ان کا قتل و قتال کرنا ان کے اموال چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (صفحہ ٤٣) اور صفحہ ٥٤ پر دو جگہ وہابیہ خبیثہ وہابیہ خبیثہ بھی لکھا۔

خوب امیدیں بندھیں لیکن ہوئیں حرمان نصیب
بدلیاں اٹھیں لیکن بجلیاں گرانے کے لئے

اعلیٰ حضرت کی وصیت کہ "حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین جو میری کتب سے ظاہر ہے (یعنی قرآن وسنت کے مطابق) اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"،

اس پر غلط بیانی کرتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو شریعت کی اتباع نہ چھوڑو، مگر میری اتباع ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔ اعلیٰ حضرت نے دین پر قائم رہنے کو ہر فرض سے اہم کہا نہ کہ اپنی اتباع کو مگر یہ مفتری اس کے معنی میری اتباع کرتا ہے کیسا فریب ہے دیدہ دلیری ہے۔ اتباع شریعت تو زندگی کے ہر شعبے اور فعل پر جاری اور ہر قول و فعل پر ساری ہے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے لباس و زینت میں سفر و حضر میں مساجد و مکاتب میں گھر و بازار میں غرض کہ زندگی کے ہر لمحہ پر حاوی چنانچہ حتی الامکان ہی ہو سکتا ہے نہ کہ ہر بات کی فرض جیسی محافظت کی تاکید چہ جائیکہ ہر فرض سے اہم فرض جیسی تاکید۔ اور بے شک دین یا ایمان پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اس کے بغیر کوئی کیسا ہی اہم فرض ہو قابل قبول نہیں اس کا یہ تاثر پیدا کرنا کہ دین کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت نے اپنی اتباع کو ہر فرض سے اہم فرض کہا قطعی باطل ہوا اور بہتان۔ علمی خیانت ثابت ہو گئی۔

بگو حدیث وفا گوا زتو باور است
شوم فدائے دروغ کہ راست مانند است

مگر اس کو اپنے گھر میں بڑوں کی مندرجہ ذیل عبارتیں دکھائی نہیں دیتیں۔

(۱) سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر (تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۷)

کیوں صاحب اب قرآن وحدیث کی اتباع کہاں چلی گئی؟ یہ وہی گنگوہی صاحب ہیں جن کے لئے صدر دیوبند فرماتے ہیں۔

(۲) خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی
زمانے نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی
زباں پر اہل اہوا کے ہے کیوں اُعل ہُبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی
حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی
پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے تھے اپنے سینوں میں ذوق وشوق عرفانی
جہاں تھا آپکا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت
کہیں کیوں کر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لاثانی
مردوں کا زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

حالانکہ خود مر گئے اس کے علاوہ ان اشعار میں جس قدر مبالغہ وزندقہ کا ابہام ہے محتاج بیان نہیں۔

(۳) جو کچھ مولوی خلیل احمد انبیٹھی) نے تحریر فرمایا واقعی اس قابل ہیں کہ قرآن پر اعتماد کیا جائے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔ (المہند صفحہ ۵۰ مصدقہ ۲۵ علماء دیوبند) اب مذہب کا قرار قرآن پر نہ رہا بلکہ خلیل صاحب کی تحریر پر یہ ہیں چند نئے مذہب کی پیروی اور اتباع کے احکام اور فرقہ پرستی کی زندہ مثال جن پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب انہی کے چند اقوال بھی دیکھئے تاکہ پیروی میں آسانی ہو۔

(۱) جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہیں اور (کوا) کھانے والے کو برا کہتے ہوں ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا۔ نہ عذاب؟ جواب۔ ثواب ہوگا!

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربہ ہی سے کھائیے
بٹیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

(۲) کولہو جو یہاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکالنا رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھ کا چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں۔ یا وہ رس نجس ہے ناپاک ہے علیٰ ہٰذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس۔ جواب: جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں حکم نجاست رس وغیرہ پانی پر نہیں ہوگا پس صورت موجودہ میں خرید نا رس کا مسلمانوں کو استعمال کرنا درست اور حلال ہے علیٰ ہٰذا پانی بھی (فتویٰ رشیدیہ ۲۴۶)

(۳) (۱) ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) ان امور میں ملک الموت کے برابر ہو چہ

جائیکہ اس (شیطان کے علم سے) زیادہ (براہین قاطعہ ۵۲)

(ب) شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے (براہین قاطعہ ۵۱)

(۴) ہر مخلوق اللہ کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" تقویۃ الایمان کی عبارت بالکل صحیح ہے۔ (فتویٰ رشیدیہ صد ۴۳)

(۵) بارہا ایسا ہوا کہ اتفاقیہ کسی ضرورت کے لئے مولوی یحییٰ صاحب لال مسجد چلے گئے یا ادھر اُدھر تو حضرت بے چین ہو گئے۔ باربار پکارا آخر جب آئے تو یوں فرمایا میاں کہاں چلے گئے تھے۔ ایک بار کسی کام سے مولوی یحییٰ صاحب کو دیر زیادہ لگی اس اثناء میں حضرت نے کئی بار پکارا اور فرمایا خدا جانے کہاں بیٹھ رہے آخر جب آئے تو آپ نے فرمایا۔

مت آئیو او وعدہ فراموش اب بھی
جس طرح کٹا روز گزر جائے گی شب بھی (حوالہ تذکرۃ الرشید ۲/۷۹)

— × —

متاع دین و دنیا کی لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزہ خونریز ہے ساقی

(۶) ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا کہ مولوی قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا نکاح ان سے ہوا سو جس طرح زن و شوہر کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ۲۸۹)

ندامت ہوئی حشر میں جن کے بدلے
جوانی کی دو چار نادانیاں ہیں

(۷) ایک مرتبہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا ...... حضرت گنگوہی نے حضرت قاسم نانوتوی سے محبت آمیز لہجے میں فرمایا کہ ذرا لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرما گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو ادب سے چت لیٹ گئے اور یہ حضرت بھی (گنگوہی صاحب بھی) اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھدیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا (قاسم صاحب) ہر چند فرماتے رہے میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہیں گے کہنے دو۔ (ارواح ثلثہ صفحہ ۲۶۴)

بنتی نہیں صبر کو رخصت کئے بغیر
کام ان کی بے قرار نگاہوں سے پڑ گیا

(۸) بوڑھے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں اگر پاک ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۹۲)

بوڑھے چمار کافروں میں ہیں مردار جانوروں کا گوشت چربی وغیرہ کھاتے ہیں گائے کے گوبر اور پیشاب سے پہلے چولہے کو پوچا لگاتے ہیں اس کے بعد کھانا پکاتے ہیں گلاس وغیرہ اسی لیپے والی زمین پر رکھتے ہیں جس سے آٹا گوندھنے کو پانی گھڑے یا برتن میں سے ڈبو کر لیتے ہیں۔ ایسی روٹی کیوں کر پاک ہو سکتی ہے۔

(۹) بذریعہ منی آڈر روپیہ بھیجنا درست ہے اور داخل ربوا ہے (داخل سود ہے) یہ جو محصول دیا جاتا ہے نادرست ہے (فتاویٰ رشیدیہ ۱۳۴) (ب) منی آڈر درست نہیں جیسا ہنڈی درست نہیں دونوں میں معاملہ سود کا ہے فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۴۳۰) اندھے کو اندھیرے میں بڑے دور کی سوجھی۔

اب ان اعمال کی اتباع عبدالمتین کے لئے اگر طالب نجات ہو
اس طرح ہوگی کہ چوڑھے چمار کے گھر کی پاک روٹی سے کوے کا گوشت
کھائے۔ پھر اس کے بعد چمار کا ہاتھ دبا ہوا رس پیئے اور لونڈوں سے عشق کرے
پھر کہے شیطان کو وسعت علم محیط زمین نص سے ثابت ہے حضور پاک فخر عالم
کو وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم (رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم) ان امور میں شیطان و ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ ان سے
زیادہ اور مخلوق میں دیابنہ کے سب چھوٹے بڑے حتیٰ کہ علماء بھی اللہ کے آگے
چمار سے زیادہ ذلیل ہیں اور تمام منی آڈر کرنے والے سود خور ہیں تاکہ اتباع کامل
ہو جاتے اور ہدایت و نجات جو اس پیروی پر منحصر ہے نصیب ہو جاتے
اور اگر اللہ تعالیٰ حج نصیب فرمائے تو کعبہ جاکر گنگوہ (کاتب) بھی تلاش
کرلے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

کیا شراب خانہ کہاں کا صنم کدہ
کعبے میں بھٹک گیا ہے کوئی کبھی کبھی
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ با مردمان بزرگ شود

فاتحہ اور ایصالِ ثواب کی وصیت

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔
یعنی تم بھلائی نہیں پا سکتے تاوقتیکہ تم اپنی پیاری چیز خیرات کرو کے مطابق
وصیت فرمائی کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ غریبوں کو عمدہ کھانے نہیں ملتے ساتھ
ہی تاکید فرمائی کہ فاتحہ کے کھانوں سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں۔ غرباء کو دیں
اور وہ بھی اعزاز و خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات

خلافِ سنّت نہ ہو یہ غربا پروری کی بہترین مثال ہے مگر مفتری اس کا
مطلب نکالتا ہے "یہ ہیں بریلوی مذہب کے پیشوا سوائے کھانے
کے کچھ نہیں سوجھتی" (طمانچہ صفحہ ۷) دیکھتے ہیں آپ اس کی دیوانگی کہ جلن میں
اس قدر عقل کا اندھا ہو گیا ہے کہ خود کھانے اور دوسرے کو کھلانے کو دینے
میں فرق نہیں کرتا ہے یا تو خود پاگل ہے یا تمام دنیا کو پاگل بنانے کی کوشش
کر رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے گھر سے تو دیا گیا غرباء نے کھایا یہ اعلیٰ حضرت
کی پیٹ پوجا کیونکر ہوئی یہ کھلی ہوئی معنوی خیانت ہے۔ اور یُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کا بیّن ثبوت۔ شاید اس کو غصہ شدید
اس لئے ہے کہ اس کی روح پرور غذا کوے کا گوشت، چمار کے ہاتھ کا
رس ہندوؤں کے گھر کی پوریاں (چاہے مردار گوشت کی ہوں) کیوں رے
اس میں شریک نہیں ہیں۔

حق تنقید بجا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جائزہ بھی لیتے رہو اپنے گریبان کا
ناظرین پیٹ پوجا کی زندہ مثالیں دیکھیں اور فیصلہ کریں؟

(۱) وصیت اشرف علی تھانوی

میرے بعد بھی تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر
اگر ایک روپیہ ماہوار اُن (یعنی نئی بیوی صاحبہ) کے لئے اپنے
ذمہ رکھ لیں (تنبیہات صفحہ ۱۲ بحوالہ راہ جنت)
(۲) میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی پہلے باپ کی کمائی کھائی بس بیچ
میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گذارا ہوا پھر اس کے بعد ہی سلسلہ مفت
خوری کا جاری ہے یعنی مدت سے نذرانوں پر گذر (افاضات یومیہ جلد اوّل
بحوالہ راہ جنت)

(۳) وہاں (کانپور میں) میں نے بدوں شرکت میلاد۔ قیام کرنا۔ قریب بحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے (سیف یمانی مرتبہ منظور نعمانی صفحہ ۲۴ بحوالہ تبلیغی جماعت)

(۴) قاسم نانوتوی صاحب نے مرتے وقت ککڑی طلب فرمائی دستیاب نہ ہونے پر مولوی محمود الحسن تمام کھیتوں میں پھر کر صرف ایک ککڑی لائے (مفت کی) (ارواح ثلثہ ۲۷۱ بحوالہ ت۔ ج)

(۵) اشرف علی صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا میں دعوت اور ہدیہ میں حرام وحلال کو زیادہ نہیں دیکھتا کیونکہ میں متقی نہیں ہوں (کمالات اشرفیہ ۴۰۶ بحوالہ ت۔ ج)

(۶) حسین احمد صدر مدرس دیوبند نے مرتے وقت کہا مجھے لاہور سے سردا منگا دو (جو آدمی بھیج کر منگایا گیا) (شیخ الاسلام نمبر بحوالہ قہر خداوندی)

(۷) اگر میرے پاس دس ہزار روپے ہوں سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی وہابی ہو جائیں (افاضات یومیہ ۶/ح بحوالہ ت۔ ج)

(۸) اسی ضمن میں مولوی حفظ الرحمٰن (دیوبندی) نے کہا کہ مولوی الیاس کی تبلیغی جماعت تحریک کو ابتداً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہوگیا۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ ۸ شائع کردہ دیوبند بحوالہ ت۔ ج)

(۹) ندوہ کی تاریخ میں سنہ ۱۹۰۸ء کا سال ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس سال صوبہ (یوپی) کے گورنر (انگریز لیفٹننٹ) نے دار العلوم کی وسیع عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور انگریزی حکومت کی طرف سے ندوہ کو بعض مقاصد کے لیئے پانچ سو روپیہ ماہوار امداد ملنی شروع ہوئی (شبلی نامہ صفحہ ۱۷۸ از شیخ اکرام) انگریز کے جاسوس تھے سارے تیرے آبا۔ دیتا ہے جنہیں زور قلم کا سہارا

(۱۰) مرزا حیرت لکھتے ہیں۔

ابھی سید صاحب (بمعہ اسمٰعیل دہلوی) کو چار دن لکھنؤ میں آئے ہوئے گذرے تھے دعوتوں کے صدہا پیغام سنّی اور شیعوں کے ہاں سے آچکے تھے اتنی دعوتیں کیونکر منظور کر سکتے تھے آپ نے عموماً نقد روپیہ لینے پر قناعت کی (حیات طیبہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ تاریخی حقائق ۱۱۲)

(۱۱) مولوی شبیر احمد عثمانی نے مولوی حفظ الرحمٰن کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا دیکھیئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض (دیوبندی) لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے (مکالمۃ الصدرین ص ۱۱ شائع کردہ دیوبند بحوالہ تبلیغی جماعت ۹۹)

(۱۲) ایک مرتبہ ایک صاحب نے حضرت گنگوہی صاحب سے عرض کیا حضرت دانت بنوا لیجیئے فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آجاتا ہے نرم نرم حلوا کھانے کو ملتا ہے (افاضات یومیہ ج ۲ ص ۲۳)

(۱۳) ایک مرتبہ والد صاحب آپ کی خدمت میں حاضر تھے حضرت ٹاندوی نے فرمایا مٹھائی کھلایئے والد صاحب نے فرمایا مٹھائی تو آپ کھلایئے میں آپ کا مہمان ہوں مگر حضرت نے نہ مانا کچھ دیر تو اصرار کیا لیکن جب اس طرح کام نہ چلا تو حضرت (مولوی حسین احمد) نے والد صاحب کو پچھاڑ کر ان کی جیب سے روپیہ نکال کر مٹھائی منگائی (شیخ الاسلام نمبر بحوالہ خ۔ ۱۴۱)

(۱۴) حاجی امداد اللہ صاحب یہاں (خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں) تشریف رکھتے تھے تو ایک چھالی میں کچھ چنے کچھ کشمش ملی ہوئی رکھتے تھے صبح کے وقت مولوی شیخ محمد صاحب اور حافظ ضامن اور حاجی امداد اللہ صاحب ساتھ

مل کر کھایا کرتے تھے اور آپس میں خوب چھینا جھپٹی ہوا کرتی تھی بھاگے بھاگے پھرتے (ارواح ثلثہ ص ۱۸۷)

(۱۵) ۱۹۲۹ء میں امروہہ میں جمعیتہ العلماء ہند کا جو عظیم الشان اجلاس ہوا تھا اس موقع پر آم چل رہے تھے ہمارے یہاں مولوی (حسین احمد) کو دعوت دی گئی حضرت کے ساتھ مفتی اعظم حضرت مولوی کفایت اللہ بھی تھے گھر میں تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی پکی رکھی تھی حضرت نے ازراہ خوش طبعی (یا بے صبری) و بے تکلفی ہانڈی سے ہی دہن مبارک (یا بیتاب ؟) لگا کر شوربہ پینا شروع کر دیا جو ہمراہی بشمول مفتی صاحب یہ دلچسپ منظر دیکھ کر بے ساختہ قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گئے

(شیخ الاسلام نمبر بحوالہ خ۔ ا)

(۱۶) جب مولوی غلام غوث دھتکار کر جانے لگے تو شاہ جی نے روک لیا مولوی جی آپ کہاں جا رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے خلاف شورش کچھ چارج لگا رہا ہے۔ مولوی صاحب رک گئے۔ میں نے ترتیب وار چارج لگانے شروع کئے۔ کانگریس کا روپیہ ساٹھ ہزار۔ دس ہزار کی ایک قسط اور پچاس ہزار کی دوسری قسط اور یونینسٹ پارٹی ۔ ۔ ۔ ابھی فقرہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ مولانا غلام غوث نے ایک ایک شق پر زور دیا۔ کچھ دیر تو سناٹا چھایا رہا پھر سکوت ٹوٹا۔ مولانا نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے ۔ ۔ ۔ مجھے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ مولانا مظہر علی اظہر کے مکان پر لے گئے رات وہیں کاٹی ۔ مولانا اس افشا کو برا خیال کرتے تھے اور مضطرب بھی تھے ۔ ۔ ۔ مولانا مظہر علی اظہر نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے لیکن اس کے سزاوار وہ تنہا نہیں بلکہ باقاعدہ

مشورے سے رقم قبول کی گئی ہے پہلا دس ہزار روپیہ داؤد غزنوی نے دیا تھا۔ اور شیخ حسام الدین اس وقت موجود تھے اور دوسری قسط بھی انہی حضرات کے مشورے سے حاصل کی گئی۔ یعنی شیخ حسام الدین نے مولانا حبیب الرحمٰن کو لدھیانے خط لکھا کہ وہ کلکتہ میں کانگریس ہائی کمانڈ تک پہنچیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن کلکتہ گئے۔ مولانا ابو الکلام ایک لاکھ روپیہ کے لگ بھگ رقم دینے کو تیار ہو گئے مگر سردار پٹیل نے جو کانگریس کے خازن تھے اس سے اختلاف کیا اور پچاس ہزار کا چیک لالہ بھیم سین سچر کی تحویل میں دیا گیا جو ان کی معرفت دفتر احرار میں پہنچا پھر اس رقم کی بندر بانٹ کی گئی۔

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، ص ۱۰۴)

دین فروشوں کو ہے توحید کی مسند حاصل
حق پرستوں کے لئے دار و رسن ساقی
ہمکو گاندھی کے پرستار بھی غدار کہیں
ہائے کیا فیصلہ اہلِ فتن ہے ساقی

(۱۷) دیوبندی مربی خلائق و امام ربانی کو نذرانہ :- ایکمرتبہ نواب محمود علی خان صاحب نے غالباً سو روپیہ کا نوٹ چپکے سے آپ کے نذر کیا باہر تشریف لا کر آپ نے علی الاعلان ارشاد فرمایا نواب صاحب نے مجھے اتنی رقم عنایت فرمائی ہے نواب صاحب نے گردن جھکا لی تو آپ نے فرمایا بھائی کوئی کسی پر احسان کرے تو کیا اسے ظاہر بھی نہ کرے۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۹۹)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(۱۸) مولوی حفظ الرحمٰن دیوبندی نے مولوی شبیر احمد

عثمانی کو مخاطب کر کے ان کی جمعیۃ العلماء ہند کے متعلق کہا کلکتہ میں جمعیۃ العلماء اسلام حکومت (برطانیہ) کی امداد اور اس کے ایما سے قائم ہوئی...... گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ اس کو کافی امداد اس مقصد کیلئے دے گی چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع ہوا

(مکالمۃ الصدرین صد ۱۷ بحوالہ تاریخی حقائق)

انگریز کا ایجنٹ انہیں کہتا ہے مفسد
ناموس محمد پہ جو کٹ مرتے ہیں احرار!

(۱۹) ایک رنڈی کی چھوکری جو سیانی تھی (بالغ تھی) اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم سے عرض کیا یہ میری چھوکری ہے اور مدت سے بیمار چلی آرہی ہے اور میری بسر اوقات اس پر ہے آپ اسے تعویذ یا دعا کر دیجئے" مولینا محمد قاسم نے یوں چاہا کہ نہ تو میری وضع میں فرق آئے نہ اس کی دل شکنی ہو اس سے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں تم ان کے پاس چلی جاؤ یہ اوپر پہنچی مولینا یعقوب نے پوچھا کیا ہے اس نے عرض کی میری لڑکی ہے اس کو مرض ہے اور میری اسی پر کمائی ہے آپ دعا یا تعویذ کر دیجئے" مولانا یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ دیا اور اسے رخصت کر کے نیچے تشریف لائے اور پوچھا کہ اسے کس نے بھیجا ہے مولانا محمد قاسم صاحب خاموش ہو گئے فرمانے لگے بڑے متقی نکلے اپنے تقوی کی اس قدر حفاظت میرے پاس خلوت میں بازاری عورت کو بھیج دیا اپنے نفس پر کس کو اعتماد ہے۔ خدا کے فضل سے اسکی چھوکری کو آرام ہو گیا تو وہ مٹھائی لائی اور سیدھی مولینا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہو گئی ہے شکریہ میں مٹھائی لائی ہوں مولانا نے کہا رکھ دو وہ رکھ کر چلی گئی۔

(ارواح ثلثہ صد ۳۴۹)

مصنف نے یہ وضاحت نہیں کی کہ یعقوب صاحب نے اس تبرک میں نانوتوی صاحب کو بھی شریک کیا یا خود ہی چٹ کر گئے!

(۲۰) آخر جب کہا (رشید احمد گنگوہی صاحب سے) کہ پھر کھاتے کہاں سے ہو اور کرتے کیا ہو تو آپ نے فرمایا خزانۂ غیب سے ملتا ہے اور.... توکل کرتا ہوں خلاصہ یہ کہ مفتش نے گردن جھکا لی اور دیر تک کسی فکر و سوچ میں غرق رہا آخر خدا جانے کیا سمجھا کہ جیب سے بیس روپے کے نوٹ نکال کر آپ کی نذر کیا اور واپسی کیلئے قدم اٹھایا آپ نے بلا تامل نوٹ لے لئے اور فرمایا یہ ہے میرا توکل جو میرا ذریعۂ معاش ہے۔

(تذکرۃ الرشید صد ۱۹۱)

(۲۱) دیوبند میں صد سالہ جشن کے موقع پر اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے علیحدہ علیحدہ مفت کھانے کا وسیع انتظام کر رکھا تھا سنجے گاندھی نے تقریباً پچاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہوتا تھا۔

(اخبار امروز ۹ر اپریل ۸۰ء بحوالہ رد عبارات کفریہ صد ۱۸۸)

اونچی سی وہ دوکان ہے جو دیوبند میں
ہنستا ہے جسکی رفعت باطل پہ مشتری
یہ کھا رہے ہیں دین فروشی کی روٹیاں
بکتی ہے اس دوکان پر شرع پیمبری!!

(۲۲) میں شریعت کانفرنس میں شرکت کیلئے مردان سے آیا تھا میرے ساتھ بیس طالبعلم اور تھے اس لحاظ سے ہم بے حد خوش تھے کہ ہم نے لاہور دیکھ لیا ورنہ ہم کہاں اور لاہور کہاں جتنا روپیہ اس کانفرنس پر خرچ

کیا گیا اگر اس روپیہ سے غریب طلبہ کی امداد کی جاتی تو ان کی بہت سی مشکلیں آسان ہو جاتیں سرمایہ داروں کے خلاف اس کانفرنس میں بڑا احتجاج کیا گیا لیکن لیڈروں کا یہ حال تھا کہ ہمیں دال روٹی اور بڑے گوشت کے سالن پر ٹرخائے رکھا خود مرغ، بریانی، فیرنی، بھنا گوشت، بٹیر، کوفتے اور شاہی قلچہ کھاتے رہے کیا میراثِ انبیاء اسی کا نام ہے ہم خود حیران ہیں کہ یہ روپیہ آیا کہاں سے؟ جب لاہور کے لوگ ہی کانفرنس میں شامل نہیں تھے تو وہ روپیہ کیونکر دیتے معلوم ہوا گپت دان (پوشیدہ خیرات) تھا۔

بحوالہ طمانچہ (بچنار گل مردان ہفت روزہ چٹان ۶ر جولائی ؁)

(۲۳) مفتی صاحب نے مزید فرمایا کہ غیر ملکی امداد پانیوالی جماعتوں کو خلافِ قانون قرار دیا جائے (اسرار البصری لکھتے ہیں) اور اگر یہ امداد قادیانی امت کے توسط سے آئے؟ مفتی صاحب یہ بھی فرما دیتے تو اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جاتا کہ آئین شریعت کانفرنس کے زائروں کی تواضع کیلئے گوجرانوالہ کے دوستوں نے جو پلاؤ پکایا تھا اور جس کی چھبیس[۲۶] دیگیں بچ رہی تھیں ان کیلئے چاول ربوہ سے آئے تھے۔ ایندھن پیپلز پارٹی نے دیا تھا دیگیں نیپ نے مہیا کی تھیں گھی محکمہ اوقاف سے سرقہ ہوا تھا جمعیت العلماء کا تو صرف پیٹ ہی تھا۔

بحوالہ طمانچہ (ہفت روزہ چٹان ۱۰ر اگست ؁)

امداد نہیں لیتے نبی اور ولی سے چلتے ہیں ان ہی سے
سیاسی مدد لیتے ہیں لیکن ترے فرزندانِ قصرِ دیوبند

(۲۴) میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو سادہ اور معمولی کھانا مہمان کیساتھ کھاتا ہوں۔ اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو۔ مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ

(افاضات الالیومیہ ج ۷ ص ۱۷ بحوالہ وصایا شریف)

—— × ——

(۲۵) ایک شخص نے میری اور انکی دعوت کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس بھلے مانس نے چاول پکوائے وہ بھی کھانے کے قابل نہیں۔ جب کھانے بیٹھے تو میزبان سے کہا کچھ اور بھی ہے؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا یہ تو کھانے کے قابل نہیں اب کیا کھائیں۔ ۔ ۔ ۔ کہیں سے روٹی لاؤ۔ کہا روٹی تو نہیں پکائی۔ میں نے کہا! ہم نہیں جانتے جب دعوت کی ہے تو کھلاؤ اور کہیں سے کھلاؤ۔ بھوکے تھوڑی جائیں گے اور ہم کھائیں گے روٹی۔ کہا روٹی کہاں سے لاؤں۔ میں نے کہا گھر میں تو نہیں محلہ میں تو ہے مانگ لاؤ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گیا مصیبت کا مارا دال روٹی لایا۔ خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی میں نے مولوی محمد عمر صاحب سے بھی روٹی کھانے کو کہا مگر وہ بہت خلیق تھے کہنے لگے کہ اس کی دل شکنی ہوگی میں نے کہا! ہماری جو شکم شکنی ہوگی۔

(افاضات الالیومیہ جلد اوّل بحوالہ شیشے کے گھر[۴۱])

(۲۶) حضرت حسین احمد مدنی جی فرماتے! حاجی (بدر الدین) صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے۔ تو میں نے عرض کیا! حضور میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تو حضرت طالب علموں کو حکم دیتے انکی تلاشی لی جائے پھر کیا تھا جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب میرے اوپر لوٹ پڑتے اور جو رقم میرے پاس ہوتی سب کی مٹھائی منگوائی جاتی۔ اور حضرت سے تقسیم ہوتی اور کبھی تو حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہوگی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دو گے۔ جب مجھ کو پیسے دینے پڑتے۔

(شیخ الاسلام نمبر ۱۱ الجمیعۃ بحوالہ شیشے کے گھر)

یہ چند نمونے پیٹ کے پجاریوں کے پیش خدمت ہیں جنہیں خوش طبعی، بے تکلفی، توکل، خزانہ غیب وغیرہ کے ایسے خوبصورت رنگین و دبیز غلاف چڑھائے گئے ہیں جو چیزیں گھر میں، کفر شرک بدعت

کہی جارہی تھیں کانپور میں ملازمت نے جائز ہی نہیں حلال وطیب بھی کردیں اس لئے کہ منفعت تھی تنخواہ ملتی تھی۔ پھر مرتے وقت کسی کی خواہش لگڑی کی کسی کی سردے کی کسی کی بیگم کے لئے چندہ کی اور ان کے ضمیر کی یہ آواز کہ دس ہزار روپیہ مل جائے تو سب کو تنخواہ دیکر ایمان خریدلوں اور وہابی بنا دوں قابلِ غور ہے وہابیت کے ساتھ عشق تو دیکھئے کہ تنخواہ دے کر مسلمان بنانے کی خواہش تو نہیں پیدا ہوئی بلکہ مسلمان کو وہابی بنانے کی تمنا میں جگر کا خون سوکھ رہا ہے۔ یہ حوالہ جات جو پیش کئے گئے انہیں کوئی الزام کہہ کر نہیں ٹال سکتا کیوں کہ یہ تاریخی واقعات ہیں اور انکے راوی خود ان کے معتقدین ہیں کسی دشمن کی اڑائی ہوئی خبر نہیں ہے!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اشعار کی نسبت بھی اعلیٰ حضرت کی طرف بہتان ہے کیونکہ حدائقِ بخشش تیسرا حصہ آپ کا نہیں ہے نہ آپ کے صاحبزادگان نے چھپوایا یہ آپ کے وصال کے کئی سال بعد بمبئی سے شائع ہوا جس میں مختلف شعراء کے کلام ہیں اتفاق سے کاتب اور مالک پریس دونوں غیر مذہب تھے ان لوگوں نے قصداً یا سہواً تغیر وتبدل کیا۔ مولانا محبوب علی خان صاحب کی لاپرواہی اور بھروسہ کرنیکی وجہ سے معترضوں کو موقع مل گیا اصل قصیدہ کے بعد علیحدہ عنوان سے نو اشعار درج تھے جو ان گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں تھے ان کو کاتب نے مخلوط کردیا جسکو علامہ مشتاق احمد نظامی خطیب اہلسنت نے متنبہ کیا جس پر مولانا محبوب علی صاحب نے توبہ نامہ شائع کیا اس توبہ نامہ کا خلاصہ مفتی اعظم دہلی مولانا مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے!

وہ (محبوب علی صاحب) ماہنامہ پاسبان کے ایڈیٹر کو مخاطب

کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ آج ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ کو بمبئی کے ہفتہ وار اخبار میں آپ کی تحریر حدائق بخشش حصہ سوم کے متعلق دیکھی جواباً پہلے فقیر اپنی غلطی اور تساہل کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں اس خطا اور غلطی کی معافی چاہتا ہے اور استغفار کرتا ہے خدا تعالیٰ معافی بخشے آمین۔

یہ توبہ نامہ "سنی لکھنؤ" اور اخبار "انقلاب بمبئی" میں شائع ہو چکا ہے جس سے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ پر بہتان باطل ہو گیا اور آپ قطعی بری الذمہ ٹھہرے مگر اس کے باوجود بھی بار بار یہ الزام وبہتان دہرانا و اچھالتے رہنا کیسی کور باطنی اور بے حسی کی دلیل ہے۔ یہ سب کچھ تھانوی صاحب کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی گستاخی پر پردہ ڈالنے کے لئے پروپگنڈہ کیا جارہا ہے تاکہ اصل واقعہ کی اہمیت کم کرکے توجہ منتشر کردی جائے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ :-

(۱) نیز ان کے (اپنی دوسری بیوی کے) متعلق میں نے یہ بھی خواب دیکھا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بوقت نکاح حضور کے ساتھ تھی وہی نسبت ان کو ہے (یعنی ان کی دوسری بیوی کو ہے)۔ معاذ اللہ

(افاضات یومیہ ج ۱ ص ۶۵ بحوالہ طمانچہ)

(۲) ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں میرا (اشرف علی کا) ذہن اس طرف منتقل ہوا ایک کمسن عورت ہاتھ آئے گی۔ (معاذ اللہ)

(رسالۃ الامداد ماہ صفر ۳۵ ہجری بحوالہ ق۔خ)

(۳) پرسوں شب میں نے گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہوں وہیں جناب (مولوی اشرف علی تھانوی) کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں .... اتنے میں کسی نے کہا یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں اب بڑے غور اور حیرت سے یہ بات دیکھ رہی ہیں کہ صورت و شکل وضع ولباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں

(بحوالہ برق آسمانی صہ ۸ "حکیم الامت" مصنفہ عبد الماجد دریا آبادی مرید تھانوی)

(۴) اشرف علی تھانوی اپنے ایک مولوی فضل الرحمٰن کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہمکو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔

(افاضات یومیہ ج ۶ ص ۳۷)

استغفر اللہ العظیم مسلمانو غور کرو کیا کسی بے دین۔ خارجی یزیدی و یہودی کو بھی خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شان میں ایسی صریح گستاخی کی جرأت ہوئی۔ مرزا قادیانی مردود نے تو یہ لکھا تھا (معاذ اللہ) حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھ لیا (ایک غلطی کا ازالہ) مگر دیوبندی وہابی حکیم الامت اس سے بہت آگے بڑھ کر یہ کہہ رہا ہے کہ معاذ اللہ سیدہ نے سینے سے چمٹایا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ شرم شرم شرم۔

(برق آسمانی صہ ۹)

(۵) احقر (مرید تھانوی) نے خواب دیکھا کہ ماہ رمضان شریف ہے اور عشاء کا وقت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور عالی (مولوی تھانوی) کے درِ دولت میں حاضر ہیں تراویح میں حضور

انور کا (تھانوی صاحب کا) قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے درِ دولت میں صفوف بچھانے اور پردے ڈلوانے کے اہتمام میں پھر رہی ہیں۔

(اصدق الرؤیا، صہ ۵ بحوالہ برق آسمانی)

دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

نغمۃ الروح کا شعر بھی تحریف کے بعد فریب دینے کو لکھا ہے خدا داد احمد رضا کے درمیان کا ڈلیش ہٹا کر شعر کا ایک ٹکڑا نکال دیا... پھر دوسرے شعر کا پیوند لگا کر کفری معنی پیدا کئے گئے ہیں اصل شعر یہ ہے

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
تیرا اور سب کا خدا - احمد رضا
تیری نسل پاک سے پیدا کرے
کوئی ہم رتبہ تیرا احمد رضا

تحریف شدہ شعر جو مفتری دجال نے بطور پروپگنڈہ پیش کیا ہے

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
کیا بتاؤں کیا دیا کس نے دیا
جو دیا تو نے دیا احمد رضا

اللہ اکبر علماء کہلانے والے حقائق پر فریب کے دبیز پردے چڑھانے کے لئے کیسی کیسی قطع و برید اور تحریفات بہ کمال جرأت و جسارت کرنے کے خوگر ہو گئے ہیں گویا آخرت بھول چکے ہیں کیا یہی شیوۂ

اسلام وتقاضائے کلمہ گوئی ہے ؟

رات میخانہ میں کاٹی دن حرم کے صحن میں
دوغلے پن پہ ہے دستارِ فضیلت کا مدار

اگر عبدالمتین اصلی لغۃ الروح کے صفحہ نمبر ۹۰ پر اپنا تحریر کردہ شعر دکھا دے تو راقم ایک ہزار روپیہ نقد انعام مقرر کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کے لئے فرماتا ہے انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون ۔
ترجمہ : جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے ۔ اور فرماتا ہے فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ ہم اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر ۔
یحرفون الکلم عن مواضعہ کی یہ مصدقہ مثال ہے

دیوبندی عقائد کے چند ایمان سوز نمونے

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے دل کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی

(ا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں ۔
(اصدق الرؤیا صـ ۲۵ بحوالہ طمانچہ)
حضور کی شکل میں تھانوی نہیں بلکہ تھانوی کی شکل میں حضور ۔ گویا حضور تھانوی کی شکل کا ایک جزء ہیں معاذ اللہ ۔

(ب) آپ کا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) قدم مبارک اور رنگت اور چہرہ شریف اعلیٰ اور تن شریف مولانا اشرف علی جیسا تھا
(اصدق الرؤیاء) بحوالہ طمانچہ
یہاں مشبہ بہ تھانوی صاحب ہیں حضور نہیں معاذ اللہ ۔

(ج) (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی) ایسی ہی شکل ہے جیسے ہمارے تھانوی کی ۔ (اصدق الرؤیا حصہ دوم صـ ۳۶)

(د) میں نے خواب دیکھا کہ ایک محلہ میں حضور (مولوی اشرف علی کا) کا وعظ ہے محفل میں ایک بہت اونچا تخت بچھا ہوا ہے جس پر سفید فرش ہے تخت اس قدر اونچا ہے کہ دو تین سیڑھیاں چڑھ کر اس پر پہنچنا ہوتا ہے اس تخت پر (حضور اشرف علی) وعظ فرما رہے ہیں اور نیچے عام لوگوں کی مجلس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ (معاذ اللہ)
(اصدق الرؤیا صـ ۳۹) بحوالہ برق آسمانی

(ہ) جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا بڑا مجمع ہے مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا حسین احمد مدنی صدر دیوبند کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمائیں فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا حسین احمد مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا مدنی کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا فالحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیرا کثیرا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے ریش مبارک سفید تھی ۔
(شیخ الاسلام نمبر صـ ۱۶۴) بحوالہ قہر خداوندی

یہ کانگریسی ملا بتاؤں یارو کیا ہیں
گاندھی کی پالیسی کا اردو ترجمہ ہیں

(و) ایک دن اعلیٰحضرت (رشید احمد گنگوہی) نے خواب

میں دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اس کے مہمان علماء دیوبند ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔

(تذکرۃ الرشید جلد اوّل ص۷۶)

ہے شیوہ جن کا گستاخی نبی کی شان اقدس میں
الٰہی اپنی قدرت سے قلم ان کی زباں کر دے

(ز) تھانوی صاحب کے ایک مرید کو یہ خواب نظر آیا کہ جمعہ کی نماز کیلئے صف بندی ہو رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احقر کے بائیں جانب تھے اور حضرت والا (اشرف علی تھانوی) نماز پڑھا رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا اس خواب کی وجہ سے دل کو ایسی خوشی محسوس ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔

(اصدق الرؤیا، از اشرف علی تھانوی ص۲۴ بحوالہ برق آسمانی)

کرے مصطفٰی کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

(ح) مولوی حسین علی دیوبندی ساکن واں بھچراں تلمیذ مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی اپنی کتاب بلغۃ الحیران ص۸ پر لکھتے ہیں رأیت انہ یسقط فامسکتہ واعصمتہ عن یعنی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے سے بچالیا۔ (معاذ اللہ)

(بحوالہ برق آسمانی ص۷)

(ط) مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات و ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گیا آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمیں یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

(براہین قاطعہ ص۲۶)

اللہ تو فرماتا ہے نبی جس قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے اس قوم کی زبان سکھا دی جاتی ہے مگر یہاں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور کو اردو زبان دیوبند سے معاملہ کے بعد آئی غور طلب ہے!

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

(ی) ایک مرید نے اشرف علی کو لکھا کہ خواب میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا چاہا مگر زبان سے لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ نکلتا رہا پھر بیدار ہو کر کلمہ کی غلطی کے تدارک میں درود شریف پڑھنا چاہا مگر پھر بھی کہتا رہا اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولٰنا اشرف علی۔ اس پر اشرف علی صاحب نے جواب دیا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(رسالۃ الامداد، صفر المظفر ۱۳۳۶ھ)

اس پر ایک فاضل دیوبند کا تبصرہ دیکھئے:- اپنے معاملات میں تاویل و توجیہہ اور فیاضی و مسامحت کرنے کی مولانا تھانوی میں جو

خوبی اس کا اندازہ ایک واقعہ سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی
مرید نے مولانا کو لکھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہر چند تشہد کو صحیح صحیح
ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہوتا یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے بعد
اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے ظاہر ہے اس کا صاف اور سیدھا
جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے شیطان کا فریب ہے اور نفس کا دھوکہ ہے۔ تم
فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات
آئی گئی کر دیتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب اسی کا
نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

(برہانؑ دہلی فروری ۱۹۵۲ء از فاضل دیوبند سعد اکبر آبادی سابق
پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ) بحوالہ خ۔ ا

(ک) اب انہی تھانوی صاحب کا قول حضور کیلئے دیکھئے:۔
پھر یہ کہ آپ کی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی) ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم
کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے
مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و
مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان ص۷)

(ل) اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء و اولیاء اس کے
روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص۱۸)

مولوی رفیع الدین فرماتے ہیں میں پچیس ۲۵ برس حضرت
قاسم نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور کبھی بلا وضو نہیں گیا میں

نے انسانیت سے بالا درجہ ان کا (قاسم نانوتوی کا) دیکھا وہ ایک مقرب
فرشتہ تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔

(ارواح ثلثہ ص۲۴۲)

انسانیت کی بلندی و قرب الٰہی کا مقام تو حضور پر ختم ہو گیا یہ
انسانیت سے بالاتر کیسے ہو گئے۔ انبیاء تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ذرہ ناچیز
سے کمتر چمار سے زیادہ ذلیل ناکارہ اور قاسم نانوتوی صاحب انسانیت کی
حدود سے بالاتر ہی نہیں مقرب فرشتہ ہیں۔ (معاذ اللہ)

(م) کسی بزرگ (پیغمبر) کی شان میں زبان سنبھال کر بولو
اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو۔

(تقویۃ الایمان ص۹۳)

کیونکہ انبیاء بشر ہی رہے اور نانوتوی صاحب مقرب فرشتہ
اور بشریت سے بالاتر۔ (معاذ اللہ)

(ن) ترجمہ:۔ نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کیطرف
خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب حضور ہوں، کتنے ہی درجوں
اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے،

بحوالہ ردشہاب ثاقب (صراط مستقیم)

یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر یہ مستقیم ہے صراط شر
جو شقی کے دل میں گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

(س) پھر دروغ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے جن میں سے
ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہے ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں

بحوالہ تکفیری افسانہ (تصفیۃ العقائد ص۲۵ از قاسم نانوتوی)

(ع) اگر حق تعالیٰ کسی کام کو کرنا نہیں چاہے تو چاہے انبیاء

بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔

(مکاتیب الیاس) بحوالہ ت۔ ج

(ف) بہت چیزیں کہ مقبولوں کا معجزہ گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوت و کمال میں ان سے بڑھکر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۱۷۱)

مقبولان حق سے معجزہ و کرامت جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی و اکمل کا وقوع طلسم و جادو والے سے ممکن ہے۔

بحوالہ ب۔ ص (منصب امامت ص ۱۸)

(ص) اللہ سے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۹)

یہاں اللہ تعالی کو بڑا شخص اور انبیاء کو ناکارہ کہا۔ (معاذ اللہ)

(ق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (قاسم نانوتوی) کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا نانوتوی میں سما گیا۔

بحوالہ ب۔ آ (سوانح قاسمی ص ۱۲۹ ج ۳)

(ر) معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکو زیادہ نفع دے سکتی ہے ہم اس سے تو کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے

(بحوالہ شہاب ثاقب ص ۴۷)

اور تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
تجدید کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

(ش) حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی کے خلاف نہیں کیا ایکدن چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا حضرت احاطہ مسجد میں بیٹھے ہوئے بھنے ہوئے چنے تناول فرما رہے تھے فرمایا کہ آئیے میں نے کہا حضرت میرا تو روزہ ہے تھوڑی دیر تامل کر کے پھر فرمایا کہ آئیے مولانا میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی افطار کا وقت قریب تھا حضرت نے فرمایا اللہ تعالی اس سے زیادہ ثواب آپکو عطا فرمائے گا جتنا روزے میں ہوتا ہے چنانچہ اس افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات محسوس ہوئیں کہ میں نے صوم میں بھی نہیں دیکھیں تھیں۔

(ارواح ثلثہ حکایت ۲۷۲)

(ت) خانصاحب نے کہا میرے سے وضو نہیں ہوتا اور نہ یہ دو بری عادتیں چھوٹتی ہیں آپ نے فرمایا بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو اس پر اس نے عہد کیا کہ میں بغیر وضو ہی پڑھ لیا کروں گا۔

(ارواح ثلثہ ص ۱۸۱)

چھپ نہیں سکتی کسی سے ان کی تاریخ سیاہ
ظلمتوں کے ہیں نقیب نفس پرست بالکل سیاہ

— انگریز سرکار کی دوستی اور حق نمک ان کے اپنوں کی زبانی۔

(۱) سنو ہوش کرو مجھے اللہ تعالی نے باطن کی آنکھیں دی ہیں اور مجھے علم ہے کہ جو نوجوان انگریز کے تابعدار علماء کرام کو گالیاں دیتے

مر گئے ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو آؤ میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ میں نے یہ فن چالیس سال میں سیکھا ہے تم کو میں چار سال میں سکھا دوں گا۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری سنہ ۵۳ء بحوالہ اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ)

(۲) ۲۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتبر انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ دیوبند کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں (مدرسہ دیوبند میں) کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپے ماہانہ لیکر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپے ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف (انگریز) سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممدوح و معاون سرکار ہے۔

بحوالہ ق - خ (سوانح مولوی محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۷)

(۳) ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (جنگ آزادی والوں) سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا جیسا کہ اپنی سرکار (انگریز) کے مخالف باغیوں (مجاہدین) کے سامنے سے بھاگنے والا یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا (صف) جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے تیار ہو گیا! اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلوار لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے

ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے چنانچہ ان پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید ہوئے۔

دیکھئے فرنگی شہادت! (تذکرۃ الرشید ص ۷۵)

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلائے نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

(۴) اور جیسا کہ آپ حضرات (قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی) اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے ہاں چند روز کی تفریق بین الاحباب مقدر تھی وہ اٹھانی تھی سو اٹھائی۔ (تذکرۃ الرشید ص ۷۹)

ڈھلتے نہیں باتوں سے کبھی عیب کے دھبے
کس نے ہے سیاہ رنگ کو پوڈر سے نکھارا

(۵) ۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کو نماز جمعہ کے بعد مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت (برطانیہ) سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے..... اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگا دی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی کے خلاف ہو گئے اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کا بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

بحوالہ ق - خ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۵)

(۶) ایک شخص نے دریافت کیا (مولوی اسمٰعیل دہلوی) سے کہ آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ایک تو ہم ان کی رعیت

ہیں اور ہمارے مذہبی ارکان ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ برطانیہ پر آنچ نہ آنے دیں۔

بحوالہ ط ۱۲ ("حیات طیبہ" از مرزا حیرت ص ۲۹۲)

(۷) یہ بھی روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ انگریزی سرکار پر جہاد کرنا درست ہے کہ نہیں اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا ایسی غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔

بحوالہ ص ۱۲۲ ("تواریخ عجیبہ" از جعفر تھانیسری)

اے تن کے بڑے اجلے مگر قلب کے کالے
اے دشمن اسلام اے انگریز کے پالے

(۸) بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی کمپنی کے امن و عافیت کے زمانے کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے علم بغاوت بلند کیا۔

(تذکرۃ الرشید ص ۷۴)

(۹) مگر آپ (رشید احمد گنگوہی) کو وہ استقلال بنے ہوئے خدا کے حکم پر راضی تھے اور سمجھے ہوئے تھے کہ جب حقیقت میں سرکار کا فرماں بردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہیں ہوگا اور اگر مارا بھی گیا، تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔

(تذکرۃ الرشید ص ۸۰)

دیکھ تو اپنے ہی آئینوں میں اپنی صورت
عکس خود بولیں گے انگریز کی غلامی والے

یہاں تقویۃ الایمان کا حکم بھی سنتے چلیئے :- کوئی وہاں مالک مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۵۸)

مگر یہاں انگریز سرکار مالک مختار ہے۔

گورنمنٹ کی خیر مناؤ یارو !
انا الحق کہو اور پھانسی نہ کھاؤ !!

(۱۰) مولوی شبلی نعمانی کا فتویٰ :- مسلمانوں پر انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاداری مذہباً فرض ہے۔

(محمد اکرام "شبلی نامہ" ص ۲۲۵ سلیمان ندوی "حیات شبلی" ص ۶۴۳ مطبوعہ اعظم گڑھ بحوالہ گناہ بے گناہی)

اسلام میں اب تک پانچ ہی فرائض تھے مگر اب چھٹا فرض سفید آقاؤں کی وفاداری بھی مذہباً فرض ہونے کے فتوے دیئے جا رہے ہیں اس کی تائید دہلوی صاحب بھی کر چکے ہیں۔

انگریز کے پروردہ ہیں یہ تیرے آقا
دیتا ہے جنہیں زور قلم کا سہارا

حکومت انگریز کے زیر سایہ ان کی باطنی تہذیب

(۱) آپ (محمد قاسم نانوتوی) بچوں سے بہت ہنسی مذاق فرماتے تھے ان کے کمر بند کھول دیا کرتے تھے۔

(سوانح قاسمی ج۱ ص۲۵۴) بحوالہ ق ۔ خ

اس بے بسی میں ذوقِ بشر کا یہ حال ہے
نہ جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

(۲) حضرت (مولوی خلیل احمد) کے ایک ذاکر شاغل خادم ایک مدرسہ میں مدرس تھے ان کو ایک امرد لڑکے سے تعلق ہو گیا کہ اس کی صورت دیکھے بغیر چین نہ آتا تھا۔

(تذکرۃ الخلیل) بحوالہ ط ص۹۴

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

(۳) ایک شخص کسی مکان میں اندر سے کنڈی لگا کر کسی عورت سے زنا کر رہا تھا لوگوں نے دستک دی تو اندر سے کہتا ہے میاں یہاں جگہ کہاں ہے یہاں تو خود آدمی پر آدمی پڑا ہے۔

(افاضات یومیہ ص۲۷۴) بحوالہ ط ص۹۴

(۴) عوام کے عقیدے کی بالکل ایسی حالت ہے جیسے گدھے کے عضو مخصوص کی بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں ہے۔ (افاضات یومیہ) بحوالہ ط ص۹۴

دین و عقیدے کے بیان کے ساتھ گدھے کے عضو مخصوص سے تشبیہ کس ذہن کی عکاسی کر رہا ہے۔

زمین کیا آسمان بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے محفلِ دین کو مے خانہ بنا دیا تو نے

(۵) ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ ذکر میں جو پہلے مزہ آتا

تھا اب نہیں آتا میں نے کہا میاں مزا تو مذی میں آتا ہے یہاں کیا ڈھونڈتے ہو۔

(افاضات یومیہ) بحوالہ ط ص۹۵

دن نکلتا ہے کس تمنا میں
رات کس آسرے پہ آتی ہے

(۶) مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کر لو بڑا مزہ ہے حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کر لیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی مزا کیا خاک آتا صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے بڑا مزہ ہے ہم نے روٹی لگا کر کھائی ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی لڑکوں نے کہا حافظ جی مارا کرتے ہیں آئی شب حافظ جی نے بیچاری کو خوب زدو کوب کیا دے جوتہ دے جوتہ تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہو گیا اور حافظ جی کو برا بھلا کہا پھر صبح آئے اور کہنے لگے کہ سسروں نے دق کر دیا رات ہم نے مارا بھی کچھ مزا نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی تب لڑکوں نے (پائجامہ) کھول کر حقیقت بیان کی کہ مارنے سے یہ مراد ہے اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک ایک بال کھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔ (افاضات یومیہ ج۴ ص۱۲) بحوالہ دیوبندی فلاں

دیکھتے ہیں آپ دیوبندی طلباء جنس معاملات میں کس قدر آگے ہیں شاید یہ مراحل مکتب میں ہی طے کر لیتے ہیں۔

کون کھولے گا تیرے دل کی گرہ بعد مرے
کون سلجھائے گا الجھا ہوا گیسو تیرا

دیوبندی مولوی کی بدحواسی اور سر پہ عورت کا پجامہ

(۷) مشہور ہے کہ کوئی بزرگ تھے ان کی شادی ہوئی پہلی شب تھی کپڑے کیوں نہ اتارے جاتے علی الصبح جو اٹھ کر باہر آنے لگے تو اندھیرے میں غلطی سے عمامہ سمجھ کر بیوی کا پاجامہ سر پر لپیٹ لیا باہر نکلے تو بڑا مخول ہوا۔

(افاضات یومیہ ص۱۵۲ بحوالہ ط ص۹۲)

(۸) حافظ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب رنڈیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کو حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلاں کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے بہترہ کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو چلیں اس نے کہا میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں اس زیارت کے قابل نہیں میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ضرور ہمارے پاس لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آئیں تھیں اس نے کہا روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی ہوں میاں صاحب بولے بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (اللہ) ہے رنڈی یہ سنکر آگ بگولہ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگرچہ میں روسیاہ ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھکر چلدی۔

(تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص۲۴۲)

مڑ مڑ کے دیکھتے ہیں شب غم کے راہرو
آنکھوں میں جان ہے ابھی انتظار کی

کیا دیوبندی پیر کی حیا رنڈی سے بھی گئی گزری تھی ؟

(۹) ۱۴ ار رمضان ۱۳۴۷ھ فرمایا کہ میں نے اپنے لوگوں کو ممانعت کردی تھی کہ تصنیف کے کمرے میں جہاں میں تنہا ہوں کسی نوعمر لڑکے کو نہ بھیجا کریں کہ مجھے اپنے نفس پر اعتماد نہیں۔

(افاضات یومیہ) بحوالہ دورخی

کیا یہ کمرہ لوط کی بستی والوں کا تھا ؟

بے شرع ہمارے شیخ تھوکتے بھی نہیں
مگر اندھیرے اجالے میں چوکتے بھی نہیں

(۱۰) والد صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ چھتہ کی مسجد میں مولانا فیض الحسن صاحب استنجے کیلئے لوٹا تلاش کر رہے تھے اور اتفاق سے سب لوٹوں کی ٹوٹیاں ٹوٹی ہوئی تھیں فرمانے لگے کہ توبہ سارے لوٹے مختون ہیں حضرت نے ہنس کر فرمایا پھر آپ کو بڑا استنجا تو نہیں کرنا ہے۔

(حکایات اولیاء ص۲۲۱ ، اشرف علی)

دیکھتے ہیں آپ پراگندہ ذہن مسجد میں لوٹے کی ٹوٹیاں دیکھ کر ختنہ شدہ عضو تناسل یاد آتا ہے اور بڑے استنجے کے لئے پوری لوٹی غور طلب ہے۔

ذرا بزم تصور سے باہر تو آؤ
تمہیں بھی دکھائیں جو ہم دیکھتے ہیں

(۱۱) عبدالرحمن خان صاحب مالک مطبع نظامی بھی ان سے

ملنے آئے اور ان کے حقائق و معارف سنکر بہت معتقد ہوئے عرض کیا کہ حضرت وعظ فرمائیے تاکہ سب مسلمان منتفع ہوں ماموں صاحب نے ان کا جواب عجیب آزادانہ انداز میں دیا کہا کہ خانصاحب میں اور وعظ۔

ع صلاح کار کجا و من خراب کجا ؟

پھر جب زیادہ اصرار کیا تو کہا ہاں ایک طرح کہہ سکتا ہوں اس کا انتظام کر دیجئے عبدالرحمٰن صاحب بے چارے متین بزرگ تھے سمجھے کہ ایسا طریقہ کیا ہوگا جس کا انتظام نہ ہو سکے یہ سن کر بہت اشتیاق سے پوچھا کہ حضرت وہ طریقہ خاص کیا ہے ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں نکلوں اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے انگلی کرے ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں "بھڑوا ہے اسے بھڑوا، بھڑوا ہے اسے بھڑوا"

(افاضات یومیہ ج ۷ ص ۸۳) بحوالہ دورخی ص ۱۴۲ ۔

تیرے دین و ادب سے آرہا ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

(۱۲) قتیل نے کہا دلی میں ایک رنڈی سے میری آشنائی ہے اور میں نے نہایت دماغ سوزی سے اپنی پوری قابلیت صرف کر کے اسے خط لکھا تھا وہ رنڈی خط کو دلی کے تمام لائق فائق لوگوں کے پاس لے گئی اور درخواست کی کہ اس کا جواب لکھ دیا جائے مگر اس کے جواب کا کسی نے اقرار نہ کیا مجبور ہو کر وہ اس خط کو شاہ صاحب (شاہ عبدالعزیز دہلوی) کی خدمت میں لے گئی اور ظاہر کیا کہ میں تمام جگہ پھر چکی ہوں مگر کسی نے جواب کی حامی نہیں بھری اب میں مجبور ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں حضور اس کا جواب لکھدیں شاہ صاحب نے سنتے ہی

فی البدیہہ اس کا جواب لکھ دیا۔

بحوالہ طمانچہ ("ارواح ثلثہ" اشرف علی تھانوی ص ۱۰۸)

عجب چیز ہے خاکستر محبت بھی
ذرا کسی نے چھوا اور آگ ابھر آئی

(۱۳) میں نے اصرار کیا مگر وہ (مولوی اسمٰعیل دہلوی) نہ مانے اور تنہا چلے گئے میں بھی ذرا فاصلے سے ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا خانم کے بازار میں ایک بڑی مالدار مشہور رنڈی کا مکان تھا اس کا نام موتی تھا مولانا اس کے مکان پر پہنچے اور آواز دی تھوڑی دیر میں مکان سے ایک لڑکی نکلی اور پوچھا تم کون ہو اور کیا کام ہے مولانا صحن میں رومال بچھا کر بیٹھ گئے۔

(ارواح ثلثہ ص ۱۶۲)

جو فقیہوں کی عبا تو چیتا پھرتا ہے آج
تھا بندھا کل تک کسی کی ریشمی شلوار میں

کتاب اشرف السوانح کے مصنف خواجہ عزیز الحسن نے جو تھانوی صاحب کے نہایت چہیتے مرید تھے اپنے متعلق لکھا کہ میں نے ایک بار شرماتے لجاتے حضرت سے عرض کیا :۔

(۲) میرے دل میں بار بار خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا اور حضور سے نکاح میں ہوتا اس اظہار محبت پر حضرت والا نہایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے "یہ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا"

(اشرف السوانح جلد ۲ بحوالہ ت ۔ ج

ع اے بسا آرزو کہ خاک شد

بات بھی تشنہ رہی الفاظ بھی مبہم رہے
عہد و پیمان نظر لیکن بڑے محکم رہے

(۱۵) حضرت حافظ صاحب کے مزاح اور خوش مزاجی کے بہت قصے بیان فرماتے تھے ایک بار فرمایا حافظ صاحب کو مچھلی کے شکار کا بہت شوق تھا ایک بار ندی پر شکار کھیل رہے تھے کسی نے کہا حضرت یہیں آپ نے فرمایا "اب کے ماروں تیری" (تذکرۃ الرشید ص ۲۷ ج ۲)

ع کار طفلاں تمام خواہد شد!

دیکھتے ہیں آپ ان کا تقدس اپنی خلوت کی باتوں کا عام اعلان کرتے ہیں اور اسے خوش مزاجی قرار دیتے ہیں۔

خانقاہ دیوبند میں اعتماد

(۱۶) ایک صاحب مخلص دوست یہاں پر مہمان ہوئے ان کے ساتھ ان کا ملازم ایک بے ریش لڑکا تھا اور ان کی نگرانی پر اعتماد بھی تھا اس لئے انہیں کچھ نہیں کہا گیا...... صبح کو بعد نماز فجر کہنے لگے کہ میں نے رات کو خواب میں حضرت ضامن صاحب کو دیکھا کہ بہت خفا ہو رہے ہیں۔

(افاضات یومیہ بحوالہ دیوبندی مذہب)

ضامن صاحب کا مواخذہ بلاوجہ نہیں ہو سکتا ضرور مخلص غیر مخلص ثابت ہوا ہو گا اور اعتماد مجروح ہوا ہے۔

ہم لوگ تو بدنام ہیں اے شبلی دوراں
لیکن تیری خلوت میں کیا کیا نہیں ہوتا

سید احمد بریلوی کی انگریز نوازی سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ اور پٹھانوں سے قتال

۱۲۳۱ھ تک سید صاحب امیر خان کی ملازمت میں رہے مگر ایک ناموری کا کام آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خان کی صلح کرا دی۔ لارڈ ہیسٹنگ سید صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اور اس میں تین آدمیوں کا معاہدہ ہوا جس میں امیر خان، لارڈ ہیسٹنگ اور سید صاحب شامل تھے سید احمد صاحب نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشے میں اتارا تھا۔ آخر میں ایک بڑے مشورے کے بعد سید احمد صاحب کی کارگزاری سے ہر ریاست میں سے کچھ کچھ حصہ دے کر امیر خان سے معاہدہ کر لیا جیسے جے پور ٹونک دلوایا بھوپال سے سرونج اس طرح متفرق پرگنے مختلف ریاستوں سے بڑی قیل و قال کے بعد انگریزوں سے دلوا کر بپھرے ہوئے شیر کو اس حکمت سے (انگریزی) پنجرے میں بند کر دیا۔

(حیات طیبہ ص ۴۲۱ بحوالہ تحریک بالاکوٹ)

اگرچہ میکدے سے اٹھ کر چل دیا ہے ساقی
وہ مے وہ خم وہ صراحی وہ جام باقی ہے

جعفر تھانیسری لکھتے ہیں

سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر انگریز سرکار اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی۔

مگر سرکار انگریز اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں (پٹھانوں) کا زور کم ہو۔

(سوانح احمدی ص ۱۳۹)

مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں

سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے سید صاحب نے مولانا شہید کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں سے جہاد کرنے کی تیاری کرتے ہیں سرکار کو تو اس میں اعتراض نہیں لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھدیا کہ ہماری عملداری کے امن میں خلل نہ پڑے ہمیں کچھ سروکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔

(حیات طیبہ ص ۱۳۱)

اسلامی جہاد کی تیاری کے لئے انگریز سرکار سے اجازت سوچنے کی بات ہے!

اسمٰعیل دہلوی سرحدی قبائل کو منافق مشرک اور خارج از اسلام سمجھتے تھے

اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:۔ یہاں دو معاملے پیش ہیں ایک تو مفسدوں اور مخالفوں کے ارتداد کا ثابت کرنا اور قتل و خون کے جواز کی صورت نکالنا اور ان کے اموال کو جائز قرار دینا ...... کیونکہ ہم ان فتنہ پروروں کو فی الحقیقت مرتدوں بلکہ اصل کافروں میں شمار کرتے ہیں اور ان کو اہل کتاب کافروں کے مثل جانتے ہیں۔

(مکتوب بنام سید احمدؒ مکتوباتؒ ص ۲۴۱) بحوالہ امتیاز حق

اسی بنا پر امامت کی آڑ میں نادر شاہی حکم جاری کرتے ہیں

آپ (سید احمد) کی اطاعت تمام مسلمانوں پر واجب ہوئی جو آپ کی امامت کو ہرے سے تسلیم نہ کرے یا تسلیم کرنے سے انکار کرے وہ باغی مستحل الدم ہے اور اس کا قتل کفار کے قتل کی طرح خدا کی عین مرضی ہے ..... معترضین کے اعتراض کا جواب تلوار ہے نہ کہ تحریر و تقریر۔

(سیرت سید احمد شہید ص ۴۸۵) بحوالہ امتیاز حق

یہ کونسا خدا ہے جس نے الہی شریعت انبیاء و مرسلین کیلئے تو روا نہ رکھی مگر ایک فرضی امام کو ایسے احکام دے رہا ہے۔

سید صاحب بھی اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں

میں نے تمام مجاہدین کو منافقین (یعنی سنی مسلمانوں) کو کیفر کردار تک پہنچانے کی ترغیب دی ہے ..... اس کے بعد یہ عاجز اپنے سچے اور مخلص مجاہدین کے ساتھ (وہابیہ کے ساتھ) لاہور کی طرف کفر و سرکشی کے ازالے کیلئے روانہ ہو جائے گا کیونکہ اصل مقصد پنجاب کے سکھوں سے جہاد کرنا ہے۔

(مکتوبات سید احمد) بحوالہ امتیاز حق

اور فرماتے ہیں :۔ منافقین کے ساتھ جنگ کرنا بحکم "مقدمۃ الواجب" ایک واجب معاملہ ہے اس لئے خاکسار سچے مسلمانوں (وہابیوں) کے ساتھ شہر پشاور کے قرب و جوار سے بدکردار منافقوں... (سنی مسلمانوں) کی گندگی کو پاک کرنے کا مصمم ارادہ کرکے موضع پنجتار تک پہنچ گیا ہے۔

(مکتوب بنام سردار پیر عالم، بحوالہ امتیاز حق)

آپ نے امیر المؤمنین بنتے ہی حکم دیا

"آپ نے فرمایا جہاد ایسی صورت میں تائید آسمانی کے نزول کا باعث بن سکتا ہے کہ سب لوگ حقیقی معنیٰ میں مسلمان بن جائیں ۔

(حقائق تحریک بالاکوٹ صـ۹۵)

یعنی سب سینٹ چھوڑ کر وہابی بن جائیں ۔

"سردار پائندہ خان نے خلیفہ کی بیعت نہ کی سید صاحب جانب پائندہ خان سے بدگمان تھا آخر بنظر مصلحت خلیفہ موصوف مع مولوی اسمٰعیل بمقام موضع عشراہ پائندہ خان سے ملاقاتی ہوا اور وقت ملاقات خلیفہ نے کمال چرب زبانی و شیریں بیانی سے قصہ بیعت کا چھیڑا مگر سردار موصوف نے سوائے لیت ولعل جواب صاف نہ دیا ناچار خلیفہ مع مولوی محمد اسمٰعیل (دہلوی) واپس پنجتار میں آیا...... القصہ پھر تو خلیفہ نے نسبت پائندہ خان فتویٰ کفر کا دیکر مع مولوی محمد اسمٰعیل و لشکر غازیان برہمونی سربلند خان و مدد خان عزم جنگ پائندہ پر مستعد ہوا"

(تاریخ تناولیان ۴۹-۵۰)

انجام سے غافل فرضی امامت پہ پھول رہے ہیں
جہاد۔ اسلام و کفر کے فتووں سے کھیل رہے ہیں

مسلمانوں سے قتال کا فتویٰ

اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اپنے علماء سے پیش بندی کے طور پر فتویٰ لے لیا تاکہ سرحدی پٹھانوں سے جو کہ وہابیت کے دشمن تھے جنگ کر سکنے کا جواز پیدا ہو جائے. نمبر۱۔ امام کے حکم کی سرتابی گناہ و قبیح جرم ہے۔ نمبر۲۔ مخالفین کی سرکشی پر تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان کی تادیب

کیلئے تلوار نکال لیں. نمبر۳۔ لشکر امام سے جو قتل ہوگا وہ شہید و نجات یافتہ سمجھا جائے گا اور لشکر مخالف مردود ناری متصور ہوں گے۔

(سید احمد شہید صـ۲۶۳) بحوالہ تحریک بالاکوٹ

دیوبندی امام و مربی خلائق فرماتے ہیں

"حافظ جانی ساکن انبیٹھہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم فلاں قافلہ کے ہمراہ تھے بہت سی کرامتیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں مولوی عبدالحق لکھنوی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد مسمّی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خان کے پاس بھیجا وہ تن تنہا یار محمد خان کے پاس پہنچا پیغام سنایا اس نے جواب دیا کہ سید صاحب سے کہہ دو وہ کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے اس کے لئے بہتر نہ ہوگا اس کے ہمراہی ایک ایک کر کے مارے جائیں گے۔

(تذکرۃ الرشید صـ۲۷۰)

سرکار انگریزی فرنگی مجاہدین کی دعوت

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ "پادری صاحب کہاں ہیں"؟ حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا "میں یہاں ہوں" انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے

ملازم کو یہاں کھڑا کر دیا تھا کہ آپ کی اطلاع کریں آج انہوں نے اطلاع دی کہ
اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں۔ یہ
اطلاع پاکر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا سید صاحب
نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے کھانا لیکر قافلہ میں تقسیم
کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔

بحوالہ خون کے آنسو (سیرت سید احمد ج ۱ ص ۱۹۰)

یہاں شاید پادری صاحب نے وضاحت کر لی ہوگی کہ کھانا تمام ایک ہی جیسا تھا یا
پادری صاحب کیلئے مخصوص ڈش میں سور کا گوشت بھی تھا کیوں کہ یہ انگریز سے
یہاں جائز ہے اور پھر اپنے پادری صاحب کی دعوت میں جو تین دن کے انتظار
کے بعد نصیب ہوئی انگریز نے ضرور تکلف کیا ہوگا مگر ان کا معاملہ ہے ہم کہیں گے
تو دل شکنی ہوگی۔

مرزا حیرت لکھتے ہیں

مولوی شہید کی پہلے ہی نظریں درانی کی توپوں پر لگ رہی تھیں آپ
سب سے پہلے انہیں پر جا پڑے گولہ انداز نے مہتابی کو روشن کر کے چاہا کہ
پہلے مولانا شہید کو اڑا دوں کہ مولوی (اسمٰعیل) نے تلوار کا پھرتی سے
وار کر کے اس کی گردن اڑا دی دوسرا توپچی بھی یوں ہی مارا گیا مولانا نے
فوراً وہ درانیوں کی طرف پھیر دیں اور فیر کرنے شروع کئے ایک وفادار ہندو
(راجہ رام) مولانا شہید پر فریفتہ تھا گولہ اندازی پر مقرر ہوا اس نے اسی
پھرتی سے گولہ اندازی کی کہ درانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے ادھر مولانا شہید

ان پر ٹوٹ پڑے ...... بھلا اب کیونکر درانی میدان میں ٹھہر سکتے تھے اپنا
کل سامان چھوڑ کر بھاگ گئے جب وہ فرار ہو رہے تھے سید صاحب بھی ان پر
آ پڑے تھے جتنے درانی مارے گئے ان کی تعداد ٹھیک معلوم نہیں ہاں جن
مردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے وہ چار سو سے زیادہ میدان میں
تھے۔ بحوالہ تاریخی حقائق (حیات طیبہ صد ۲۱، ۲۲، ۲۳)

غلام رسول مہر لکھتے ہیں

(سید صاحب) خود توپ کھچوا کر ایک اونچی جگہ لائے بھروائی
خود شست باندھی اور مرزا حسین بیگ کو حکم دیا کہ اب گولے پھینکو پہلے
ہی گولے میں دو سوار اڑ گئے۔ (سید احمد شہید صد ۴۵۳)

تقسیم سے پہلے صف اعدا سے نکل کر
کرتا تھا مسلمانوں کے دوستوں پر یلغار

مرزا حیرت لکھتے ہیں

فتح پشاور کے بعد احکام شرع ناگوار صورت میں پیش کئے جاتے تھے
سید صاحب نے صد ہا غازیوں کو مختلف عہدوں پر مقرر فرمایا تھا کہ شرع محمدی
کے مطابق عملدرآمد کریں مگر ان کی بے اعتدالیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں
وہ بعض اوقات خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کر لیں اور بعض اوقات
یہ دیکھا گیا کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جا رہی ہیں مجاہدین میں سے کسی

نے ان کو پکڑا اور زبردستی مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھالیا۔

(حیات طیبہ ص ۲۴۲ ج ۱) بحوالہ ہاتھی کے دانت

چھپا رکھا تھا جس کو مدتوں سے اے انور
ہزار افسوس وہ بات شرح بیاں تک پہنچی

مرزا مزید وضاحت فرماتے ہیں

ایک ایک چھوٹے چھوٹے ضلع قصبہ گاؤں میں ایک ایک عمال سید صاحب کی طرف سے مقرر تھا وہ بے چارہ جہاں داری کیا خاک کر سکتا تھا اس لئے شریعت کی آڑ میں نئے نئے احکام بے چارے غریب کسانوں پر جاری کرتا تھا اور وہ اف نہ کر سکتے تھے کھانا پینا بیٹھنا اٹھنا شادی بیاہ کرنا سب ان پر حرام ہو گیا تھا نہ کوئی منتظم تھا نہ کوئی دادرس معمولی سے باتوں پر کفر کا فتویٰ ہو جانا کچھ بات ہی نہ تھی ذرا کسی کی لبیں بڑھی ہوئی دیکھیں ان کے لب کتروا دیئے (ہونٹ کٹوا دیئے) تہبند ٹخنوں کے نیچے دیکھی ٹخنہ اڑا دیا تمام ملک پشاور پر آفت چھا رہی تھی اور پھر غضب یہ تھا کہ ان پر کوئی حاکم مقرر نہ تھا کہ پبلک ان کی اپیل اعلیٰ حکام کے آگے پیش کرتے

(حیات طیبہ ص ۲۴۳ ج ۱) بحوالہ ہاتھی کے دانت

مرزا حیرت مزید وضاحت کرتے ہیں

عمارت میں مجاہدین کا بیت المال تھا جس کی کنجی امیر صاحب کے

پاس رہتی تھی کسی شخص کو بیت المال کے متعلق سوال کرنے کا حق نہ تھا میں نے سنا ہے کہ بعض گستاخوں نے بیت المال کے متعلق سوال کرنے کی جرأت کی مگر اس کا جواب یہ ملتا کہ رات کو چپکے سے امیر صاحب کے معتمد انہیں ختم کر دیتے تھے پھر اس کا ذکر بھی کوئی شخص نہ کر سکتا تھا۔

(مشاہدات کابل و یاغستان ص ۱۰۹) بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ

عبیداللہ سندھی (دیوبندی) شہادت دیتے ہیں

ایک دفعہ میں سرحد پار بلیر کے مقام پر گیا میں اس امید میں تھا کہ شاید سید احمد شہید اور شاہ اسمعیل کی جماعت مجاہدین میں زندگی کی کوئی روح دکھائی دے ادھر چل دیا وہاں پہنچ کر جو کچھ میں نے دیکھا وہ حد درجہ افسوسناک تھا اور قابل رحم تھا وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا کہ وہ جماعت جو مجاہدین کے نام نامی سے یاد کی جاتی ہے کس مپرسی کی حالت میں ہے اور اس کی گزران اور اس کی زندگی کس طرح صاحبزادہ عبدالقیوم خان کی وساطت سے انگریزی حکومت کی رہین منت ہے (نقش حیات ص ۱۳ ج ۲ ۱۰ ص ۱۰)

آج اسلام اگر ہند میں ہے ذلیل
سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

مولوی محبوب علی دہلوی صاحب سید صاحب کے معتمد خاص تھے جہاد کا وعظ کہتے اور جو لوگ ہاتھ آتے انہیں سید صاحب کی خدمت میں پہنچا دیتے تھے مگر جب انہیں وہ جہاد نظر نہ آیا جو سید صاحب کے مکاتیب میں

تحریر ہوتا تھا اس لئے سید صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور سوالات کئے.....

نمبر ۱: آپ کا امیرالمؤمنین ہونا شرعی نقطۂ نظر سے درست نہیں۔ نمبر ۲: آپ کا باورچی خانہ الگ ہے آپ مجاہدین سے عمدہ کھانا کھاتے ہیں جب کہ مجاہدین بے چارے چکی چلاتے ہیں گھاس چھیلتے ہیں اور انہیں پاؤ پاؤ غلہ ملتا ہے۔ نمبر ۳: آپ لباس عمدہ اور نفیس پہنتے ہیں جو مجاہدین کو میسّر نہیں آتا۔ نمبر ۴: ان کو یہ بھی اعتراض تھا کہ جہاد کافروں سے کیوں نہیں کیا جاتا۔ جب ان باتوں کے جواب انہیں مطمئن نہ کر سکے تو وہ واپس لوٹ آئے اور جہاد کی حمایت چھوڑ دی حالانکہ وہ انہیں کے عقائد کے تھے اس سے سید صاحب کی اسلامی حکومت کی حقیقت کھل گئی سید صاحب اور مجاہدین کے درمیان سلطان و رعیت کا فرق بھی معلوم ہو گیا۔

(حقائق تحریک بالاکوٹ ص ۱۰۳-۱۰۷)

مولوی اشرف علی تھانوی کی مصدقہ کتاب ارواح ثلثہ میں سید صاحب کا بیان موجود ہے کہ میں ہر روز جوڑا بدلتا ہوں اور جو جوڑا ایک مرتبہ پہنتے تھے دوبارہ نہیں پہنتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الرشید میں ہے کہ سید صاحب کیلئے پٹنہ عظیم آباد سے کوئی شخص تین سو ساٹھ جوڑے تیار کر کے بھیجا کرتے تھے کہ حضرت ہر روز نیا جوڑا زیب تن فرمادیں۔

(تذکرۃ الرشید ص ۲۷۲ ج ۲)

مولوی محبوب علی معتمد خاص سید احمد صاحب نے مجاہدین سے خطاب کیا۔ تمہارے اوپر بیوی بچوں اور والدین کے حقوق ہیں تم یہاں کیوں بیٹھے ہو لوگوں نے کہا، جہاد کے واسطے مولوی صاحب نے کہا جہاد کہاں ہے اور کون

سا کفار سے تمہارا مقابلہ ہے کس ملک میں تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر میں رہتے ہو جہاد کا محض بہانہ ہے تمہاری دنیا و آخرت دونوں خراب ہیں۔

(سیرت سید احمد شہید) بحوالہ تحریک ص ۱۰۶

جب گرے منہ سوئے مے خانہ تھا
ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے

اعتقادی اختلاف

حضرت مولانا شیخ عبدالغفور اخوند سواتی درانی سرداروں کے پیر طریقت تھے شروع میں آپ بھی سید صاحب کے ہم نوا تھے لیکن... مجاہدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے متنفر ہوئے اور وہابی مجاہدین کے خلاف تضلیل کا فتویٰ دیا آپ کے ہمنوا علماء میں حضرت مولانا میاں نصیر احمد المعروف قصہ خوانی ملا حضرت مولانا حافظ دراز پشاوری شارح بخاری، اور ملا عظیم اخوند زادہ وغیرہ سرفہرست تھے ان علمائے کرام کے فتوے کے علاوہ ہندوستان سے بھی ایک فتویٰ آیا تھا جو سلطان محمد خان رئیس پشاور کے پاس موجود تھا اس کے بارے میں جناب مہر صاحب لکھتے ہیں سلطان محمد خان نے ایک فتویٰ یا محضر خریطے سے نکال کر سید صاحب کی خدمت میں پیش کیا اس پر بہت سی مہریں ثبت تھیں محضر میں خوانین سمہ سے خطاب تھا کہ سید احمد چند عالموں کو اپنے ساتھ

ملا کر تھوڑی سی جمعیت کے ہمراہ افغانستان گئے ہیں وہ بظاہر جہاد فی سبیل اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہ ان کا فریب ہے وہ ہمارے اور تمہارے مذہب کے خلاف ہیں ایک نیا دین انہوں نے نکالا ہے کسی ولی یا بزرگ کو نہیں مانتے سبکو برا کہتے ہیں انگریزوں نے انہیں تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا ہے ان کی باتوں میں نہ آنا عجب نہیں کہ تمہارا ملک چھنوا دیں جسطرح بھی ہو سکے انہیں تباہ کرو اگر اس بات میں غفلت اور سستی برتو گے تو پچھتاؤ گے اور ندامت کے سوا کچھ نہ پاؤ گے۔

(سید احمد شہید صـ ۶۵۹) بحوالہ تحریک

شیخ اکرام لکھتے ہیں

بعض مخلص قدیم الخیال ہستیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریقے بلکہ عقائد بھی کھٹکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ سرداران پشاور اور علماء کا مجاہدین کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہو گیا مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے گئے۔

("موج کوثر" از شیخ محمد اکرام)

سلطان محمد خان رئیس پشاور نے مجاہدین کے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ پا کر کہا :- جہاد کی باتیں ابلہ فریبی کی کرشمہ ہیں تم لوگوں کا عقیدہ برا اور نیت فاسد ہے بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو دل میں امارت کی ہوس ہے ہم نے خدا کے نام پر کمر باندھ لی ہے کہ تمہیں قتل کریں تا کہ زمین تمہارے (نجس) وجود سے پاک ہو جائے۔

(سید احمد شہید صـ ۶۱۴) بحوالہ تحریک

اور سکھوں سے جہاد کی قلعی مولوی رشید احمد گنگوہی نے تذکرۃ الرشید میں کھول دی کہ سید صاحب نے پہلا جہاد مسمّی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا۔ (تذکرۃ الرشید صـ ۲۷)

شاید ان تحریک سے بانیوں کے نزدیک یار محمد کسی سکھ کا نام ہو گا یا انگریز بہادر کی محبت میں ہر داڑھی والے کو سکھ سمجھنے لگے ہوں گے ورنہ سکھوں سے میل و اتحاد اور سکھ دوستی کا حال تو مرزا حیرت صاحب حیات طیبہ میں لکھتے ہیں کہ "دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں (سید احمد و میاں اسمٰعیل) کی لعشوں کو شناخت کرا کر نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالا کوٹ میں دفن کیا"

(حیات طیبہ صـ ۵۲۷)

یہی نہیں بلکہ سید احمد و میاں اسمعیل کی فوج کا سیکرٹری منشی ہیرا لعل تھا اور ایک سپاہی راجہ رام ہندو تھا اور خود سید صاحب نے جو خط بدھ سنگھ کو لکھا وہ انکی سکھ دوستی کی اقبالی دستاویز ہے لکھتے ہیں :-

"از امیر المؤمنین سید احمد بر ضمیر ابہت تخمیر سپہ سالار جنود و عساکر مالک خزائن و دفاتر جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و امالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ" (حیات طیبہ صـ ۲۹۹)

ذرا غور فرمائیں کیسے آداب و القاب سے نوازش نامہ مزین کیا ہے !!!

تھانوی صاحب اپنی کتاب "شمائم امدادیہ" صـ ۹۹ پر لکھ چکے ہیں کہ "ابیر سنگھ نے بتعظیم و اکرام تمام مزار تیار کیا" اب آپ اندازہ لگائیں کہ جہاد مسلمانوں سے تھا یا سکھوں سے۔

خود فروشی نے ایسی اڑائی ہیں دھجیاں
چھوڑا نہ ایک جیب و گریباں کے تار کو

سر سید احمد خان صاحب بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ علماء کے دو گروپ تھے ایک گروپ وہابیہ کا جو انگریزوں کے ساتھ تھا دوسرا سنی علماء کا جو وہابیہ کا دشمن اور انگریزوں کے خلاف تھا۔ ان ہی کے الفاظ سنیئے :۔

"ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے والے وہ سب کے سب علماء کرام شامل تھے جو عقیدۂ حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ اسمعیل کے شدید دشمن تھے اور جنہوں نے حضرت شاہ اسمٰعیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی"

بحوالہ امتیاز حق (حاشیہ "مقالات سر سید" حصہ شانزدہم ص ۳۵۲)

سر سید نے ایک اور پہلو سے انگریزوں سے ان کی برخورداری کی وضاحت کی ہے :۔

"وہ اپنے بال بچوں اور مال واسباب کو گورنمنٹ انگریزی کی حکومت میں چھوڑ گئے تھے اور ان کے مذہب میں اپنے بال بچوں کے محافظوں پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے"

(مقالات سر سید ص ۱۴۸ ج ۹)

اور لکھتے ہیں :۔ "دہلی کے ایک مہاجن نے جہادیوں کا روپیہ غبن کیا تو ولیم فریزر کمشنر دہلی نے ڈگری دی جو وصول ہو کر سرحد بھیجی گئی"

(انسٹی ٹیوٹ گزٹ ۸ دسمبر ۱۸۶۷ء) امتیاز حق

اب ایک حوالہ ان کے مشہور ادیب عامر عثمانی کا دیکھتے چلیئے۔

سید اسمعیل شہید کے بارے میں ہم یقین رکھتے تھے کہ انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کی راہ میں جان دی اور آج بھی یقین رکھتے ہیں (چاہے حقیقت کچھ بھی ہو) مگر یہ ہمارے مرحوم و مغفور استاد مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "نقش حیات" میں فرماتے ہیں :۔

"سید صاحب کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان سے انگریزی تسلط اور اقتدار کا قلع قمع کرنا تھا جس کے باعث ہندو اور مسلمان دونوں ہی پریشان تھے اس بنا پر آپ نے اپنے ساتھ ہندوؤں کو بھی شرکت کی دعوت دی (یا خود ہندوؤں کے ہاتھ بک گئے) اور صاف صاف انہیں بتا دیا کہ آپکا واحد مقصد ملک سے بدیسی لوگوں کا اقتدار ختم کرنا ہے اس کے بعد حکومت کس کی ہوگی؟ اس سے آپ کو غرض نہیں ہے جو لوگ حکومت کے اہل ہوں گے ہندو یا مسلمان یا دونوں وہ حکومت کریں گے"۔

(نقش حیات ص ۱۴۳ ج ۲)

کافروں کی ۳/۴ آبادی پر مسلمان کیونکر حکومت کر سکتا تھا یہ صرف خواب خرگوش ہے یا ہاتھی کے دانت کہ خود کا فتویٰ تو بقول مودودی صاحب گاندھی کی جنبش لب پر گردش کرتا تھا اور کفار کی ۳/۴ اکثریت کے مقابلہ میں ۱/۴ مسلمانوں کو حکومت کا سبز باغ دکھا رہے تھے۔

اس عبارت پر "زلزلہ" کے مرتب نے یہ ریمارک لکھا ہے :۔

آپ ہی انصاف سے کہیئے مذکورہ بالا حوالہ کی روشنی میں سید صاحب کے اس لشکر کے متعلق سوائے اس کے اور کیا رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ وہ ٹھیک انڈین نیشنل کانگریس کے رضا کاروں کا ایک دستہ

میں بالاکوٹ کا واقعہ ہوا اس وقت انگریز کی حکومت سرحد اور پورے پنجاب تک پہنچی بھی نہیں تھی آزاد قبائلیوں سے جنگ کرنے کو انگریز کے خلاف جنگ کہنا کیسا فراڈ ہے ؟ کیا یار محمد خان کسی سکھ کا نام ہے ؟ کیا بالاکوٹ انگریز کی چھاؤنی تھی ؟ یا سکھ اسٹیٹ تھی ؟ حقیقت یہ ہے کہ وہابیہ ہمیشہ چڑھتے سورج کی پوجا کرتے ہیں جب انگریز سرکار کا عروج تھا ان کیلئے جاں نثاری فرض تھی لیکن ان کا ۱۹۱۲ء کے بعد زوال شروع ہوا تو کانگریس لادینی حکومت کی حمایت پہلے فرض سے زیادہ اہم فرض ہو گئی اس پر یہ کمال ڈھٹائی دیکھئے کہ ۱۸۲۵ء سے واقعات کا ۱۹۴۰ء کے واقعات سے جوڑ ملا کر ایک ہی کڑی ٹھہرانا یہ کیسی دیدہ دلیری ہے جسے تاریخ پر نظر رکھنے والا ہی خوب جان سکتا ہے اگر تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے تو بالاکوٹ کے واقعہ کے دوران انگریز کے زوال پر لادینی حکومت کیسی ؟ اس وقت تو بہادر شاہ بھی زندہ تھا مغلیہ دور کی واپسی ہوتی گا نگریس مسلم لیگ وغیرہ سیاسی جماعتوں کے تو وجود بھی گمان میں نہ تھے نہ ہی اکھنڈ بھارت کا خواب ہندؤں نے دیکھا تھا ہندؤں کی بیداری تو انگریز حکومت کے اس صد سالہ دور میں ۱۸۱۵ء سے ۱۹۱۵ء تک بڑے بڑے عہدے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں خاص مراعات ملنے سے وجود میں آئی کیونکہ انگریز مسلمانوں سے خائف تھے انکو دبانے کی غرض سے ہندؤں کو اقتدار میں لے آئے تاکہ مغلیہ دور پھر کہیں نہ لوٹ آئے ۔ بفرض محال تھوڑی دیر کیلئے ٹانڈوی صاحب کی بات مان بھی لی جائے تو انگریزوں کو نکال کر کافروں کی حکومت لانے کے لئے مسلمانوں پر قربانی کس طرح لازم آسکتی ہے اور اسکو شہادت کہہ کر مسلمانوں کا قتال قطعی خلاف ، اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام کیساتھ

تھا جو ہندوستان میں سیکولر اسٹیٹ (لادینی حکومت) قائم کرنے کیلئے اٹھا تھا (صد ۱۴۲) ہم کتنی ہی جانب داری سے کام لیں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس ریمارک میں لفظاً تلخی آگئی ہے لیکن معنوی اور منطقی اعتبار سے بھی اس میں کوئی نقص ہے ؟ کوئی افتراء ہے ؟ کوئی زیادتی ہے ؟ کوئی شک نہیں اگر استاد محترم حضرت مدنی کے ارشاد گرامی کو درست مان لیا جائے تو حضرت اسمعیل کی شہادت محض افسانہ بن جاتی ہے ۔ مادی پریشانیوں کو رفع کرنے کیلئے غیر ملکی حکومت کے خاتمہ کی کوشش کرنا ذرا بھی مقدس نصب العین نہیں اس نصب العین میں کافر و مؤمن سب یکساں ہیں اور اس طرح کی کوشش کے دوران مارا جانا اس شہادت سے بھلا کیا تعلق رکھے گا جو اسلام کی ایک معزز ترین اور مخصوص اصطلاح ہے اور اس طرح کی کوشش کے نتیجہ میں قید و بند کی صعوبتیں اٹھانا اجر آخرت کا موجب کیوں ہوگا ۔

(عامر عثمانی بحوالہ زلزلہ صد ۱۸۶)

اللہ اکبر طلسم فریب کی بے باکیاں دیکھئے انگریز کے نمکخوار ، سرکار انگریز کے خلاف جہاد حرام ٹھہرانے والے ، اپنے سفید آقاؤں پر قربان ہو کر شہید کہلوانے والے ، انگریز کے دشمن سے لڑنا فرض قرار دینے والے ہی نہیں بلکہ عملی ثبوت دینے والے جنکے اعلانات ، فتوے ، تقاریر ، تصانیف خلوت و جلوت کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں یہی نہیں بلکہ جہاد کا رخ انگریز سے پھیر کر سکھوں کے بہانہ سرحدی پٹھانوں سے قتال کرنے والے تاکہ انگریز کی بنیادیں ہندوستان میں مضبوط ہو جائیں انگریز کے دشمنوں کو باغی کہنے والے آج انگریز کے دشمن ثابت کئے جا رہے ہیں یہ تاریخ کا منہ چڑانا ہے ۔ ۱۸۳۱ء

غداری اور بغاوت ہے کہ لادینی حکومت قائم کرنے کیلئے دو طرفہ مسلمانوں کا خون بہایا جائے اور اسے شہادت کہہ کر مسلمانوں میں تباہی مچائی جائے مگر ان کا کام صرف دنیا کمانا ہے اور دھوکہ دیکر نئی نسل کو تاریخی حقائق سے دور رکھنا ہے تاکہ تاریخ مسخ کر کے اپنی سیاہ کاریوں پر پردہ ڈال سکیں خود فروشی کی ایسی مثال شاید ہی کہیں مل سکے۔

گاہ اورا با کلیسا ساز باز
گاہ پیش دیریاں اندر نیاز
دین او آئین او سوداگری
عنتری اندر لباس حیدری

جولائی ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کا واقعہ ہوا۔ اس کے بعد قیادت صادق پور کے علماء کے ہاتھ آئی پھر سید صاحب کے خلیفہ مولوی ولایت علی قائد بنے۔ لیکن جیسے ہی ۱۸۴۹ء میں پنجاب کا الحاق عمل میں آیا۔ کمپنی اور سرکار کی نظر میں مجاہدین سے برا کوئی نہیں تھا۔ اس وقت گورنمنٹ انگریز نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی علیہما الرحمۃ کے لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار انگریزی سے معاہدہ کر لیا ہے اور بموجب اس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ کی حمایت میں ہے اب اس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا تم کو چاہیئے کہ اب اس سے مت لڑو .... تب بڑے حضرت (مولوی ولایت علی) نے اس ملک کو چھوڑ کر سوات کے ملک میں جانا چاہا۔ بالاکوٹ سے سوات جاتے ہوئے راستہ میں انگریزی فوج نے گھیر لیا۔ اس کے بعد تفصیل مولوی عبدالرحیم عظیم آبادی کی زبانی سنیئے۔

اس وقت مجاہدین و جملہ فوج لڑنے کو تیار تھی مگر جناب (مولایت علی صاحب) نے اپنی عادل گورنمنٹ سے لڑنا مصلحت نہ سمجھ کر اطاعت افسران انگریز کر لی ان افسروں نے مولانا کو بجائے سوات کے معہ لشکر لاہور کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ دونوں حضرات معہ فوج و توپخانہ سامان جنگ زیر نگرانی انگریز افواج لاہور پہنچے۔ ان ایام میں جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر پنجاب کے تھے۔ صاحب بہادر استقبال کر کے مولوی صاحب کو لاہور میں لائے اور بعد بہت گفتگو کے یہ بات قرار پائی کہ دونوں حضرات معہ ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن واپس جائیں اور کل اسلحہ معہ توپخانہ گورنمنٹ کے ہاتھ فروخت کر کے اس کی قیمت سے فوج کی بقایا تنخواہ دیکر برخاست کر دیں۔ اس وقت صرف پانچ سو مجاہدین آپ کے ساتھ رہ گئے تھے۔

سر جان لارنس صاحب بہادر نے گورنمنٹ کی طرف سے معہ کل مجاہدین کے آپ کی دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے اپنے سنج (طرف) سے معہ کل مجاہدین کے آپکو دعوت دی۔ تیسرے روز مولوی رجب علی جو میر منشی کمشنری پنجاب کے تھے دعوت دی۔ اس کے بعد یہ لوگ اعزاز و اکرام کے تمام مراحل طے کرتے ہوئے معہ فوج مجاہدین پٹنہ پہنچے .... پھر آپ وہاں سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر تشریف لائے اور بدستور سابق وعظ و نصائح مراقبہ و مشاہدہ میں مصروف ہو گئے۔

(تذکرہ صادقہ ص ۱۰۰ بحوالہ شیشے کے گھر)

ہر انقلاب مبارک ہر انقلاب عذاب
شکست جام سے پہلے شکست جام کے بعد

مودودی صاحب فرماتے ہیں

میں صاف کہتا ہوں کہ ان (مولوی حسین احمد) کے نزدیک کونسلوں اور اسمبلیوں کی شرکت کو ایک دن حرام اور دوسرے دن حلال کر دینا ایک کھیل بن گیا ہے اس لئے کہ ان کی تحریم و تحلیل حقیقت نفس الامری کے ادراک پر تو مبنی ہے نہیں محض گاندھی جی کی جنبش لب کے ساتھ ان کا فتویٰ گردش کرتا رہتا ہے۔

(مسئلہ قومیت صہ ۱۶۳) بحوالہ خ۔ا

دل کے پھپھولے جل گئے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

دیوبند کانگریس کا گڑھ ہے اس لئے جمعیۃ العلماء ہند کا گڑھ ہے صدر جمعیت مولوی الحاج حسین احمد کے قیام سعادت نظام کا شرف اسے حاصل ہے۔ (الیکشن میں کانگریس کی طرف سے ٹھاکر پھول سنگھ صاحب کھڑے ہوئے) اور شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد مدنی نے جلسہ عام میں تقریر فرمائی اور دلائل قطعیہ اور براہین قاطعہ کے ساتھ لوگوں کو سمجھایا کہ کانگریس ہی کو ووٹ دیں اسی میں بہتری ہے یہی ضروری ہے مگر چند روز بعد نتیجہ جو برآمد ہوا تو کانگریس امیدوار ہار گئے اور کمال یہ کہ اپنے خاص دیوبند ہی میں تقریباً چودہ سو ووٹ سے یشپال صاحب جیت گئے اس دیوبند میں جہاں حضرت شیخ نے اپنا فرض تبلیغ (کانگریسیت یا ہندو پرستی) ادا کیا

بحوالہ برق آسمانی (تجلی دیوبند ۱۹۵۷ء)

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

جناب عطاء اللہ شاہ بخاری نے لیسرور کانفرنس ۱۹۴۶ء میں فرمایا:۔

"پاکستان بننا تو بڑی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا دے"

(روزنامہ جدید نظام استقلال) بحوالہ طمانچہ

مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر احرار لکھتے ہیں:۔ "دس ہزار جنا (جناح) شوکت اور ظفر، جواہر لعل نہرو (کافر بت پرست) کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں"

(چمنستان صہ ۱۶۵) بحوالہ طمانچہ

ہاں سیم و زر سے ان کی مصلحتیں ہمکنار
جن کا کفیل گاندھیوں کا خزانہ ہے
صورت تو مومنانہ ہے بے شک حضور کی
سیرت کا گوشہ گوشہ مگر ہندوانہ ہے (ظفر علی)

تلک ہال میں مہاتما گاندھی کا یوم شہادت بڑی دھوم دھام سے منایا گیا حافظ بیت اللہ (وہابی) اور بابا خضر (دیوبندی) نے گاندھی کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر قرآن خوانی کی۔ ..... جناب حافظ بیت اللہ رکن جمعیت العلماء ہند اور حضرت بابا خضر محمد سابق سرپرست جمعیۃ العلماء ہند کان پور نے مہاتما (Superspirit) کی روح کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے قرآن کریم کی آیات گاندھی کی تصویر کے سامنے

بیٹھکر پڑھیں اور ان کی روح کو بخش دیں ایک طرف لوگ بھجن گا
رہے تھے دوسری طرف جمعیت العلماء ہند کے کچھ ذمہ دار ارکان (دیوبندی
شہید) کیلئے تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے۔

بحوالہ قہر خداوندی (اخبار سیاست کانپور ۱۷ فروری ۴۸ء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلن یغفر اللہ لھم اللہ تعالیٰ انہیں ،
(کفار) کو کبھی نہیں بخشے گا۔ مگر یہ ان کی مغفرت کی دعا کرتے
ہیں کیسی بغاوت ہے !

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے
مرے بت خانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

اندرا گاندھی کی نماز جنازہ

بمبئی سے اخبار اردو ٹائمز کی اطلاع ہے کہ پونہ میں حافظ عبدالکریم
(دیوبندی) نے اندرا گاندھی کی غائبانہ نماز جنازہ کی امامت فرمائی
اور لکھنؤ کے اخبار " اودھ بازار " نے خبر دی ہے کہ مولوی اسعد مدنی (دیوبندی)
صدر جمعیۃ العلماء ہند نے اندرا جی کے لئے منعقدہ تقریب قرآن خوانی سے
میں شرکت فرمائی اور نہایت تضرع وزاری کے ساتھ مغفرت کی
دعا مانگی۔ بحوالہ رضائے مصطفےٰ (ہفت روزہ " عوامی آواز " بھارت ۲۳ نومبر ۸۴ء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تصل علی احد منھم مات

ابداً ۰ ترجمہ :- (ان کفار منافقین) میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ
پڑھنا (سورہ توبہ آیت ۸۳)

اور فرماتا ہے :- یاایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس ۰ ترجمہ :-
اے ایمان والو ! مشرک نرے ناپاک ہیں۔ (سورۂ توبہ آیت ۲۸)

اور فرماتا ہے :- یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم
ترجمہ :- اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔ اور
فرماتا ہے فلن یغفر لھم ذالک بانھم کفروا باللہ ورسولہ ترجمہ
تو اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے
منکر ہوئے۔ (سورہ توبہ آیت ۷۹)

قارئین اس قدر صریح احکامات کے باوجود کفار کے لئے دعائے
مغفرت نماز جنازہ وغیرہ یہ اسلام سے کھلی بغاوت ہے یا تعمیل احکام الٰہی
فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے دشمنان اسلام اور اللہ کے باغیوں کو پہچانیں
اور ان کے باطل دعووں پر نہ جائیں۔

یہ منافقانہ فتنہ انگیز سوچ کہ سنی ایصال ثواب کیلئے سوئم
دسواں گیارہویں چالیسواں محرم وغیرہ میں کھانا سامنے رکھ کر قرآن مجید
پڑھیں تو کھانا شربت وغیرہ حرام تشبہ ہنود ، بدعت ، ضلالت ، بت
پوجا حتیٰ کہ مستحق جہنم۔ مگر دیوبندی کسی کافر بت پرست کی آرتھی میں
شریک ہوں اس کی تصویر سامنے رکھ کر قرآن پڑھیں تو وہ کافر بھی

باعث مغفرت (معاذاللہ) کو سے کیسا دلی لگاؤ ہے کہ احکام الٰہی کیخلاف بلا جھجک کفار کیلئے نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں یا تو ان کے نزدیک قرآن پاک کی کوئی اہمیت نہیں یا پھر قرآن کو پیٹ پوجا کیلئے فروخت کر رہے ہیں یہی نفاق اور دورنگی ہے جسنے ملت اسلامیہ میں فساد پیدا کر رکھا ہے۔

بازار سیاست کے اے تاجر زیرک
ایمان کی دولت کا تو سودا نہیں ہوتا!

موالاتی لیڈروں میں سے مولوی محمد علی جوہر نے اعتراف گناہ کرتے ہوئے فرمایا ہم نے پندرہ سو کروڑ روپے اور لاکھوں آدمی میدان جنگ میں بھیجے اپنا ایمان بھی قربان کیا مسلمان بھائی نے مسلمان بھائی کے خلاف تلوار اٹھائی اس کا جو معاوضہ دیا جا رہا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ "مایوس کن ہے"۔

بحوالہ گناہ بے گناہی (تقریر مولوی محمد علی جوہر اجلاس آل انڈیا کانگریس امرتسر ۱۹۱۹ء)

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

الحاج نہرو

(معاذاللہ)

وہابی علماء کی کانگریس نہرو اور گاندھی سے محبت کا مظاہرہ بھی آپ نے دیکھ لیا اور ان لوگوں کی بلاد عرب میں نہرو حکومت کی تبلیغ کے متعلق بھی پڑھ لیا ان ملاؤں نے دشمن اسلام و پاکستان کی تبلیغ کرتے ہوئے مشرک لیڈروں نہرو اور گاندھی کو جس طرح بڑھا چڑھا کر دیگر بلاد میں پیش کیا ہے اور اس سے جو نتائج و اثرات نکلے اور

دوسرے ملکوں کے باشندوں پر جو اثر ہوا ہے اس کے متعلق نمائندہ "کوہستان" مقیم بغداد رقمطراز ہے کہ "حقیقت میں دیار عرب میں ہندوستان کا پروپیگنڈہ (دیوبندیت کی بدولت) بہت زبردست ہے یہی سبب ہے کہ عرب لوگ ہندوستان کی محبت میں غلو کر گئے ہیں اور ہندوستانی لیڈروں کو مقدس ہستیاں تصور کرتے ہیں......

جب پنڈت جواہر لعل نہرو ارض مقدس کا دورہ کرنے گئے تھے تو انہیں رسول السلام کے لقب سے نوازا گیا تھا اور یہاں (بغداد) کے اخبارات نے جلی سرخیوں سے "الحاج نہرو" لکھا تھا اور اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا گیا۔ (بحوالہ تاریخی حقائق صہ ۶۴)

وائے قومے کشتۂ تدبیر غیر
کار او تخریب خود تعمیر غیر

بت پرست مشرک شہید

(معاذاللہ)

"صوت الشرق" ایک ماہنامہ عربی رسالہ ہے جو مصر سے ہندوستانی سفارت خانے (جن میں دیوبندی عالموں کی اکثریت ہوتی ہے) کے محکمہ اطلاعات کی طرف سے نکلتا ہے اس رسالہ میں تمام مضامین ہندوستان سے متعلق ہوتے ہیں...... اس میں مصر کے ایک ممتاز ادیب استاد عزیز فہمی کا ایک مقالہ جس میں اس نے تمام تر زور اس بات پر صرف کیا ہے کہ گاندھی جی نے جو طریقہ سیاسی اختیار کیا تھا اس کی بنا پر وہ بیک وقت ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی وہ قرآن پڑھتے ہوئے قتل کئے گئے اس لئے وہ مسلمان شہیدوں میں سے ایک شہید ہیں بلکہ فلہ عنداللہ مقام شہیدین اثنین لا شہید واحد۔ ترجمہ: اس

گاندھی کو کرم چند کیلئے خدا کے یہاں دو شہیدوں کا ثواب ہے نہ کہ ایک شہید کا
فقد صلی اللہ علی غاندی ھو و ملئکتہ فیما کانت حیاتہ علی نور علی نور ۔ ترجمہ :- پس تحقیق اس کے فرشتوں نے اور خدا نے گاندھی پر درود بھیجا گاندھی اور اس کی زندگی نورٌ علیٰ نور تھی معاذ اللہ

(روزنامہ کوہستان ۱۳، فروری ۱۹۵۷ء) بحوالہ تاریخی حقائق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رب تالی القرآن والقرآن یلعنہ ترجمہ بہتیرے وہ ہیں کہ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت فرما رہا ہوتا ہے۔ اور فرماتا ہے فان اللہ عدو للکفرین ۔ ترجمہ :- بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔ مگر ان کو کفر سے کس قدر محبت ہے کہ لکھتے ہیں اللہ اس پر درود بھیج رہا ہے ۔ ایمان والوں کیلئے یہ دین فروشی مقام غور ہے۔

پھر اس نے صحافت میں بکھیری ہے غلاظت
پھر اس نے کیا پست خطابت کا بھی معیار

شرک نوازی ، کفر پرستی کی ایک مثال

ہندوستان کے ایک نام نہاد مسلمان فضل الرحمن سیٹھ بیڑی والے نے لکشمی نرائن مندر کی تعمیر میں بیس ہزار روپیہ دیا اور اس کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے گیارہ سو روپے بطور ہدیہ مسرت اور دیئے مندر کے موجودہ کیرتھن ہال میں جو سیٹھ صاحب نے اپنے خرچ سے بجلی بھی لگوائی اور مندر کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ مندر کے لئے شری لکشمی نرائن کی سنگ مرمر کی مورتی (یعنی بت) بھی میں ڈھائی ہزار کی رقم سے اپنے خرچ پر مہیا کروں گا۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند اکتوبر ۵۶ء) بحوالہ تاریخی حقائق

دیکھ مسجد میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں

جب نئے انتخاب کی مہم شروع ہوئی تو مجلس احرار کے روح رواں مسٹر مظہر علی اظہر اور تحریک خاکسار کے بانی اور علمبردار مسٹر عنایت اللہ خان مشرقی نے علی الاعلان برسرعام مسٹر جناح پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے ایک غیر مسلمہ سے سول میرج کی تھی اور یہ کہ خود مسٹر جناح کا اسلام مشکوک و مشتبہ ہے اس لئے کہ جو قرآنی احکام کو ٹھکرا کر ایک غیر مسلمہ سے شادی کرے وہ کافر نہیں تو کیا ہے۔ مسٹر مظہر علی نے تو بھرے جلسہ میں ایک فی البدیہہ شعر بھی ارشاد فرمایا :-

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

(قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد بحوالہ ہاتھی کے دانت صفحہ ۱۴۷)

حالانکہ قائد اعظم نے رتن بائی کو پہلے مسلمان کیا

بمبئی کے مقتدر اور نامی بیرسٹر ڈنشا پیٹٹ کی اکلوتی بیٹی مس رتن بائی نے کل اسلام قبول کرلیا اور آج اسلامی شریعت کے مطابق ان کی شادی مسٹر جناح سے ہو رہی ہے !

بحوالہ ہاتھی کے دانت (سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲۱ اپریل ۱۹۱۸ء عنوان قبول اسلام)

جاں نثاران اسلام پہ تبرا بازیاں
پنڈتوں کے گیت گاؤ کیا یہی اسلام ہے

رقصاں ہو رہا گاندھی و نہرو کی دھنوں پر
اللہ کی قدرت ہمیں آج وہ کہتا ہے غدار

اللہ عزوجل سے بغاوت عقیدہ توحید نخوت فکر کی زد میں

کسی نے عامر عثمانی صاحب کو لکھا کہ انہوں نے مودودی صاحب پر چوٹ کی ہے اس کا جواب انہی کے قلم سے سنیئے :۔ وہ شخص مولانا مودودی پر کیا چوٹ کرے گا جس نے مولانا موصوف کی خداداد عظمت وعبقریت کے آستانے پر ان کی روشنی میں سجود نیاز لٹائے ہوں۔

(تجلی دیوبند ۱۹۶۳ء) بحوالہ الزلزلہ

یہ آستان یار ہے صحن حرم نہیں
جب رکھ دیا ہے سر تو اٹھانا نہ چاہیئے !

اور آج جبکہ ان کی تازہ کتاب کو خدمت حق کا ایک انمول نمونہ تصور کرتے ہوئے ہم اپنے قلم کی جبین نیاز ان کی بارگاہ میں جھکا رہے ہیں تو یہ سجدہ بے اختیار ان کی ذات کو نہیں اس حق کو ہے جس کے آگے پوری کائنات خواہی نخواہی سجدہ ریز ہے۔

(تجلی حاصل مطالعہ نمبر صفحہ ۱) بحوالہ الزلزلہ

ابوالکلام آزاد خود لکھتے ہیں

میں خود سرسید احمد خان کا نہ صرف مقلد اعمیٰ تھا (اندھا پیروی کرنے والا) بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا (پوجا عبادت کرتا تھا)

(آزاد کی کہانی صفحہ ۳۸۴) بحوالہ برہان صداقت

مودودی صاحب فرماتے ہیں

انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکر خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو خدا کے پوجا کرتا ہو یا غیر کی جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اس کے قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا ارادہ اختیار طوعاً وکرہاً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اسی کی عبادت میں لگا ہوا ہے۔

(تفہیمات جلد ۱ صفحہ ۴۳) بحوالہ جماعت اسلامی

نانوتوی صاحب کا خواب

"میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں"

(سوانح قاسمی صفحہ ۱۳۲ ج ۱)

ان صاحب (ایک دیوبندی) نے کہا میں نے دیکھا کہ میں قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں آپ نے (اشرف علی صاحب تھانوی نے) فرمایا بہت مبارک !

(افاضات یومیہ صفحہ ۱۳۲ ج ۲) بحوالہ برق آسمانی

گنگوہی صاحب کا تجدیدی کارنامہ ملاحظہ فرمائیے :۔ بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجنا درست ہے اور داخل ربوا (سود) ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۲۸)

تھانوی صاحب کا اجتہاد

تربیت و اصلاح کا کام بھی بڑا نازک ہے اس میں بڑے ماہر فن کی ضرورت ہے شیخ کا ولی ہونا بزرگ ہونا قطب ہونا غوث ہونا ضروری نہیں ماہر فن ہونا ضروری ہے۔ شیخ کا متقی پرہیزگار زاہد عابد ہونا بھی ضروری نہیں لیکن ماہر فن ہو (کیوں صاحب چاہے مکر فریب اور دین فروشی ہی میں ماہر کیوں نہ ہو)

(افاضات یومیہ صفحہ ۸۵ ج ۵)

حضرت تھانوی نے احقر (خواجہ عزیز الحسن) کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔
دیکھئے میرا مادہ تاریخی (تاریخی نام) "مکرم عظیم" ٹھیک ہے یا نہیں! آخر شیخ زادہ ہوں شیخ زادے بڑے فطرتی ہوتے ہیں مجھے بھی فطرتیں بہت آتی ہیں۔
(حسن العزیز ص $\frac{13}{1}$ ج) بحوالہ ت۔ ج

گنگوہی صاحب کی انوکھی تجدید

پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیاء کرام و علماء عظام اس سلسلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے......
الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت باری تعالیٰ ہے۔
(فتاوی رشیدیہ ص ۹۲)

یعنی اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے (معاذ اللہ) جس زمانے میں امکان کذب پر آپ سے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سنکر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنے پنجابی زبان میں یہ لفظ فرمائے "لوگو تم کیا کہتے ہو میں مولوی رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ (تذکرۃ الرشید ص ۳۲۲)

جب قرآن وحدیث میں قریب سے جواب نہ بن پڑا تو اب مراقبہ کا سہارا کیا کام دے گا؟ کیا یہ مراقبہ اسلامی ہے کہ عرش کے پرے قدرت الٰہی کی خامی دکھا کر اب گنگوہی صاحب کے قلم سے اسے پورا کر دیا جا رہا ہے؟

یہ قصہ لطیفہ ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا آغاز باب ہے

پیشاب ڈالا ہوا پانی پاک ہے

اگر کثرت سے مقدار میں پانی جمع ہو اور اسمیں تھوڑی مقدار میں پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔ (افاضات یومیہ ص $\frac{187}{9}$ ج) دیوبندی مذہب

یہاں کثرت میں "دہ دردہ" کی بھی قید نہیں ہے پھر مل جانا اور ڈال دینا یہ فرق کیسی غلیظ فقہ کا اظہار کر رہا ہے۔

فقہ دیوبند میں سجدہ تعظیمی روا ہے

بعض صوفیاء سجدۂ تعظیمی کے جواز کے قائل ہیں!
(افاضات یومیہ ص $\frac{43}{6}$ ج)

سجدہ کرنے والے پر بھی بوجہ لغزش کے ملامت نہ کریں گے اور معذور سمجھیں گے!
(بوادر النوادر ص ۱۳۶) دیوبندی مذہب

دیوبندی امام کا پھسکی سے وضو نہیں ٹوٹتا!

ایک قصہ جھانسی کا ایک ثقہ دوست بیان کرتے ہیں کہ امام مسجد نے سجدہ سہو کیا اور ظاہرا کوئی سہو نہ تھا لوگوں نے پوچھا کیا بات ہوگئی تھی کہا ہے ایک پھسکی نکل گئی تھی یعنی خفیف سی ہوا خارج ہوگئی تھی۔
(افاضات یومیہ ص $\frac{182}{5}$ ج۔م)

ایک اور تعفن انگیز فتویٰ

"ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اسکو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا"۔ مگر چاٹنا منع ہے۔

(بہشتی زیور حصہ دوم۔ ص ۷۸-۷۹)

ایسی نجاست غلیظہ جسکا بغیر تین مرتبہ دھوئے پاک ہونا غیر درست ہو۔ بلا کراہیت بغیر تھوکے بار بار چاٹنا روا رکھنا لیکن یہ لکھنا "مگر چاٹنا منع ہے"

کیسی عجیب دوہری پالیسی کی غمازی کر رہا ہے کہ ممنوعہ فعل سے پاکی کا جواز پیدا کرنا اور ایسے قبیح فعل کی تاکیدی ممانعت کی بجائے صرف منع ہے لکھنا ایک مجدد کامل اور حکیم الامت کہلانے والے کی سوچ کیلئے فکر طلب ہے

ظاہری نجاست کی صفائی کیلئے چاٹ کر باطنی نجاست اختیار کرنا غلاظت کے کیڑے کی عقل و مزاج تو قبول کر سکتے ہیں مگر پاکیزہ باطن رکھنے والے کی روح اس خیال سے بھی تڑپ اٹھے گی۔

نہ صدمہ تم ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اللہ اکبر طلسم فریب کے عجائب آپ نے دیکھے اب ان کی مذہبی فریب کاریاں پردے میں نہیں ہیں عبارات پر تبصرہ بنظر اختصار نہیں کیا گیا ہے ناظرین ان ایمان سوز عبارات پر غور کریں فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے جبر و اکراہ کا سوال ہی نہیں کفر و ایمان کی بات ہے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ اور جنت کے

حسین محل و باغات آپ کے سامنے ہیں خواہ رسول پاک کا دامن تھام کر جنت ریزرو کرالیں یا گستاخوں کے ساتھ جہنم میں ٹھکانہ بنالیں ان نام نہاد پارساؤں کے یہاں کھلے ہوئے کفریات شیر مادر ہیں جن پر کوئی باز پرس نہیں اور ہم ایمان کا مظاہرہ کریں تو نفاق، شر پسندی و تفرقہ بازی کا الزام ہی نہیں، بلکہ قتل کی تجویز پیش کرتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا ایسے متعصب، ہٹ دھرم، فرقہ پرست، تنگ دل منافقوں کو جن کے دلوں پر سیاہی کان بہرے اور دل کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں آزاد چھوڑ دیا جائے کہ عیاری و فریب کاری سے عوام کے ایمان کو لوٹتے رہیں، اور حق ظاہر نہ کیا جائے کیوں کہ ان کے مذہب میں کوئی چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے وابستہ نہیں ہے اور یہ لوگ اسلام کا نام صرف اس لئے لیتے ہیں کہ اپنے مذہب سے دین حق کو بدل سکیں۔ ایمان والو جاگو کہ ان تمام مذہبی نمائشوں کے پیچھے ایک دام فریب بچھا ہوا ہے ورنہ ایمان اور عظمت رسول سے کون واقف نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی آوازیں بلند نہ کرو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں حجروں سے آواز دینے والوں کو بے عقل فرمایا کہیں راعنا کہنے پر پابندی لگائی حالانکہ صحابہ کرام تو بہ نیت تعظیم ہی راعنا کہتے تھے کہیں غیب کیا جانیں کہنے پر کافر قرار دیا لیکن ان کے یہاں چمار سے زیادہ ذلیل گاؤں کا چودھری۔ بشر کی سی تعظیم پر بھی اختصار۔ بڑے بھائی جیسے۔ امتی کا نبی سے بڑھنا۔ نبی کا بھٹکا ہوا گناہ گار ہونا۔ دیوبندی ملاؤں کی اقتداء میں رسولوں کو نماز پڑھوانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوبندیوں کا سہارا دینا اور گرنے سے بچانا وغیرہ جیسے عقائد کا قرآنی احکام کے مقابلہ میں پیش کرنا ہی نہیں بلکہ ان پر اصرار کر کے اڑے رہنا اور تاویل در تاویل کرتے رہنا اور ایسی عبارتیں بار بار چھاپتے رہنا شیطانی

فریب ہے اور ایمان غارت کرنے کیلئے کافی ہے اور کیا ان علماء کے اقوال اور
عبارتیں قرآن و حدیث کے مقابلہ میں زیادہ معتبر ہیں کہ ان کو چھوڑا نہیں جا سکتا
اور تاویل در تاویل کر کے ایمان کے ساتھ کفر کو ملایا جا رہا ہے یہ ایک منظم سازش
ہے جسکو آنکھوں میں دھول جھونک کر اسلام کہا جا رہا ہے۔

توہین محمد کا تجھے ٹھیکہ ملا ہے کیوں جھوم رہا ہے
ہے زہر ہلاہل تو سمجھا ہے جسے قند اے قصر دیوبند

مگر مومن کا دل ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ اللہ کی خوشنودی ایسے لوگوں کے
ساتھ رہنے میں ہے یا ان سے علیحدگی میں یہ سوال صرف ان لوگوں سے ہے
جو کسی کی پیروی صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سمجھ کر کرنا چاہتے
ہیں باقی رہے وہ لوگ جو جماعتی تعصب و گروہ بندی کی شقاوتوں میں گرفتار
ہیں انہیں اللہ کے غضب سے ڈرنا چاہیئے اور اپنے نفس کی فرمانبرداری کا نام دین
و اسلام رکھنے کی سزا سے غافل نہیں ہونا چاہیئے کیوں کہ انجام اعمال پر ہے
اللہ تعالیٰ حق و باطل کی راہوں کا امتیاز نصیب فرمائے۔

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ دین حق پہچان کر
ہم ہوئے مسلم تو وہ مسلم ہی کافر ہو گیا

درود رضویہ

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ

تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ

آیت نمبر ۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) ترجمہ:- "شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش والے مہربان کے"
(شاہ رفیع الدین صاحب)

(۲) "شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں"
(اشرف علی تھانوی)

(۳) "(شروع) اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان (ہے)
(ڈپٹی نذیر احمد)

(۴) "اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے" (مودودی صاحب)

(۵) "اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے"
(اعلیحضرت)

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے اس پر دیانند آریہ نے یہ اعتراض کیا
کہ اگر یہ کلام الٰہی ہوتا تو یوں ہوتا شروع کرتا ہوں میں اپنے نام سے کیونکہ
یہ "میں" کا لفظ بتا رہا ہے کہ کلام دوسرے کا ہے اور شروع کرنے والا دوسرا
گویا یہ کلام محمد ہے کلام الٰہی نہیں۔ یہ بات ترجمہ کے فساد کی وجہ سے پیدا
ہوئی کیوں کہ "میں" کا لفظ آیت میں کہیں نہیں ہے۔ پھر تینوں مترجمین نے
اللہ جل شانہ کا نام شروع میں لانے کے بجائے "شروع" کا لفظ سب
سے پہلے لائے یعنی شروع کے لفظ سے شروع کر دینے کے بعد اللہ تعالیٰ
کا نام لیا گیا پھر اللہ کے نام سے کیونکر شروع ہوا۔ اشرف علی تھانوی
صاحب نے اللہ تعالیٰ کیلئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ چوتھا ترجمہ

بھی گول مول ہے اللہ کے نام سے کیا ؟ (ابتدا یا انتہا) بات واضح ہونی چاہئے اعلحضرت کے ترجمہ نے منشاء کھول کر بیان کر دی ۔

آیت نمبر ۲ : اھدنا الصراط المستقیم ۔

(۱) ترجمہ :- "بتا دیجئے ہمکو سیدھا راستہ" (تھانوی صاحب)

(۲) "ہمکو دین کا سیدھا راستہ دکھا" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "دکھا ہمکو راہ سیدھی" (شاہ رفیع الدین)

(۴) "(خدایا) ہم پر (سعادت کی) سیدھی راہ کھول دے" (ترجمان القرآن)

(۵) "ہمکو سیدھا راستہ چلا" (اعلحضرت)

سیدھا راستہ دکھایا بتا مسلمان کی دعا میں کس قدر لغو ہے گویا مسلمان کو اب تک سیدھا راستہ معلوم ہی نہیں پھر راستہ دکھانے یا بتانے سے طے نہیں ہوتا اور یہ دعائیہ الفاظ بھی نہیں ہیں اور سورۃ الفاتحہ سورۃ الدعا ہے اس لئے سیدھا راستہ چلا ہی مناسب اور تفسیری ترجمہ ہے !

آیت نمبر ۳ : ایاک نعبد وایاک نستعین ۔

(۱) ترجمہ :- "ترا می ترسم و از تو مدد می طلبم" (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۲) "ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں" (فتح محمد جالندھری ؒ)

(۳) "تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم" (شاہ رفیع الدین)

(۴) "ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کرتے ہیں" (اشرف علی تھانوی)

۵ "ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تو ہی ہے جس سے اپنی ساری احتیاجوں میں مدد مانگتے ہیں" (ترجمان القرآن)

۶ "ہم تجھی کو پوجیں (عبادت کریں) اور تجھی سے مدد چاہیں" (اعلحضرت)

دعا کے درمیان دعائیہ کلمات کہے جاتے ہیں خبر نہیں دی جاتی خبر والے ترجمہ سے دعا کا مفہوم پیدا نہیں ہوتا سورۃ الدعا میں دعا کے کلمات تفسیری ترجمہ ہیں ۔

آیت نمبر ۴ : ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصاری والصبئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔

۱ ترجمہ :- جو لوگ (پیغمبر اسلام پر) ایمان لا چکے ہیں وہ ہوں یا وہ لوگ ہوں جو یہودی ہوں یا نصاریٰ اور صابی ہوں (کوئی ہوں اور کسی گروہ بندی میں ہوں) لیکن جو کوئی بھی خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس کے اعمال اچھے ہوئے تو وہ اپنے ایمان و عمل کا اجر اپنے پروردگار سے ضرور پائے گا اس کیلئے نہ تو کسی قسم کا کھٹکا ہو گا نہ کسی طرح کی غمگینی" (ابوالکلام آزاد)

۲ "یقین جانو کہ نبی عربی کے ماننے والے ہوں یا یہودی یا عیسائی یا صابی جو بھی اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور اس کیلئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں" (مودودی صاحب)

۳ "یہ یقینی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقہ صابین (ان سب میں) جو شخص یہ یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ (کی ذات و

صفات پر) پروردگار قیامت پر اور کارگزاری اچھی کرے ایسوں کیلئے ان کا حق
الخدمت بھی ہے ان کے پروردگار کے پاس اور (وہاں جاکر) کسی طرح کا
اندیشہ بھی نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ (تھانوی صاحب)

(۴) "بے شک مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور صابی ان میں سے جو لوگ
اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے تو ان کا اجر
ان کے پروردگار کے ہاں ملے گا اور ان پر نہ کسی قسم کا خوف (طاری)
ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہوں گے۔"
(ڈپٹی نذیر احمد)

(۵) "تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے اور عیسائی اور
بے دین جو کوئی ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور کام کرے
اچھے پس واسطے ان کے ثواب ہے ان کا نزدیک رب ان کے کے اور نہیں
ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غم کھائیں گے" (شاہ رفیع الدین)

(۶) "بے شک ایمان والے نیز یہودی اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں
میں سے وہ کہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک کام
کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ
اور نہ کچھ غم" (اعلیٰحضرت)

پہلے چاروں ترجموں میں ایمان والوں کے ساتھ منکرین رسول عربی یعنی
یہودی نصاریٰ ستارہ پرست بے دین وغیرہ کو ملا کر ترجمہ کیا گیا ہے کہ ان میں
سے جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اس کی نجات ہوگی تو کیا انمیں سے
جو پہلے ایمان لا چکے تھے وہ ایمان قابل قبول نہ تھا کہ پھر ایمان لائیں یہ کیسا غلط
ترجمہ کیا گیا ہے ایمان والوں کا پھر ایمان لانا کیسی عبث بات ہے مگر اعلیٰحضرت
کے ترجمہ نے تمام حقیقت ظاہر کردی اور شکوک جو دوسرے ترجموں سے

پیدا ہوتے تھے رفع کر دیئے کہ ایمان والوں کی نجات میں تو شک ہی نہیں نیز
ان کے علاوہ یہود نصاریٰ ستارہ پرستوں وغیرہ میں سے جو ایمان لائیں
انکی نجات ہوگی اور کچھ اندیشہ نہیں اور یہ بات بھی قطعی طے شدہ ثابت
ہوگئی کہ جب تک غیر مسلم ایمان نہ لائیں نجات کے حقدار نہیں۔ ان غلط
تراجم سے ایک غلط تاثر اور پیدا ہوتا ہے کہ بے دین یہود نصاریٰ ستارہ
پرست بت پرست وغیرہ صرف اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں اور اچھے کام کریں
چاہے قرآن اور اسلام اور نبی آخر الزماں کو تسلیم نہ کریں پھر بھی نجات ہو
جائے گی جیسا کہ ابو الکلام آزاد اور نیشنلسٹ علماء نے کافروں کی
خوشنودی میں ایسا کیا ترجمان القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"وہ (قرآن) بار بار یہ کہتا ہے میری تعلیم اس کے سوا کچھ
نہیں ہے کہ خدا پرستی اور نیک عملی کی طرف بلاتا ہوں میں کسی
مذہب کو نہیں جھٹلاتا میں کسی راہنما سے انکار نہیں کرتا (چاہو
وہ بت پرست ہوں) سب کی یکساں تصدیق اور سب کی
مشترکہ اور متفقہ تعلیم میرا دستور العمل ہے ...... اور یہی وجہ
ہے کہ ہم دیکھتے ہیں اس نے (قرآن نے) کسی مذہب کے
پیرو کار سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ وہ نیا دین (اسلام ہی کیوں نہ
ہو) قبول کرے" (ترجمان القرآن ص ۲۳۵)

یعنی ہر کافر بت پرست وغیرہ بلا اسلام قبول کیے صرف اللہ کو ماننے
اور آخرت کو ماننے اور نیک عمل کرے چاہے اسلام قبول نہ کرے تو بھی
نجات ہو جائے گی۔ یہ خلاف قرآن اور تفسیر بالرائے ہے۔ پھر لکھتے ہیں:۔

"(ج) لیکن قرآن نے نوع انسانی کے سامنے مذہب کی عالمگیر
سچائی کا اصول پیش کیا (الف) اس نے صرف یہی نہیں بتایا کہ مذہب

میں سچائی ہے بلکہ صاف صاف کہدیا کہ تمام مذاہب سچے ہیں اس نے کہا دین خدا کی عام بخشش ہے اس لئے ممکن نہیں کہ کسی ایک جماعت ہی کو دیا ہو دوسرے کا اس میں حصہ نہ ہو" (ترجمان القرآن صفحہ ۲۲۳)

(۴) وہ دین حقیقی کیا ہے وہ کہتا ہے ایمان اور عمل صالح کا قانون (ایضاً صفحہ ۲۲۳) (۵) اس نے صاف صاف لفظوں میں اعلان کردیا کہ اس کی دعوت کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تمام مذہب سچے ہیں (ایضاً صفحہ ۲۲۳).

تو ان کے نزدیک قادیانی بھی مسلمان ہیں یہ آزاد صاحب کا خود ساختہ عقیدہ ہے قرآن مجید تو فرماتا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخسرین۔ ترجمہ:۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین چاہے گا تو یاد رکھو اس کی راہ کبھی قبول نہ کی جائے گی اور وہ آخرت کے دن دیکھے گا کہ تباہ ہونے والوں میں سے ہے (ایضاً صفحہ ۲۳۹) یعنی قرآن کے حکم کے مطابق اصل دین اسلام ہے مگر یہ صاحب فرماتے ہیں کہ "اصل دین توحید ہے" اسی بنا پر انہوں نے اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کو بھی نجات کا سبب قرار دیا ہے جو قرآن کی منشا کے خلاف ہے اس غلط تفسیر نے بت پرستوں اور ہنود کو اپنے مذہب پر قائم رہنے دیا اور آزاد صاحب اسلامی تبلیغ کر کے کفار کو اسلام میں داخل کرنے کے بجائے خود ان کی طرف مائل ہوئے. تو اسلام اور مسلمانان ہند کیلئے مضر ثابت ہوا.

تفسیر فاتحہ سے ہوئی جس کی ابتداء
تعریف اندرا یہ ہوا اس کا اختتام

آیت نمبر ۵: (سورہ آل عمران آیت ۱۴۲) ولما یعلم اللہ الذین

جٰھدوا منکم ویعلم الصابرین۔

(۱) ترجمہ:۔ "اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں" (محمود الحسن دیوبندی)

(۲) "اور اللہ نے ابھی غازیوں کا امتحان نہیں لیا اور نہ صبر کرنے والوں کی آزمائش کی" (اعلیٰحضرت)

آیت نمبر ۶: (سورۂ بقرہ آیت ۱۴۳) لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ۔

(۱) ترجمہ:۔ "کہ ہمکو معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے" (اشرف علی)

(۲) "جو لوگ رسول کی پیروی کریں ان کو ہم ان لوگوں سے الگ معلوم کرلیں جو اپنے الٹے پاؤں پھر جائیں"، (ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "مگر اس واسطے کہ ہم معلوم کرلیں ان لوگوں کو جو پیروی کریں رسول کی" (شیخ دیوبند)

(۴) "کہ دیکھیں کون رسول عرب کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے" (اعلیٰحضرت)

ابھی تک معلوم نہیں کیا یا معلوم کرلیں والے ترجموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے معلوم نہ تھا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے ہمہ وقتی ادراک کا انکار ہوتا ہے مگر اعلیٰحضرت کے ترجمہ نے بات صاف کردی کہ معلوم تو تھا عمل دیکھنا مقصود تھا یا آزمانا۔

آیت نمبر ۷: (سورہ انفال آیت ۳۰) ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

(۱) ترجمہ: اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور

اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے (شاہ عبدالقادر)

(۲) "وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے" (شیخ محمود الحسن دیوبندی)

(۳) "اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے" (اعلیٰحضرت)

یہاں اللہ کا فریب اور داؤ قابل اعتراض ہیں۔

آیت نمبر ۸ (سورۂ رحمٰن آیت ۳۳) یمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطن۔

(۱) ترجمہ:۔ "اے گروہ جن اور انسان اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل بھاگو تو نکل دیکھو مگر کچھ ایسا ہی زور ہو تو نکلو (اور وہ تم میں ہے نہیں)

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۲) "اے گروہ جن اور انسانوں کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو نکلو مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے ہی نہیں)

(اشرف علی تھانوی)

(۳) "اے جن اور انسانوں کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں بھی نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے" (اعلیٰحضرت)

نئی نسل جو کہ اسلام کو صرف ترجمے سے سمجھتی ہے جب سائنس کے مشاہدات کے خلاف ایسے غلط ترجمے دیکھے گی تو قرآن مجید پر ان

کا ایمان اور ایقان ڈگمگائے بغیر نہ رہ سکے گا۔

آیت نمبر ۹ (سورہ والضحیٰ آیت ۷) ووجدک ضالا فھدیٰ

(۱) "اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دکھائی" (شاہ عبدالقادر)

(۲) "اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تم کو دین اسلام کا سچا راستہ دکھایا"

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دکھائی"

(اعلیٰحضرت)

اسی آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما ودعک ربک وما قلی ، ولالاخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ یعنی تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا نہ مکروہ جانا اور بے شک پچھلی ساعت تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے اسی طرح دوسری آیت سورہ نجم ما ضل صاحبکم وما غویٰ یعنی تمہارے رفیق محمد نہ تو راہ راست سے بھٹکے نہ بہکے۔ یہاں بات قطعی صاف ہو گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی بہکے نہ کبھی بھٹکے نہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چھوڑا تو پہلے دو ترجموں میں بھٹکنا باطل ہو گیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تفسیر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مضاف محذوف ہے یعنی ہم نے آپ کو گمراہوں کی قوم میں پایا اسکے باوجود آپ کو ہدایت پر ثابت قدم رکھا۔ امام رازی امام راغب اصفہانی سلیمان جمل۔ علامہ صاوی اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے کہ ضلالت کا استعمال محبت کیلئے بھی ہوتا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے ہم نے آپ کو محبت میں مستغرق پایا پس آپ کو خلق کی طرف متوجہ کیا لیکن

دیوبندی کیونکہ شانِ نبوت گھٹانے کے درپے رہتے ہیں اس لئے ایسے
الفاظ لکھنے میں تامل نہیں کرتے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ضلالت کا لفظ عربی محاورات
میں اختلاط کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہیں **ضل الماء
فی اللبن** پانی دودھ میں مل گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے پہلے
مشرکین مکہ کے ساتھ مل کر رہتے تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے شریعت
نازل فرما کر آپ کو ایک الگ معاشرت کی طرف متوجہ کیا اس لحاظ سے
معنیٰ یہ ہوا ہم نے آپ کو کفار کے ساتھ (معاشرۃً) مختلط پایا تو
(ایک الگ معاشرہ کی) راہ دکھائی۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ اہل عرب
"شجر ضالہ" اس درخت کو کہتے ہیں جو ریگستان میں تنہا ہو اور تمام —
مسافروں کیلئے اس راہگزار میں بمنزلہ منارۂ ہدایت ہو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم بھی کفر و شرک کی بھری ہوئی دنیا میں معرفت خداوندی
کی واحد نشانی تھے بس ہدایت کیلئے چہار اطراف سے لوگ آپ
کی طرف ٹوٹ پڑے اس کے لحاظ سے معنیٰ یہ ہوگا ہم نے آپ کو
کفر و شرک کی دنیا میں دین حق کا واحد رہنما پایا تو خلق کو آپ کا راستہ
دکھایا۔

آیت نمبر۱۰ء لااقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد

۱ ترجمہ:- قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہے گی اس
شہر میں۔ (شاہ عبدالعزیز)

۲ قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تو داخل ہونے والا ہے بیچ اس
شہر کے۔ (شاہ رفیع الدین)

۳ "قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی" (اشرف علی)

(۴) "مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو"
(اعلیحضرت)

"اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے بے نیاز ہے کہ بندہ کی طرح اس کے لئے
بھی کھانے کا لفظ استعمال کیا جائے یہ کیسی بے نیازی ہوئی مگر اعلیٰ
حضرت نے کھانے کا لفظ ترجمہ سے نکال کر کیسی خوبصورتی پیدا کردی۔

آیت نمبر۱۱ء واذکر عبدنا ابراھیم واسحٰق ویعقوب اولی
الایدی والابصار۔ آیت نمبر ۲۳ پ ۲۳۔

(۱) "اور یاد کر ہمارے بندوں کو ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھ والے
اور آنکھوں والے" (محمود الحسن)

(۲) "اور ہمارے بندوں ابراہیم اسحٰق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو ہاتھوں
والے اور آنکھوں والے تھے" (اشرف علی)

(۳) "اور (اے پیغمبر) ہمارے بندوں ابراہیم اسحٰق اور یعقوب کو
یاد کرو وہ ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے"
(ڈپٹی نذیر احمد)

(۴) "اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب قدرت
اور علم والوں کو" (اعلیحضرت)

پہلے تین ترجمے محاورے سے دور اور گراں معلوم ہوتے ہیں اور
تفسیری معنیٰ بھی نہیں رکھتے اعلیٰ حضرت نے ترجمہ میں روح پیدا کردی

آیت نمبر۱۲ء (سورۂ بقرہ) وارکعوا مع الراکعین۔

(۱) "اور جب اللہ کے حضور جھکنے والے جھکیں تو ان کے ساتھ تم بھی سرِ
نیاز جھکادو" (ترجمان القرآن)

(۲) "اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک

جاؤ"

(مودودی)

(۳) "اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ"

(تھانوی صاحب)

(۴) "اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ"

(شاہ رفیع الدین)

(۵) "اور جو لوگ (ہمارے حضور میں بوقت نماز) جھکتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو"

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۶) "اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"

(اعلیٰحضرت)

آیت نمبر ۳۴: واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس۔

(سورۂ بقر)

(۱) "پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ تو سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا" (مودودی)

(۲) "جب ایسا ہوا تھا کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا آدم کے آگے سر بسجود ہو جاؤ وہ جھک گئے مگر ابلیس کی گردن نہیں جھکی اس نے نہ مانا"

(ترجمان القرآن)

(۳) "اور جس وقت حکم دیا ہم نے کہ سجدے میں گر جاؤ آدم کے سامنے سو سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے"

(تھانوی صاحب)

(۴) "اور جب کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا مگر شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا"

(شاہ رفیع الدین)

(۵) "اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو تو شیطان کے سوا (سب کے سب) جھک پڑے" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۶) "اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے" (اعلیٰحضرت)

قرآن مجید کے طے شدہ ارکان سجدے اور رکوع کو انکے مخصوص قواعد و پابندیوں کے ساتھ جیسے پاکیزگی وضو قبلہ رخ ہونا، مخصوص تسبیح، تعداد تسبیح تک ٹھہرنا، رکوع میں سر پیٹھ کے برابر کر دینا، سجدہ میں پیشانی و ناک کا مقررہ حصہ زمین پر لگانا، پیروں کی انگلیاں قبلہ رخ ہونا وغیرہ کے ساتھ ادا کرنے کو صرف جھکنا ترجمہ کرنا کیسی جسارت و معنوی تحریف ہے کیونکہ جھکنے کیلئے مندرجہ بالا قوانین میں سے کسی کی ضرورت نہیں جھکنا تو پیشاب پاخانہ یا کسی چیز کے اٹھانے کیلئے بھی ہوتا ہے اسمیں قبلہ رخ ہونا یا نیت عبادت بھی نہیں ہوتی پھر سجدہ اور رکوع دونوں میں فرق نہ کرنا کہ دونوں ارکان کیلئے ایک ہی لفظ جھکنا مقرر کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے کیا رکوع و سجود کا ترجمہ جھکنا کرنے والوں کے نزدیک رکوع و سجود ایک ہی عمل کے دو نام ہیں؟ یا دونوں عملوں میں کچھ فرق نہیں جیسا جی چاہے کر لیا جائے کیا رکوع کی جگہ سجدہ اور سجدہ کی جگہ رکوع کرنے میں کوئی نقص نہیں؟ کیا اسی طرح رکوع کی تسبیح سجدہ میں اور سجدہ کی تسبیح رکوع میں کرنے میں کچھ حرج نہیں یا پھر دونوں کی جگہ صرف تھوڑا سا سر جھکا لیا جائے تو سجدہ بھی ادا ہو جائے گا جیسا کہ آجکل سر جھکانے کو اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ سے تعبیر کیا جانے لگا ہے کیونکہ جھکنے کیلئے کوئی شرط نہیں کہ تھوڑا جھکے یا زیادہ کیا اردو زبان میں رکوع اور سجدہ کی اصطلاح سمجھنا اس قدر دشوار تھا کہ اس کے ترجمہ کی سیکڑوں سال بعد ضرورت پڑ گئی اور کیا دو مختلف

ارکانوں کیلئے وہ لفظ دستیاب نہ تھے یا ترجمہ کرنے والے قاصر تھے؟ مگر چونکہ ان کے نزدیک دین کے مخصوص ارکان کی بھی اہمیت نہیں اسلئے ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔

مودودی صاحب حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں فرشتوں کو آدم کے لئے سربسجود ہونے کا حکم جو دیا گیا تھا اس کی نوعیت کچھ اس قسم کی تھی ممکن ہے صرف مسخر ہو جانے کو سجدہ سے تعبیر کیا گیا ہو (یہاں جھکنے کے بھی قائل نہ رہے) مگر یہ بھی ممکن ہے (صریح حکم کے باوجود فرض و لازم نہ جاننا ممکن کہنا) کہ اس انقیاد کی علامت کے طور پر کسی ظاہری فعل کا بھی حکم دیا گیا ہو (گویا یہ حکم قطعی نہیں مشکوک ہے) اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن ص۶۴)

گویا آیت مذکور میں سجدہ کا حکم امکانی ہے صریحی نہیں سجدہ یا سربسجود کے معنی مسخر قرار دینا کیسی معنوی تحریف ہے اور پھر اس کا نام، تجدید و تفہیم القرآن رکھنا دینی لبادے میں نجدی دھرم کا پرچار معلوم ہوتا ہے اس طرح تحریر اسلام میں غیر اسلامی قلم کاری کی جا رہی ہے تا کہ قلم میں غیر اسلامی پھل دیکھ کر عوام اسے بھی اسلام تصور کرنے لگیں۔

آیت نمبر ۱۴ (سورۂ فتح پ۲۶) انا فتحنا لک فتحا مبینا ۔
لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔

(۱) "بے شک ہم نے آپکو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے" (اشرف علی)

(۲) "حقیقت میں ہم نے کھلم کھلا تمہاری فتح کرادی تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کرے" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر تاکہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا"
(شاہ رفیع الدین)

(۴) "بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے"
(اعلیٰحضرت)

پہلے تینوں ترجموں کی وجہ سے عیسائی یہودی وغیرہ کو یہ کہنے کی جرأت ہوئی کہ حضور معاذاللہ گناہ گار ہیں۔ محقق علماء نے یہ شبہ دور کرنے کیلئے متعدد صحیح محل بیان فرمائے ہیں جن میں چند درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

(۱) حضرت علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ اظہار مغفرت ایک کلمہ تشریف ہے جیسے کوئی بادشاہ کسی وزیر کو خوش ہو کر کہہ دے جاؤ تمہارے لئے سات خون معاف ہیں بغیر اس کے کہ اس نے کوئی خون کیا ہو یا کرتا ہو اسی طرح اللہ عزوجل نے راضی ہو کر آپکی مغفرت کا اعلان کر دیا بغیر اس امر کے کہ حضور نے کوئی گناہ کیا ہو یا کرتا ہو۔

(۲) شیخ ابو مسعود لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات تشریعی ضرورتوں کے سبب سے افضل اور اولیٰ امر کو ترک فرما دیتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان امور کا ترک کرنا بھی جائز ہے اور یہ مغفرت اس ترک کی طرف راجع ہے اگرچہ یہ ترک معصیت نہیں۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نہ آپ نے

کوئی گناہ کیا نہ کرنا ہے لیکن اگر بفرض محال کوئی گناہ ہو بھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کا اعلان فرما دیا۔

(۴) حضرت محی الدین ابن عربی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر ارقام فرمائی ہے کہ آپ کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے

(۵) شیخ عبدالحق صاحب سے مستفاد ہوا اس آیت میں امت کے ذنوب کی نسبت آپکی طرف کر دی ہے کیوں کہ قوم کے افعال کی نسبت اس کے قائد کی طرف کر دیتے ہیں !! چنانچہ لکھتے ہیں فلاں جرنیل ہار گیا اور یہ اسناد مجاز عقلی ہے

(۶) امام رازی، شیخ صاوی اور سید نعیم الدین صاحب نے فرمایا اور تمہاری بدولت مسلمانوں کی مغفرت فرمائے ان صورتوں میں قواعد عربیہ کے مطابق حذف مضاف ہے

(۷) علامہ الوسی لکھتے ہیں یہاں مغفرت کا اطلاق اس چیز پر ہے جسکو حضور اپنی نظر عالی کے پیش نظر ذنب خیال فرماتے ہیں نہ کہ یقینی ذنب۔

(۸) علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے یہاں گناہ کا حکم رکھتی ہیں اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے امور کی مغفرت کا اعلان فرما دیا ہے۔

(۹) قاضی عیاض لکھتے ہیں جب وما ادری ما یفعل بی بکم یعنی نہ میں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہو گا نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا ہو گا نازل ہوئی تو مشرکین نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا ہمارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال برابر ہے اس

پر اللہ تعالیٰ نے کفار کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی یعنی حضورؐ کا انجام خیر اور کفار کا حال بد پھر برابری کیسی۔

(۱۰) شیخ عزالدین بن سلام لکھتے ہیں تمام انبیاء مغفور ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی مغفرت کا اعلان نہیں فرمایا اسی لئے عرصہ حشر میں ابتداءً انبیاء لوگوں کی شفاعت نہیں کریں گے اور نفسی نفسی کہہ کر اپنی فکر کا اظہار کریں گے اگر دنیا میں حضور کی مغفرت کا اعلان نہ ہوتا تو ممکن تھا حضور بھی شفاعت کرنے میں تامل کرتے اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں آپکی مغفرت کا اعلان کر کے آپکو تسلی دے دی تاکہ آپ روز محشر بے فکر اور مطمئن ہو کر امت کی شفاعت کر سکیں۔

(۱۱) علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ مغفرت کے معنی ستر ہیں اور ہمارے حق میں مغفرت ذنوب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذوات اور ہمارے عذاب کے درمیان اپنی رحمت کو حائل کر دے اور انبیاء کے حق میں مغفرت ذنوب کا مفہوم یہ ہے کہ انکی ذوات اور ان کے مفروضہ گناہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ اپنی عصمت اور حفاظت کو حائل کر دے اس اعتبار سے اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ نے آپکی اگلی اور پچھلی زندگی کو گناہوں سے معصوم کر دیا ہے۔

(۱۲) حضور نے منع کرنے کے باوجود بعض کاموں کو تبلیغی ضرورت کی وجہ سے کیا۔ تاکہ معلوم ہو کہ نہی تنزیہہ کیلئے تھی اور عمل جواز کیلئے اور یہ عمل اگرچہ گناہ نہ تھا تاہم اس کی مغفرت کا اعلان کر دیا گیا۔

(١٣) عضوِ عصمت کے باوصف امتثالِ امر اور تواضع کی وجہ سے
کثرت سے استغفار کیا کرتے حتیٰ کہ ایک دن میں ستر بار سے
زائد مرتبہ، تو اللہ تعالیٰ نے اظہارِ استجابت کیلئے یہ آیت نازل
فرمائی۔

(١٤) غوث عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں پس جب انبیاء اور خدا
کے درمیان حجاب نہ رہا تو گناہ بھی نہ رہا اور یہ رفع حجاب حسب
مراتب ہوتا ہے پھر فرماتے ہیں غفر کا معنیٰ ہمارے حق میں سَتَر
ذنوب اور انبیاء کے حق میں عدمِ ذنوب ہوتا ہے اس کے بعد
آیت کا مطلب بیان فرماتے ہیں "ہم نے آپ کے اور اپنے درمیان
کسی قسم کا کوئی حجاب نہ رکھا اور فتح مبین فرمادی"

آیت نمبر ١٥ (سورۂ بقر آیت ١٧٣ پ ٢) وما اھل بہ
لغیر اللہ۔

(١) "اور جو جانور غیر اللہ کیلئے نامزد کردیا گیا ہو"
(عبدالماجد دریا آبادی)

(٢) "اور وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کے نام پر پکارے
جائیں" (ابوالکلام آزاد)

(٣) "اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا
گیا ہو" (مودودی صاحب)

(٤) "اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے"
(شاہ رفیع الدین)

(٥) "اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے لئے نامزد کردیا
گیا ہو" (اشرف علی تھانوی)

(٦) "وآنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود" (شاہ ولی اللہ صاحب)

(٧) "اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو"
(اعلیٰحضرت)

مودودی صاحب خود سورۃ المائدہ میں وما اھل لغیر اللہ کا ترجمہ
فرماتے ہیں "وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو" مگر یہاں
بجائے جانور کے چیز لکھ رہے ہیں تاکہ ہر نامزدہ چیز کو بھی حرام قرار دے
سکیں حالانکہ یہ آیت صرف ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لینے پر وارد ہے
ایسے جانور جو بتوں کے تقرب لغیر اللہ کیلئے نامزد کئے جاتے تھے اللہ تعالیٰ
نے حرام نہ فرمائے بلکہ انکو حلال فرمادیا

سورۂ مائدہ آیت ١٠٣، ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ
ولا وصیلۃ ولا حام۔ ترجمہ: اللہ نے (حرام) مقرر نہیں کیا
کان چرا ہوا نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ مقام حیرت ہے کہ جو جانور
غیر اللہ کیلئے تقرب حاصل کرنے کیلئے نامزد کئے جائیں وہ تو اللہ کا نام
لے کر ذبح کئے جائیں تو حلال ٹھہریں مگر جو جانور ایصال ثواب کے لئے
نامزد کئے جائیں وہ حرام قرار دیئے جائیں یہ باطل ہے اگر صرف
نامزدگی پر جانور حرام ہو جاتے تو بتوں کے نامزدہ جانور قرآن مجید
حلال نہ فرماتا معلوم ہوا کہ نامزدگی سے فساد نہیں پیدا ہوتا۔ اس سے
مراد ذبح کے وقت نام لینا ہے نہ کہ اس سے قبل یا بعد۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

آیت نمبر ١٦ (پ ٥، سورۂ نساء آیت ١٤٢) ان المنافقین
یخادعون اللہ وھو خادعھم،

(۱) " منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا "

(عاشق الٰہی میرٹھی)

(۲) " منافق (مسلمانوں کو دھوکہ دیکر گویا) خدا کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ (حقیقت میں) خدا ہی ان کو دھوکہ دے رہا ہے "

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) " تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دینے والا ہے انکو "

(شاہ رفیع الدین)

(۴) " یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے "

(مودودی صاحب)

(۵) " بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا "

(اعلیحضرت)

یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف دھوکہ، دغا، فریب کی نسبت کی گئی ہے جو باطل عقائد کی مظہر ہے۔

آیت نمبر ۱۷ (سورۃ الانبیاء آیت ۸۷، پ ۱۷) وذاالنون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ۔

(۱) " اور ذوالنون کو یاد کرو جب خفا ہو کر چل دیئے اور (جاتے وقت غصہ میں بتقاضائے بشریت) انکو ایسا واہمہ گزرا کہ ہم (اللہ) ان پر قابو نہیں پا سکیں گے " (ڈپٹی نذیر احمد)

(۲) " پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اسکو "

(محمود الحسن دیوبندی)

حالانکہ یہی صاحب پ ۲۰، سورۃ القصص آیت ۸۲ میں " یقدر " کا ترجمہ تنگی کر رہے ہیں۔

(۳) " اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ فرمائیں گے " (اعلیحضرت)

کیا انبیاء کا عقیدہ اللہ کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ پکڑ نہ سکے گا یا قابو نہ پا سکے گا۔ عقیدے کا ایسا فساد تو ایک کمزور سے کمزور جاہل کا بھی نہیں ہوتا۔

آیت نمبر ۱۸ (سورۃ طٰہٰ آیت ۵، پ ۱۶) الرحمٰن علی العرش استویٰ۔

(۱) " (اسی کا نام ہے) رحمٰن (جو) عرش بریں پر براج رہا ہے (یعنی بیٹھا ہوا ہے) (نذیر احمد)

(۲) " وہ رحمٰن ہے اوپر عرش کے قرار پکڑا اس نے "

(مطبوعہ القرآن والسنۃ امرتسر)

تو کیا اس سے پہلے بے قرار تھا ؟

(۳) " وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہوا "

(اشرف علی تھانوی)

تو کیا اس سے پہلے متحرک یا غیر قائم تھا ؟

(۴) " وہ رحمٰن ہے اوپر عرش کے قرار پکڑا اس نے "

(شاہ رفیع الدین)

(۵) " وہ بڑی مہر والا ہے اس نے عرش پر استویٰ فرمایا "

(اعلیحضرت)

لفظ استویٰ قرآن کریم میں کئی جگہ آیا ہے اکثر مترجمین نے ان کا ترجمہ

غلط کیا ہے جیسے قائم ہوا تخت پر (عاشق الٰہی) پھر بیٹھا (شاہ عبد القادر) پھر تخت پر چڑھا (نواب وحید الزماں) پھر عرش پر دراز ہوگیا (محمد یوسف)۔ ایسے ترجموں سے اللہ تعالیٰ کیلئے جسامت اور مکان ثابت ہوتے ہیں جو خلاف قرآن اور باطل ہیں۔

آیت نمبر ۱۹ (سورۂ رحمٰن پ ۲۷) الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان۔

(۱) "رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی اس نے انسان کو پیدا کیا پھر اسے گویائی سکھائی"
(اشرف علی تھانوی)

(۲) "رحمٰن نے سکھایا قرآن بنایا آدمی پھر سکھائی اس کو بات"
(شاہ عبد القادر)

(۳) "رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی اس نے انسان کو پیدا کیا پھر اسے گویائی سکھائی"
(فتح محمد جالندھری)

(۴) "رحمٰن نے سکھایا قرآن پیدا کیا آدمی کو سکھایا اس کو بولنا"
(شاہ رفیع الدین)

(۵) "رحمٰن کے (جہاں اور بے شمار احسانات ہیں ازاں جملہ یہ کہ اس نے) قرآن پڑھایا اسی نے انسان کو پیدا کیا پھر ان کو بولنا سکھایا"
(ڈپٹی نذیر احمد)

(۶) "رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، ما کان و ما یکون کا بیان سکھایا"
(اعلیٰحضرت)

پہلے پانچوں ترجموں سے دوسری تیسری اور چوتھی آیت کا ترجمہ قرآن سکھایا آدمی کو پیدا کیا اور گویائی سکھائی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان

سے مراد عام انسان ہیں مگر ایسا نہیں ہے کیونکہ تمام انسانوں میں بے علم گونگے بہرے غیر عربی دان بھی شریک ہیں جو قرآن سے بے بہرہ ہیں تو یہ حکم کیونکر صادق آیا انسان سے یہاں مراد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ایسے ترجموں سے ظاہر نہیں ہوتے اعلیٰحضرت کے ترجمہ نے تمام شکوک رفع کر دیئے یعنی آپ کو پیدا کیا جو انسانیت کی جان ہیں آپ ہی کو قرآن سکھا کر قوت بیان سکھائی اور چونکہ قرآن میں علم ما کان و ما یکون (یعنی جو کچھ ہوا اور قیامت تک جو کچھ ہوگا) کا علم لوح محفوظ میں ہے اس کی تعلیم بھی دینا ثابت ہوا جیسا کہ سورۂ انعام آیت ۵۹ میں بھی ہے (ا) ولا حبة فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ یعنی کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو (ب) سورۂ انعام پ ۷ آیت ع ۳۸) وما فرطنا فی الکتب من شیئ۔ یعنی ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا (ج) سورۂ نحل آیت ع ۸۹) وانزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ۔ یعنی اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے (د) سورۂ نحل آیت ع ۱۶) وما من غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین۔ یعنی جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب (قرآن) میں ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اعلیٰحضرت کا ترجمہ قرآن کی منشاء کے مطابق تفسیری ترجمہ ہے۔

آیت نمبر ۲۰ (سورۂ شوریٰ پ ۲۵ آیت ع ۲۴) فان یشاء اللہ یختم علیٰ قلبک۔

(۱) "اگر خدا چاہے تو اے محمد تمہارے دل پر مہر لگا دے"
(فتح محمد جالندھری)

(۲) "پس اگر چاہے اللہ مہر رکھ دیتا اوپر دل تیرے کے"

(شاہ رفیع الدین)

(۳) "سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر"

(شاہ عبد القادر)

(۴) "سو خدا اگر چاہے تو آپکے دل پر بند لگا دے"

(اشرف علی تھانوی)

(۵) "تو اگر اللہ چاہے تو آپ کے قلب پر مہر لگا دے"

(عبد الماجد دریا آبادی)

(۶) "اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر لگا دے"

(اعلیٰحضرت)

مندرجہ بالا پانچوں تراجم سے تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ختم اللہ علی قلوبھم کے بعد مہر آپ کے قلب پر بھی لگائی جا سکتی تھی یہ کس قدر گستاخ ذہن کی عکاسی کر رہا ہے اس ذات مقدس جس کے سر پر تاج اسریٰ رکھا گیا آج اس کیلئے یہ تصور پیدا کیا جا رہا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ آپ کی پچھلی ساعت سے آنے والی ساعت بہتر ہے تو اگر رحمت کی مہر بھی لگ جاتی تو زیادہ رحمتیں کیسے حاصل ہوتیں

آیت نمبر ۲۱ (سورۂ انفال آیت ۶۴) یٰایھا النبی ۔

(۱) "اے نبی" (اشرف علی تھانوی)

ان صاحب نے نبی کا ترجمہ نہیں کیا !

(۲) "اے پیغمبر" (ڈپٹی نذیر احمد)

یہ ترجمہ لغوی اعتبار سے نامکمل ہے ؟

(۳) "اے نبی" (شاہ رفیع الدین)

(۴) "اے غیب کی خبر بتانے والے" (اعلیٰحضرت)

نبی کا ترجمہ پیغمبر مکمل نہیں نہ ہی معنوی اعتبار سے نہ لغوی اعتبار سے اعلیٰحضرت نے ترجمہ اس طرح کیا کہ لفظ کی معنویت اور حقیقت آشکار ہو گئی مگر بعض تنگ نظر بدعقیدگی کی بنا پر شبہ کرنے لگتے ہیں حالانکہ دوسری آیات اس کی تفسیر کر رہی ہیں پ۳۰ التکویر آیت ۲۴ (۱) و ماھو علی الغیب بضنین ۔ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں غیب جاننے والا ہی غیب بتا سکتا ہے جو جانتے ہی نہیں وہ کیونکر بتا سکتا ہے (۲) پ۲۰ سورہ نمل آیت ۷۵ ، و ما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین - یعنی جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں (۳) سورۂ جن پ۲۹ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من الرسول ۔ غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے (۴) سورۂ رحمٰن ۱. الرحمٰن علم القرآن ۔ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا تو ثابت ہوا کہ آپ پر غیوب عیاں ہوئے اور اللہ نے تعلیم فرمائے ۔

مفردات امام راغب میں ہے کہ یہ لفظ نبی اسم فاعل بھی صحیح ہے اس لئے کہ نباء کا حکم آیا ہے ۔ دس علماء دیوبند نے ملکر لغات المنجد کا ترجمہ کیا اور اس میں النبوۃ والنبوۃ کا ترجمہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی بات بتانے والا لکھا (لغات المنجد عربی اردو ص ۱۲۴۴) کیا وہابیہ کو اپنی فل بنچ کا فیصلہ بھی تسلیم نہیں ؟ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام بلا اللہ کی تعلیم کے جانتے ہیں یہ بہتان مغالطہ کے لئے لگایا جاتا ہے ۔

آیت نمبر ۲۲ (سورۂ یوسف آیت ۲۴) ولقد همت به وهم
بها لولا ان رّا برهان ربه ؀

(۱) "اور البتہ تحقیق قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسف کے اور قصد کیا یوسف نے ساتھ اس کے"

(نور محمد اصح المطابع کا ترجمہ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

(۲) "اور اس عورت کے دل میں تو اس کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا"

(اشرف علی)

(۳) "زلیخا نے یوسف کا قصد کیا اور یوسف نے زلیخا کا"

(وحید الزماں)

(۴) "اور اس عورت نے اس کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا"

(فتح محمد جالندھری)

(۵) "اور وہ عورت تو یوسف کے ساتھ ارادۂ بد کر ہی چکی تھی اور یوسف کو اپنے پروردگار کی دلیل نہ سوجھ گئی ہوتی تو وہ بھی اس کے ساتھ ارادۂ بد کر بیٹھتے"

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۶) "اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا"

(اعلیٰ حضرت)

پہلے چاروں ترجموں میں یوسف علیہ السلام کی طرف زنا کے ارادے کی نسبت کی گئی ہے جو باطل ہی نہیں بلکہ نبی کی عظمت شان کے لحاظ سے توہین ہے۔

آیت نمبر ۲۳ (سورۂ یوسف پ ۱۳) حتی اذا استیئس الرسل
وظنوا انهم قد کذبوا جاءهم نصرنا۔

(۱) "یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور ان کو ایسا واہمہ گزرا کہ وعدہ خلافی (تو نہیں) کی گئی تو ہماری مدد ان کے پاس آ پہنچی"

(نذیر احمد)

(۲) "یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا"

(محمود الحسن دیوبندی)

(۳) "یہاں تک کہ ناامید ہوئے پیغمبر اور گمان کیا انہوں نے کہ ان سے لوگوں نے تحقیق جھوٹ بولا"

(شاہ رفیع الدین)

تو کیا یہ فتح کا وعدہ لوگوں کی طرف سے تھا؟

(حاشیہ عبد القادر صاحب) یعنی وعدۂ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسول ناامید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا پیچھے آوے اور ان کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا اتنے خیال سے آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ خیال بد ہے۔ (معاذ اللہ یہاں اللہ کو جھوٹا وعدہ کرنے والا جاننا بھی کفر نہیں)

(۴) "یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا اس وقت ہماری مدد آئی"

(اعلیٰ حضرت)

یہاں تینوں ترجموں میں پیغمبروں کا اللہ سے ناامید ہونا ترجمہ کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلاف ہونے کا عقیدہ رکھنے کو کوئی نہ مانتا کیسی معنوی تحریف ہے بلکہ شان باری تعالیٰ میں کھلی ہوئی گستاخی ہے جسکو کم مایہ مترجمین محسوس ہی نہیں کر رہے ہیں۔

آیت نمبر ۲۴ (سورہ حٰمٓ آیت ۶) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم

(۱) "(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ میں (بھی) تم ہی جیسا بشر ہوں (مگر) مجھ پر وحی آتی ہے"

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۲) "اے محمد کہہ دو کہ میں تو محض تم ہی جیسا ایک انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے" (مودودی)

(۳) "اور آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں"

(اشرف علی تھانوی)

(۴) "میں تمہاری طرح ایک معمولی انسان ہوں اگر تم میں اور مجھ میں فرق ہے تو صرف اتنا کہ میں تمہارے پاس خدائے تعالیٰ کا پیغام لایا ہوں"

(ماہنامہ نجم مورخہ ۱۱ جون سنہ ۱۹۳۷ عبد الشکور کاکوری)

(۵) "تم فرماؤ کہ آدمی ہونے میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے" (اعلیٰ حضرت)

ان چاروں مترجمین نے تم ہی جیسا۔ محض تم جیسا۔ ایک معمولی۔ میں بھی تم جیسا وغیرہ کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے ہیں تاکہ مطلقاً بشریت و مماثلت ظاہر ہو حالانکہ عربی الفاظ میں ایسا نہیں ہے یہاں ترجمہ میں خیانت کی گئی ہے تاکہ ناواقف لوگ ترجمہ پر اعتماد

کرکے اپنے آقا کو عام انسانوں جیسا ہی محض ایک معمولی انسان تصور کریں حالانکہ آپ کی بشریت بظاہر ہماری مثل ہے مگر فضائل و محاسن میں کوئی آپ کا ہمسر اور برابر نہیں ہوسکتا جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں اے ابوبکر میری حقیقت کو ماسوا میرے رب کے کوئی نہیں جانتا اور فرمایا تم میں میرے مثل کون ہے ؟ یعنی کوئی نہیں!

آیت نمبر ۲۵ (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۱) وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ۔

(۱) "اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے"

(عاشق الٰہی میرٹھی)

(۲) "آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور راہ صواب سے بھٹک گئے" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہوگیا سو غلطی میں پڑ گئے"

(اشرف علی)

(۴) "اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی" (اعلیٰ حضرت)

اللہ تعالیٰ اسی سورہ میں فرماتا ہے ولقد عھدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما۔ اور بے شک ہم نے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ بھول گئے اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا تو قرآن کریم سے آدم علیہ السلام کا بھولنا ثابت ہے اور قصداً بھی نہیں تو لغزش ثابت ہوئی نہ کہ نافرمانی۔ گمراہی۔ قصور تو پھر ایسے ترجمے خود قرآن نے باطل کر دیئے اور گمراہ کن ثابت ہوئے۔

آیت نمبر ۲۶ (سورہ بقر آیت ۹۳) واذ اخذنا میثاقکم

ورفعنا فوقکم الطور۔

(۱) "یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا"
(مودودی صاحب)

(۲) "اور جب ہم نے عہد لیا تمہارا اور اٹھایا ہم نے اوپر تمہارے پہاڑ"
(شاہ رفیع الدین)

(۳) "اور جب ہم نے تم سے قول و قرار لیا اور ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمہارے (محاذات میں) معلق کر دیا کہ جلدی قبول کرو"
(اشرف علی)

(۴) "اور جب ہم نے تم سے اقرار لیا اور طور کو اٹھا کر تمہارے اوپر لا لٹکایا"
(ڈپٹی نذیر احمد)

(۵) "اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اونچا کیا"
(اعلیٰ حضرت)

(۶) "جلالین میں ہے کہ ہم نے طور کو جڑ سے اکھاڑ کر تمہارے سروں پر بلند کیا"

(۷) "اسی طرح تفسیر مدارک میں ہے کہ جبل طور کو جڑ سے اکھاڑ کر ان کے سروں پر بلند کیا"

اسی طرح مودودی صاحب نے بھی ترجمہ میں اقرار کیا مگر انہیں اس بات میں شک ہے کیونکہ یہ بات پرانی ہو گئی یا یہ امر مشکل ہے اس لئے تفسیری حاشیہ میں فرماتے ہیں "بس مجملاً یوں سمجھنا چاہئے کہ پہاڑ کے دامن میں میثاق لیتے وقت ایسی خوفناک صورت حال پیدا کر دی گئی تھی کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا پہاڑ ان پر آ پڑے گا" (حقیقتاً پہاڑ ان پر اٹھایا نہیں گیا صرف معلوم

ہوتا تھا) قطعی کھلے ہوئے الفاظ میں رائے زنی کیسی نئی ایجاد ہے گویا تمام تفاسیر کے مقابلہ میں اپنی رائے کو فوقیت دینا مقدم ہے اور اس کا نام تجدید رکھ کر دین کے متفقہ واقعات بدلنا ہے۔

آیت نمبر ۲۷ (سورہ یوسف آیت ۹۵) قالوا تاللہ انک لفی ضلٰلک القدیم۔

۱ "کہنے لگے خدا کی قسم تو تو اسی اپنے پرانے خبط میں ہے"
(وحید الزماں)

۲ "(تو جو بیٹے یعقوب کے پاس ٹھہرے رہے تھے) وہ کہنے لگے کہ بخدا تم تو (وہی) اپنے قدیم خبط میں مبتلا ہو"
(ڈپٹی نذیر احمد)

نبی کی اولاد کا اپنے والد کو پرانا خبطی کہنا ترجمہ کر کے کیسا گستاخ ذہن پیدا کیا جا رہا ہے۔

۳ "بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اسی خود رفتگی میں ہیں"
(اعلیٰ حضرت)

آیت نمبر ۲۸ (سورہ بقرہ آیت ۱۱۵) وللہ المشرق و المغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔

۱ "اور اللہ ہی کا ہے پورب اور پچھم تو جہاں کہیں منہ کرو ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے"
(ڈپٹی نذیر احمد)

۲ "پس جس طرف منہ کرو اس طرف اللہ کا رخ ہے"
(اشرف علی)

۳ "پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو تو ادھر اللہ کا چہرہ ہے"
(ابن تیمیہ بحوالہ النجوم شہابیہ)

(۴) "اور پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ ہے"

(اعلیٰ حضرت)

سامنا رخ اور چہرہ جسامت کیلئے آتے ہیں اللہ کے لئے ایسے الفاظ کفر کے مترادف ہیں یہ عقائد خارجی مجسمہ کے عقائد ہیں جو ملحد بے دین ہیں!

آیت نمبر ۲۹ (الاعراف آیت ۱۸۳) واملی لھم ان کیدی متین ۔

(۱) "اور ڈھیل دوں گا میں ان کو تحقیق مکر میرا مضبوط ہے"

(شاہ رفیع الدین)

(۲) "اور ہم ان کو دنیا میں مہلت دیتے ہیں ہمارا داؤ بے شک بڑا پکا داؤ ہے"

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "اور ان کو مہلت دیتا ہوں بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے"

(اشرف علی تھانوی)

(۴) "اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے"

(اعلیٰ حضرت)

اللہ تعالیٰ کی شان میں داؤ اور مکر قابل اعتراض ہیں!

آیت نمبر ۳۰ (سورہ والضحیٰ آیت ۸) ووجدک عائلا فاغنیٰ ۔

(۱) "اور تم کو مفلس پایا تو اس نے غنی کر دیا"

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۲) "اور پایا تجھ کو فقیر پس غنی کر دیا"

(شاہ رفیع الدین)

(۳) "اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار پایا سو مالدار بنا دیا"

(اشرف علی)

(۴) "اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا"

(اعلیٰ حضرت)

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مفلس فقیر نادار اور مالدار کے الفاظ بے ادبی کے ہیں آپ کے لئے ان کا استعمال گستاخی ہے!

آیت نمبر ۳۱ (سورۂ حجرات آیت ۷۱) قال ھٰؤلاء بنتی ان کنتم فاعلین ۔

(۱) "بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے"

(محمود الحسن دیوبندی)

(۲) "لوط نے فرمایا کہ یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں اگر تم (میرا کہنا) کرو"

(اشرف علی)

(۳) "(لوط نے) کہا کہ یہ ہیں بیٹیاں میری اگر ہو تم کرنے والے"

(شاہ رفیع الدین)

(۴) "(لوط نے) کہا اگر (ایسا ہی) تم کو کرنا ہے تو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں"

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۵) "یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے"

(اعلحضرت)

پہلے چاروں ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہمانوں کو بچانے کے لئے اپنی بیٹیاں پیش کر دیں مگر اس کے برعکس اعلحضرت کا ترجمہ دیکھئے کہ ان کو شرم دلانے کیلئے یہ فرمایا کہ تمہاری اپنی بیویاں موجود ہیں اور ان کو اپنی بیٹیاں کہہ کر کلام میں زور پیدا کر دیا جو نبی کے شایان شان ہے۔

آیت نمبر ۲۳ (سورۂ نجم آیت ۱) والنجم اذا ھویٰ ۔

(۱) " (لوگو ہم کو شہاب) ستارے کی قسم جب وہ (آسمان سے) ٹوٹتا ہے "

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۲) " قسم ہے (مطلق) ستارے کی جب وہ غروب ہونے لگے "

(اشرف علی تھانوی)

(۳) " قسم ہے تارے کی جب وہ گرے " (محمود الحسن دیوبندی)

(۴) " قسم ہے تارے کی جب وہ گرے " (شاہ رفیع الدین)

(۵) " اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے "

(اعلیٰحضرت)

سورۂ نجم میں معراج کا بیان ہے اور ستارے سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو پہلے چاروں ترجمے ظاہر نہیں کرتے۔ امام جعفر رضی اللہ عنہ سے بھی اعلیٰحضرت کے ترجمے کی تائید ہوتی ہے۔

(کما فی المظہر والمعالم وغیرہ)

آیت نمبر ۲۳ (سورۂ توبہ آیت ۶۶) نسوا اللہ فنسیھم ۔

(۱) " بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو "

(محمود الحسن دیوبندی)

(۲) " انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا پس خدا نے ان کا خیال نہ کیا "

(اشرف علی تھانوی)

(۳) " ان لوگوں نے اللہ کو بھلا دیا (تو اس کے بدلے میں گویا) اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا "

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۴) " وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے ان کو چھوڑ دیا "

(اعلیٰحضرت)

بھولنا کمزوری ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے عیب اور توہین ہے اور منافی ذات الوہیت ہے !

آیت نمبر ۲۴ (سورۂ تحریم آیت ۱۲) ومریم بنت عمران التی احصنت فرجھا ۔

(۱) " عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا "

(اشرف علی تھانوی)

(۲) " اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو "

(محمود الحسن)

(۳) " اور مریم بیٹی عمران کی جس نے محافظت کی شرمگاہ اپنی کی "

(شاہ رفیع الدین)

(۴) " اور عمران کی بیٹی مریم نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی "

(اعلیٰحضرت)

پہلے تینوں ترجموں میں ادب کا خیال نہیں رکھا گیا۔

آیت نمبر ۲۵ (الانعام آیت ۱۰۸) ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ ۔

(۱) " اور برا مت کہو ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں سوائے خدا کے "

(شاہ رفیع الدین)

(۲) " اور لوگ خدا کے سوا دوسرے معبودوں کو بلایا کرتے ہیں ان کو برا نہ کہو "

(ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) " اور دشنام مت کرو ان کو جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں "

(اشرف علی)

(۴) " جو لوگ خدا کے سوا دوسری ہستیوں کو پکارتے ہیں تم انکے

معبودوں کو گالیاں نہ دو" (ابوالکلام آزاد)

حاشیہ "جو لوگ شرک و بدعت پرستی میں مبتلا ہیں تم انہیں دعوت حق دو مگر برا بھلا نہ کہو" (ابوالکلام آزاد)

(۵) "اور انہیں گالی نہ دو جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں" (اعلحضرت)

آیت نمبر ۳۶ (سورۂ جن آیت ۱۸) وان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللہ احدا۔

(۱) "اور مسجدیں تو خدا ہی (کی عبادت) کے لئے ہیں ان میں خدا کے سوا کسی اور کو نہ پکارو" (نذیر احمد)

(۲) "اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں پس مت پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو" (شاہ رفیع الدین)

(۳) "جتنے سجدے ہیں سب اللہ تعالیٰ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو" (اشرف علی)

(۴) "اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی مت کرو" (اعلحضرت)

آیت نمبر ۳۷ (سورۂ الحج آیت نمبر ۷۳) ان الذین تدعون من دون اللہ۔

(۱) "خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پکارتے ہو" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۲) "جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا" (محمود الحسن)

(۳) "جن کو تم لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو"

(اشرف علی)

(۴) "وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو" (اعلحضرت)

آیت نمبر ۳۸ (سورہ شعراء آیت ۲۱۳) فلا تدع مع اللہ الٰھا آخر۔

(۱) "تم خدا کے سوا دوسرے معبود کو نہ پکارنے لگنا" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۲) "سو تم خدا کے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرنا" (اشرف علی)

(۳) "پس مت پکار ساتھ اللہ کے معبود" (شاہ رفیع الدین)

(۴) "تو تو اللہ کے سوا دوسرا خدا مت پوج" (اعلحضرت)

آیت نمبر ۳۹ (سورہ نحل آیت ۲۰) والذین یدعون من دون اللہ۔

(۱) "اور خدا کے سوا جنکو پکارتے ہیں" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۲) "اور جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں" (اشرف علی)

(۳) "اور ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں سوائے اللہ کے" (شاہ رفیع الدین)

(۴) "اور اللہ کے سوا جنکو پوجتے ہیں" (اعلحضرت)

آیت نمبر ۴۰ (سورۂ صٰفٰت آیت) اتدعون بعلا و تذرون احسن الخالقین۔

(۱) "کیا پکارتے ہو تم بعل کو اور چھوڑ دیتے ہو بہتر سب سے پیدا

کرنے والے کو"

(شاہ رفیع الدین)

(۲) "کیا تم بعل بت کو پوجتے ہو اور اس کو چھوڑے بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر بنانے والا ہے" (اشرف علی)

(۳) "کیا تم بعل بت کو پوجتے ہو اور اللہ کو چھوڑتے ہو جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے" (نذیر احمد)

(۴) "کیا بعل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے کو" (اعلیٰحضرت)

آیت نمبر ۸ (سورۂ احقاف آیت ۵-۶) ومن اضل ممن یدعون من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ و ھم عن دعائھم غافلون ۔ واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء و کانوا بعبادتھم کفرین ۔

(۱) "اور کون شخص ہے بہت گمراہ اس شخص سے کہ پکارتا ہے سوائے اللہ کے اس شخص کو کہ نہ جواب دے گا اسکو قیامت کے دن تک اور وہ پکارنے ان کے سے غافل ہیں اور جس وقت اکٹھے کیئے جائیں گے لوگ ہوں گے وہ بت واسطے ان کے دشمن اور ہوں گے عبادت ان کی انکار کرنے والے"

(شاہ رفیع الدین)

(۲) "اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کا کہنا نہ کرے اور ان کو ان کے پکارنے کی خبر نہ ہو اور جب سب آدمی جمع کئے جائیں تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں اور انکی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں" (اشرف علی)

(۳) "اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو خدا کے سوا ایسے معبودوں کو پکارے جو روز قیامت تک اس کو جواب نہ دے سکیں اور (جواب دینا تو درکنار) ان کو تو ان کی دعا (تک) کی خبر نہیں اور جب (قیامت کے دن) لوگ (حساب کیلئے) جمع کیے جائیں گے تو یہ (معبود) ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے انکار کریں گے" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۴) "اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجیں جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ (بت) ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی (پوجا کرنے سے) منکر ہو جائیں گے"

(اعلیٰحضرت)

دیکھئے آیت کے شروع میں یدعو ہے اور آیت کے آخر میں عبادت ہے گویا عبادت سے یدعو کی تفسیر فرما دی گئی ہے اور یدعو کے معنی صرف پکارنا بھی قرآن نے غلط ثابت کر دیا کیونکہ معبودان باطلہ عبادت کا انکار کر رہے ہیں نہ کہ پکارنے کا اگر دعا اور یدعو کے معنی صرف پکارنے کے ہوتے تو جواب میں بجائے عبادت کے پکارنا ہی ہوتا تو ثابت ہوا کہ سوال میں عبادت کے لئے پوچھا گیا تھا نہ کہ پکارنے کے لئے۔ من دون اللہ سے مراد اللہ کے سوا معبودان باطلہ یعنی بت یا اصنام ہیں اور یدعو اور دعا کی تفسیر قرآن نے خود عبادت کی کی ہے۔ ایسی اکثر آیات میں مترجمین نے پوجا پرستش یا عبادت کے بجائے پکارنا یا بلانا ترجمہ کر کے ندا کی مطلق نفی کا تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو باطل اور خلاف قرآن ہے کیونکہ

پکارنا صرف قادر بذات سمجھکر ہی کفر و شرک ہو سکتا ہے عام حالات میں ہرگز نہیں ورنہ مدد و کام کے وقت بھی پکارنا شرک قرار پائے گا اور زندگی کے تمام کام مفلوج ہو کر رہ جائیں گے حافظ سیوطی اور علامہ آلوسی بھی تدعون کی تفسیر تعبدون سے کرتے ہیں۔

(جلالین و روح المعانی)

اسی طرح شیخ ابو مسعود اور علامہ اسمعیل حقی نے انما ادعو ربی کی تفسیر انما اعبد ربی کے ساتھ کی ہے۔ پھر تمہارے دیوبندی حکیم الامت اور صدر دیوبند بھی بجائے پکارنے کے مندرجہ بالا آیات میں ہی پوجا عبادت اور پرستش کر رہے ہیں کیا تمہیں انسے بھی اختلاف کی ہمت ہے ؟

ع خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

آیت نمبر ۴۲ (سورۂ انبیاء آیت ۱۰۷) وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔

(۱) "آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کے لئے" (اشرف علی)

(۲) "اور (اے پیغمبر) ہم نے تو تم کو دنیا جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت (بنا کر) بھیجا ہے اور بس"
(ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "اے محمد ہم نے تمہیں بھیجا ہے تو یہ در اصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے" (مودودی)

(۴) "اور تجھ کو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر جہاں کے لوگوں پر"
(محمود الحسن)

(۵) "اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت واسطے عالموں کے" (رفیع الدین)

(۶) "اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے" (اعلیٰحضرت)

غور کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا مگر محمود الحسن صاحب دیوبندی ڈپٹی نذیر احمد صاحب اور اشرف علی صاحب صرف دنیا کے لئے رحمت مان رہے ہیں عالمین کے لئے نہیں اور مودودی صاحب سرے سے رحمت ماننے ہی کو تیار نہیں ایسے ترجموں میں شان رسالت گھٹانے کا جذبہ صاف ظاہر ہو رہا ہے ترجمہ میں صرف دنیا والوں کیلئے رحمت لکھ کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ آخرت کی شفاعت جو کہ رحمت عظمیٰ ہے قارئین اس کے قائل ہی نہ رہیں اسی طرح رشید احمد گنگوہی کو بھی یہ حضور کی مخصوص عظمت نہیں بھاتی اس میں اپنے علماء کو شریک مانتے ہیں رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں :-

سوال استفتاء کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں ؟

جواب :- لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے (معاذ اللہ) بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء و علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط بندہ رشید احمد۔

سائل نے سوال میں رحمۃ للعالمین کیلئے پوچھا ہے نہ کہ صرف عالم کے لئے۔ مگر جواب میں صرف دنیا کیلئے رحمت عالم کہکر جواب دیا گیا ہے کہ علماء وغیرہ کو موجب رحمت عالم کہا گیا ہے نہ کہ رحمت عالمین تو پھر حضور کے ساتھ اس میں کیا خصوصیت ہوئی آیت میں خطاب حضور سے ہے اور اس صفت میں غیر کی گنجائش نہیں جو چودہ سو سال سے مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور نص قطعی ہے اس میں اپنی رائے سے تبدیلی خلاف قرآن ہے اور تاویل کی آڑ لے کر نصوص کے

خلاف عقیدہ پیدا کرنا تحریف دین ہی نہیں تکذیب امت مسلمہ ہے جو تفسیر بالرائے کا ثمرہ ہے اب اس پر عمل بھی دیکھتے چلیے!

(۱) آج یہ خبر سن کر دل حزیں کو صدمہ ہوا کہ حضرت قبلہ رحمۃ للعالمین (مولوی محمد حسین) دنیا سے انتقال فرما گئے اور پھر پتہ چلا کہ مزار پرانوار کراچی ہوگا۔

(۲) ماہنامہ تجلی دیوبند۔ آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (محمد حسین دیوبندی) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔ (سوانح حسین ص ۲۰۶) بحوالہ دور فی

(۳) حضرت والا (تھانوی صاحب) کی سراپا رحمت شخصیت پر بلا مبالغہ "وکفیٰ باللہ شہیدا" وہ لقب صادق آتا ہے جس سے حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز نے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی صاحب ممدوح کو یاد فرمایا تھا یعنی بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ للعالمین ہائے رحمۃ للعالمین

(اشرف السوانح ص ۱۵۳ ج ۳)

معاذ اللہ سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک وصف خاص میں ذرا پے بہ پے یہ اشتراک کے دعوے غور طلب ہیں؟

اسی طرح افاضات یومیہ میں ایک شخص کا کشف بتا کر اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی درجہ میں کہا گیا ہے۔

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

آیت نمبر ۴۳ (آل عمران آیت ۱۱۰) کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون باللہ

(۱) "ہو تم بہتر امت جو نکالی گئی ہے واسطے لوگوں کے حکم کرتے ہو ساتھ بھلائی کے اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو ساتھ اللہ کے"

(شاہ رفیع الدین)

(۲) "تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کیلئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو" (اشرف علی)

(۳) "(مسلمانو) تم تمام امتوں میں بہتر امت ہو جو لوگوں کیلئے ظہور میں آئی ہے تم نیکی کا حکم دینے والے برائی سے روکنے والے اور اللہ پر ایمان رکھنے والے ہو" (ابوالکلام آزاد)

(۴) "اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کیلئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو" (مودودی)

(۵) "تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو" (اعلیٰحضرت)

امت کا ترجمہ جماعت اور گروہ کرکے اپنے فرقے کی طرف حکم الٰہی کو مخصوص کرنا غیر مناسب و غلط بیانی ہے کیونکہ جماعت و گروہ تو بت پرستوں وغیرہ کے بھی ہیں جن کا تعلق کسی امت سے نہیں اس سے حیرت کی بات یہ ہے کہ جناب مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت نے فرمایا اس آیت کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم (الیاس صاحب) مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو۔

(ملفوظات الیاس ص ۵۱)

لاالٰہ الا اللہ معنوی تحریف اور غضب دیکھئے کہ آیت کریمہ بھی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہے اور اسکی تفسیر بھی اللہ ہی القاء فرمارہا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ آیت نازل ہوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکن تفسیر چودہ سو سال بعد مولوی الیاس پر خواب میں القاء ہوئی پس جب خدا ہی کی طرف سے آیت اور تفسیر کا نزول قرار دیا جائے تو اب اسلام کا ماننے والا کیونکر تسلیم نہ کرے گا۔ دیکھتے ہیں آپ کہ کتنے سلجے اور پر فریب طریقے سے پیغمبرانہ منصب کی طرف پیش قدمی کی گئی ہے کہ آدمی انکار بھی کرنا چاہے تو انداز بیان کی ہیبت سے مرعوب ہو کر رہ جائے چودہ سو سال تک امت مسلمہ نے اس کا مفہوم یہ سمجھا کہ یہ آیت امت محمدی کے حق میں نازل ہوئی لیکن اب یہ باطل حقیقت منکشف ہوئی کہ معاذ اللہ آیت کریمہ مولوی الیاس کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولوی الیاس مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں ایسی شقاوتوں اور تحریفوں سے اللہ پناہ میں رکھے!

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی دین اسلام کا مذاق اڑایا ہے اور قرآنی آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے الہام میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں

بحوالہ ت۔ج (اخبار الفضل قادیان ۱۵ر جولائی ۲۵ء)

ذرا غور فرمائیے کہ دین کی ثابت شدہ حقیقتوں سے بغاوت کے لئے انبیاء علیہم السلام کے مثل ظاہر کئے جانے کا دعویٰ ہی کیا کم تھا کہ آیت کی تفسیر بتایا گیا اور اس پر مزید ستم یہ ڈھایا گیا کہ اسے خدا کی طرف سے نازل شدہ الہام بھی قرار دے دیا ایک طرف منصب نبوت کا ادعا دوسرے

آیت کی معنوی تحریف تیسرے خدا کی ذات پر افتراء سوچیئے کہ ایک عبارت میں کتنی حرمتوں کا خون ہوا ہے!

آیت نمبر ۴۴ (سورۂ شوریٰ آیت ۵۲) ماکنت تدری ما الکتٰب ولا الایمان۔

(۱) "تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور ایمان" (شاہ عبدالقادر)

(۲) "نہ جانتا تھا تو کیا ہے کتاب اور نہ ایمان" (شاہ رفیع الدین)

(۳) "تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ (یہ جانتے تھے کہ) ایمان (کس کو کہتے ہیں)" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۴) "آپکو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب اللہ کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کا انتہائی کمال کیا چیز ہے" (اشرف علی)

(۵) "اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل" (اعلیٰحضرت)

پہلے چاروں مترجمین کے ترجموں سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان ہی سے نابلد تھے تو گویا موحد بھی نہ ہوئے ایمان کی خبر بعد میں ہوئی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے تمام اعتراضات ختم ہو گئے کیونکہ ایمان اور احکام شرع کی تفصیل میں فرق ہے اور دونوں باتیں مختلف ہیں۔

آیت نمبر ۴۵ (سورۂ آیت ۴) ورفعنا لک ذکرک۔

(۱) "اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا" (اشرف علی)

رفعت ذکر کا ترجمہ کیسا بے محل غلط اور گراں ترجمہ ہے جو قرآنی منشا سے بہت دور ہے!!

(۲) "اور تمہارے ذکر کا آوازہ بلند کیا" (نذیر احمد)

(۳) "اور بلند کیا ہم نے واسطے تیرے ذکر تیرا" (رفیع الدین)

(۴) "اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا" (اعلیٰحضرت)

آیت نمبر ۴۶ (سورۂ بقرۃ آیت ۱۴۵) وما بعضهم بتابع قبلة بعض ولئن اتبعت اهواءهم من بعد ما جاءك من العلم انك اذا لمن الظالمين۔

(۱) "اور نہیں بعضے ان کے پیروی کرنے والے قبلہ بعضے کی اور البتہ پیروی کرے گا تو خواہشوں ان کے کی پیچھے اس چیز کہ جو کہ آئی تیرے پاس علم سے تحقیق تو اس وقت البتہ ظالموں سے ہے"
(شاہ رفیع الدین)

(۲) "ان میں کا کوئی بھی دوسرے کے قبلہ کی پیروی کرنے والا نہیں اور تمکو جو علم حاصل ہو چکا ہے اگر اس کے پیچھے بھی تم ان کی خواہشوں پر چلے تو ایسی صورت میں بے شک تم بھی نافرمانوں میں ہوگے"
(ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "اور ان کا کوئی فریق بھی دوسرے فریق کے قبلہ کو قبول نہیں کرتا اور اگر آپ ان کے نفسانی خیالات کو اختیار کرلیں آپکے پاس علم وحی آئے پیچھے تو یقیناً آپ (نعوذ باللہ) ظالموں میں شمار ہونے لگیں گے"
(اشرف علی)

(۴) "اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں اور (اسے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستمگار ہوگا"
(اعلیٰحضرت)

آیت کا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیلئے زجر و توبیخ کا موقع نہیں سیاق و سباق سے بھی کسی تہدید کا پتہ نہیں چلتا اور خطاب سننے والوں سے ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات گرامی سے جیسا کہ تفسیر خازن وغیرہ میں بھی فرمایا گیا کہ مخاطب ہر سامع ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

آیت نمبر ۴۷ (سورۂ بقرہ آیت ۲) ذالك الكتاب لا ريب فيه ۚ

(۱) "اس کتاب میں کچھ شک نہیں" (محمود الحسن)

(۲) "یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں" (اشرف علی)

(۳) "یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے" (شاہ رفیع الدین)

(۴) "یہ کتاب وہ ہے (جس کے کلام الٰہی ہونے میں) شک نہیں"
(نذیر احمد)

(۵) "وہ بلند مرتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں" (اعلیٰحضرت)

معمولی عربی جاننے والا بھی سمجھتا ہے کہ ذالك اشارہ بعید ہے قریب نہیں مگر افسوس کہ اس کا ترجمہ "یہ یا اس" کیا گیا جو اشارہ قریب ہے اعلیٰحضرت نے اسے اپنے اصل معنوں میں لیکر صحیح ترجمہ کا حسن قائم رکھا ہے۔

لفظ "فیہ" بھی قابل غور ہے دوسرے ترجموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب میں شک نہیں مگر آیت ۲۳، وان كنتم في ريب مما نزلنا سے معلوم ہوا کہ قاری کو شک ہے اعلیٰحضرت کے ترجمہ سے مسئلہ واضح ہو گیا جس سے ظاہر ہوا کہ شک کی جگہ اس کتاب میں نہیں چاہے کوئی شک کیا کرے اور یہ شک اس کا وہم ہے۔

آیت نمبر ۴۸ (سورۂ بقرۃ آیت ۲۱) يا ايها الناس اعبدوا ربكم الذي خلقكم والذين من قبلكم لعلكم تتقون۔

(۱) "اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو

جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ" (محمود الحسن)

(۲) "لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں پیدا کیا عجب نہیں کہ تم (آخر کار) پرہیزگار بن جاؤ" (ڈپٹی نذیر احمد)

(۳) "اے لوگو عبادت کرو پروردگار اپنے کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو پہلے تم سے تھے تو کہ تم بچو" (شاہ رفیع الدین)

(۴) "اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی کہ تم سے پہلے گزر چکے ہیں عجب نہیں کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ" (اشرف علی تھانوی)

(۵) "اے افراد نسل انسانی اپنے پروردگار کی عبادت کرو اس پروردگار کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان سب کو بھی پیدا کیا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں (اور اس لئے پیدا کیا) تاکہ اس کی نافرمانی سے بچو" (ابو الکلام آزاد)

(۶) "لوگو بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں ان سب کا خالق ہے تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت سے ہو سکتی ہے" (مودودی)

(۷) "اے لوگو اپنے رب کو پوجو (پرستش کرو) جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے" (اعلحضرت)

اکثر مترجمین نے لفظ لَعَلَّ بمعنی لکی لیا ہے یعنی تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ مگر علامہ بیضاوی وغیرہ نے فرمایا لم یثبت فی اللغۃ مثلہ یعنی لغت میں اس کی مثال ثابت نہیں پھر فرمایا عبادت کرو یہ امید کرتے ہوئے

کہ تم متقیوں میں شامل ہو جاؤ یہی صحیح ہے کیونکہ پرہیزگار بن جانا اور پرہیزگاری ملنا اس میں فرق ہے۔

آیت نمبر ۴۹ (سورہ نور آیت ۳۲) وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم۔

(۱) "اور نکاح کرو رانڈوں کو اپنے میں سے اور لائق والوں کو غلاموں اپنے میں سے اور لونڈیوں اپنی میں سے" (شاہ رفیع الدین)

(۲) "اور تم میں (یعنی احرار میں) جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو اور اسی طرح تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو اس نکاح کے لائق ہوں اس کا بھی" (اشرف علی)

(۳) "اور اپنی رانڈوں سے نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان کے جو نیک بخت ہوں" (نذیر احمد)

(۴) "تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو" (تفہیم القرآن)

(۵) "اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا" (اعلحضرت)

یہاں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عباد غلاموں کیلئے فرمایا جس کو مذکورہ بالا تمام مترجمین نے تسلیم کیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ عبدیت کی نسبت جب انسان کی طرف ہو تو اس کے معنیٰ غلام کے ہوتے ہیں۔

آیت نمبر ۵۰ (سورہ زمر آیت ۵۳) قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

(۱) "آپ کہہ دیجئے کہ میرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو"

(اشرف علی)

۲ "کہہ اے بندو میرے جنہوں نے زیادتی کی اوپر جانوں اپنی کے مت نا امید ہو رحمت اللہ کی سے" (رفیع الدین)

۳ "(اے پیغمبران لوگوں سے کہدو) کہ ہمارے بندو جنہوں نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو" (نذیر احمد)

۴ "اے نبی کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ" (تفہیم القرآن)

۵ "تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو" (اعلحضرت)

آیت مذکور میں قُلْ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ آپ کہیں میرے بندو اس سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمان حضور کے بندے ہیں یعنی غلام! جیسا کہ سورہ نور میں فرمایا گیا من عبادکم و امائکم یعنی اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کنت عبدہ وخادمہ یعنی میں حضور کا عبد اور خادم تھا۔ اس آیت میں خطاب مسلمانوں سے ہے نہ کہ کافروں سے کیونکہ کافر اللہ کے عبد تو ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد یعنی غلام نہیں اس لئے ان کی مغفرت نہیں! جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولهم عذاب الیم بما کانوا یکفرون ۔ دردناک عذاب ہے بدلے ان کے کفر کے یعنی ان کے لئے رحمت نہیں اور ناامیدی لازم ہے بخلاف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے جنکو رحمت سے نا امید ہونے کو منع فرمایا گیا اگر آیت میں قُلْ کے بعد یٰعِبَادِیَ میں خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو آیت میں اللہ کی طرف سے مایوس نہ ہونے کے

بجائے میری رحمت سے مایوس نہ ہو ہوتا اسی طرح آیت ۲۹ میں ہے قُلْ یٰقَوْمِ آپ فرما دیجئے اے میری قوم یعنی قُلْ کے بعد یٰقَوْمِ کے الفاظ رسول اللہ کی طرف سے ہیں اگر یہ اللہ کی طرف سے سمجھے جائیں تو پھر آیت کے معنیٰ ہو جائیں گے "اے اللہ کی قوم" جو قطعی باطل ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ ضمیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور عبد کا استعمال بندے کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ پنجابی زبان میں بھی اکثر "ساڈے بندے" "اساں دے بندے" "تہاڈے بندے" وغیرہ بولے جاتے ہیں اور معیوب نہیں سمجھے جاتے کیونکہ اس سے مراد غلامی ہے نہ کہ عبادت پھر جو اسکو صرف عبادت کی طرف زبردستی ڈھالے گمراہ ہے فریب دیکر دین میں مداخلت کرتا ہے!

آیت نمبر ۵۱ (سورہ یوسف آیت ۱۰۶) وما یؤمن اکثرھم باللہ وھم مشرکون۔

(۱) "اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں" (اسمٰعیل دہلوی تقویت الایمان)

(۲) "اور اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ خدا مانتے ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں" (نذیر احمد)

(۳) "اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ وہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں" (اشرف علی)

(۴) "اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مگر اور وہ شرک لانے والے ہیں" (رفیع الدین)

(۵) "اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں" (عبدالقادر)

(۶) "اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے

ہیں"

(اعلحضرت)

پہلے دو ترجموں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کیلئے نازل ہوئی ہے جو غلط ہے۔ مفسرین ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ اس آیت کا نزول مشرکین کے لبیک کہنے کے سلسلہ میں ہوا۔ اسمٰعیل صاحب نے ایمان کا ترجمہ اسلام کیا لہذا باللہ کا ترجمہ چھوڑ دیا اور ترجمہ آیت کو اپنے خیال کے مطابق ڈھال لیا تاکہ مسلمانوں کو کافر کہنے کا جواز پیدا ہو جائے!

ان کو یہ تصرف محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اقتداء و پیروی میں کرنا پڑتا کہ آیت کو مومنوں پر چسپاں کردیں اور انہیں مشرک کہکر جہاد کرسکیں جیسا کہ محمد بن عبدالوہاب نے اپنے رسالہ میں لکھا کہ آپ کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) زمانے کے مشرک شرک میں ہلکے تھے اس زمانہ (یعنی بارھویں صدی ہجری) کے مومنوں سے اور یہی فتویٰ دیکر حرمین شریفین پر حملہ کیا اور مسلمانوں کا قتل عام کیا (حوالے کیلئے دیکھیں مولوی اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان) اسی طرح دہلوی صاحب نے مسلمان قبائل پٹھانوں سے قتال کیا اور اس کا نام جہاد رکھا!

آیت نمبر ۵۲ (سورہ بقرہ آیت ۹۹) ولقد انزلنا الیک آیٰت بینٰت ۚ وما یکفر بھا الا الفاسقون ۔

(۱) "اور البتہ تحقیق اتاریں ہم نے طرف تیرے نشانیاں ظاہر اور نہیں کفر کرتے ساتھ اس کے مگر بدکار" (رفیع الدین)

(۲) "اور ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضح نازل کیئے ہیں اور کوئی انکار نہیں کیا کرتا مگر صرف وہی لوگ جو عدول حکمی کے عادی ہیں" (اشرف علی)

(۳) "اور بے شک تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں اور اس کے منکر نہ

ہوں گے مگر فاسق لوگ" (اعلحضرت)

(۴) "اور بے شک اتاریں ہم نے طرف تیرے باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں (ف) یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں بلکہ ان پر چلنا نفس پر مشکل ہے پھر لکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کے کلام کو سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے! (تقویۃ الایمان)

حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون ۔ (سورہ عنکبوت آیت ۴۳) اور یہ مثالیں ہیں بیان کرتے ہیں ہم ان کو واسطے لوگوں کے اور نہیں سمجھتے ان کو مگر علم والے (رفیع الدین) یہاں بحکم قرآن مجید صاف ظاہر ہوا کہ قرآن سمجھنے کیلئے علم کی ضرورت ہے مگر اسکو اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں "یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے سو یہ بات غلط ہے" (تقویۃ الایمان) صہ۲

یہ بات مندرجہ بالا آیت کے خلاف ثابت ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ اور نبی پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔ اگر عوام کو جنہیں عربی جاننے والے بھی شامل ہیں کتاب اور حکمت سکھانے کی ضرورت ہوئی تو پھر غیر عربی دان عوام کیلئے اسمٰعیل دہلوی صاحب کا سبق پڑھانا کہ قرآن سمجھنے کیلئے علم کی ضرورت نہیں اور بغیر علم کے قرآن سمجھ سکیں گے کیونکر درست ہوسکتا ہے یہ کھلی ہوئی نفسانیت ہے کہ خلاف قرآن باتوں کو قرآن کہکر منوائیں!

علامہ ابن مرزوق نے محمد بن عبدالوہاب کے متعلق لکھا کہ اس نے اپنے پیرو کاروں کو اجازت دے رکھی تھی کہ اپنی سمجھ سے قرآن مجید کی وضاحت اور بیان کریں چنانچہ اس میں سے ہر ایک یہی کرتا تھا۔ مولوی اسمٰعیل نے جو کچھ

لکھا ہے اس کا مقصد کیا ہے اور محمد بن عبد الوہاب نے کیا کہا ہے اور کس مقصد سے کہا ہے اس کا علم اللہ کو ہے ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ دونوں کے پیروکار اپنی عقل و فکر کو (اقوال سلف کے مقابلہ میں) مقدم رکھتے ہیں! اور یہی تفسیر بالرائے ہے جو امت مسلمہ میں اختلاف کا باعث بنی ہوئی ہے کہ ہر شخص اپنے اجتہاد کے سامنے دوسرے کی بات نہیں سنتا۔

آیت نمبر ۵۳ (سورہ محمد آیت) واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات۔

(۱) "اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کیلئے بھی" (اشرف علی)

(۲) "اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے اور واسطے ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے" (رفیع الدین)

(۳) "(ہم سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو اور (نیز) ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کیلئے (بھی) معافی مانگتے رہو" (نذیر احمد)

(۴) "معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے" (محمود الحسن)

(۵) "اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو" (اعلیٰ حضرت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گناہوں کی نسبت کرنا باطل ہی نہیں خلاف قرآن بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما ضل صاحبکم وما غوی تمہارے صاحب یعنی رسول اللہ نہ بہکے نہ بھٹکے اور فرماتا ہے وما ینطق عن الھوی یعنی نہیں بولتے خواہش اپنی سے ان ھو الا وحی یوحی یعنی وہ تو نہیں بات کرتے مگر وحی جو انہیں کی

جاتی ہے اور فرماتا ہے ولولا ان ثبتنك لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا ۔ یعنی اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا تم ان کی طرف تھوڑا سا جھکتے۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور آپ کی ثابت قدمی کہ آپ تھوڑا سا غلطی کی طرف مائل نہ ہوئے نہ بہکے نہ بھٹکے نہ اپنی مرضی سے کوئی بات کی آپ کی معصومیت کے کھلے ہوئے قرآنی احکام ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپکی مغفرت کا اعلان بھی فرمادیا تو پھر گناہوں کی معافی کیوں اور کیسے باقی رہتی ہے اس کے باوجود اگر کوئی گناہ کی نسبت حضور کی طرف کرتا ہے تو یہ اسکی اپنی تقصیر ہے باقی رہا استغفار کا حکم اس کی وجوہات دوسری ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لامحدود ہیں ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا اور انسان کا تشکر محدود ہے اور متناہی شکر غیر متناہی نعمتوں کا متکفل نہیں ہو سکتا اور یہ فطری عجز ہے اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دیا گیا نہ کہ کسی معصیت کی وجہ سے!

(۲) ملا علی قاری رحمۃ الباری میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرائض رسالت مصالح امت اور تبلیغی امور میں اشتغال کی وجہ سے بعض اوقات مشاہدہ ذات وصفات میں منہمک نہ رہتے بس استغفار کا حکم عدم انہماک کی طرف راجع ہے نہ کہ معصیت کی طرف!

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امور طبیعہ بھی لاحق ہوتے مثلاً بول وبراز اور جنابت وغیرہ اور ان احوال میں انسان مشاہدہ ذات وصفات سے قاصر ہے تو اس بنا پر استغفار کا حکم ہوا اگرچہ فی نفسہ

معصیت نہیں !

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سابقین کی صفات کے جامع ہیں اور انہوں نے استغفار کیا ہے تو آپکو بھی استغفار کا امر ہوا ! تاکہ آپ میں بھی اس صفت کا ظہور ہو !

(۵) علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ حضور کو تعلیم و تشریع کیلئے استغفار کا حکم ہوا تاکہ امت کو طریقہ استغفار معلوم ہو جائے !

(۶) جلال الدین محلی لکھتے ہیں کہ استغفار کا حکم اس لئے کیا کہ حضور کے استغفار کرنے سے یہ سنت ہو جائے اور امت مشرف بالاقتدا ہو جائے !

(۷) شیخ ابو مسعود لکھتے ہیں کہ تواضع اور انکسار کیلئے حضور کو استغفار کا حکم ہوا !

(۸) امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہر آن میں آن سابق سے بلند ہوتا تھا اور حضور ہر آن سابق کو آن لاحق کے مقابلہ میں ذنب خیال فرماتے اگرچہ وہ فی نفسہ ذنب نہ ہوتا تھا اس لئے استغفار کا حکم ہوا !

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عصمت کے باوصف اظہار عبودیت کے لئے استغفار کا امر کیا جیسے باوجود کعبہ سے افضل ہونے کے آپکو اس کے طواف کا حکم دیا تھا !

(۱۰) قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کو توبہ کرنے والوں سے محبت ہے ان اللہ یحب التوابین ۔ تو حضور کو اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے توبہ کا حکم ہوا !

(۱۱) ابن بطال فرماتے ہیں کہ انسان فطرتاً حق عبادت ادا کرنے سے

قاصر ہے اگر وہ زندگی کا ہر سانس عبادت میں گزار دے پھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں کرسکتا پس آپکو جس استغفار کا حکم دیا گیا ہے وہ عجز فطری کی بنا پر ہے نہ کہ اس وجہ سے کہ معاذاللہ آپ نے گناہ کیا !

(۱۲) عارف صاوی مالکی نے فرمایا اپنے اہل بیت اور عام مسلمانوں کے لئے استغفار کیجئے !

(۱۳) یہ انکسار و بندگی کیلئے ہے تاکہ عام لوگ آپ کے مراتب دیکھ کر الوہیت میں شریک نہ سمجھنے لگ جائیں ! ورنہ بشارتِ مغفرت کے ساتھ حکم استغفار کے کیا معنیٰ ؟

(۱۴) عارف مناوی لکھتے ہیں جسطرح پلک جھپکائے بغیر لگاتار دیکھنا باعث مشقت ہے پلک جھپکانا نظر کیلئے حجاب ہونے کے باوجود رحمت ہے اور اس سے تسلسل میں قابل ذکر فرق نہیں آتا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس عالم کے مشاہدہ میں مشغول ہوتے ہیں لگاتار مطالعہ سے آپکو مشقت ہوتی ہے اس لئے آپکے قلب پر انوار و تجلیات کے حجابات چھا جاتے ہیں چنانچہ حضور نے فرمایا! انہ لیغان علی قلبی اور یہ حجاب اگرچہ آپکے تسلسل مشاہدہ میں کوئی قابل ذکر فرق پیدا نہیں کرتا تاہم آپ کے مقام عالی کے پیش نظر آپکو اس حجاب پر استغفار کا امر کیا !

آیت نمبر ۵۴ (سورہ انعام آیت نمبر ۵۰) قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب ۔

(۱) " تو کہہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ کے اور نہ میں غیب جانتا ہوں " (فاران ص ۴۵ مارچ ۱۹۶۳ء)

(۲) " آپ کہہ دیجئے نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدائے

تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں۔"

(اشرف علی)

(۳) "کہہ نہیں کہتا میں تم کو نزدیک میرے خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں جانتا ہوں غیب کو۔" (رفیع الدین)

(۴) "اے پیغمبر (تم لوگوں سے) کہدو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے غیبی خزانے ہیں نہ یہ کہتا ہوں کہ غیب کا جاننے والا ہوں" (ابوالکلام آزاد)

(۵) "تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں" (اعلیٰ حضرت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا اعطینٰک الکوثر ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا اسمٰعیل حقی کوثر کی تفسیر میں لکھتے ہیں کوثر میں تمام ظاہری و باطنی نعمتیں داخل ہیں علامہ آلوسی فرماتے ہیں کوثر سے مراد خیر کثیر اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں داخل ہیں اسی طرح تمام مستند مفسرین بھی اور خود حضور علیہ السلام فرماتے ہیں انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض۔ مجھے تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں (بخاری جلد اول ص ۱۷۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے علم و قدرت کے چند نمونے ظہور میں آئے تو ان کی امت میں ان کی ذات الوہیت سے مشتبہ ہوگئی اور لوگوں نے ان کو ابن اللہ کہہ دیا حضور علیہ السلام کی توجہ سے سوکھے شہتیر میں جان آگئی درخت متحرک ہوئے سنگ ریزے بول اٹھے چاند کے ٹکڑے ہوئے سورج لوٹ آیا مردہ زندہ ہوئے نابیناؤں کی آنکھیں روشن ہوئیں! غرض عناصر و کواکب و کائنات میں سے کوئی چیز آپکے خداداد تصرف و قدرت سے باہر نہیں اس لئے عین ممکن تھا کہ اس تصرف کو دیکھ کر آپ کی ذات بھی

الوہیت سے مشتبہ ہو جاتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے کہیں کہلوایا قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ماشاء اللہ۔ آپ فرما دیجئے (ذاتی طور پر) میں اپنے نفس کیلئے بھی نفع اور ضرر کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے" اور کہیں کہلوایا قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب۔ تم کہو میں ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا مالک نہیں نہ غیب خود جان لیتا ہوں، تاکہ جب آپ کی خداداد قدرت و تصرف کے عظیم مظاہرے لوگوں کے سامنے آئیں تو ان کے نزدیک آپ کی ذات الوہیت سے مشتبہ نہ ہو اور وہ یہ سمجھ لیں کہ آپ قدرت کے ان تمام کمالات کے باوجود اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور آپ سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے وہ اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کی دی ہوئی قدرت سے ہوتا ہے آپ کی ذاتی قدرت نہیں چنانچہ امام رازی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ حضور اللہ کے سامنے اپنی تواضع اور خضوع کا اظہار اور اپنی عبودیت کا اعتراف کریں تاکہ آپکے بارے میں کوئی شخص وہ اعتقاد نہ کرے جو نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں کر لیا تھا!

دھوکہ میں آنہ جائے کہیں فکر و آگہی
آقائے کائنات لباس بشر میں ہے

اللہ تعالیٰ کے قول لا اقول لکم عندی خزائن اللہ سے مراد یہ ہے کہ میں اس ذاتی قدرت کے ساتھ موصوف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لائق ہے اور ولا اعلم الغیب سے مراد یہ ہے کہ میں علم الٰہی ذاتی کے ساتھ اتصاف کا مدعی نہیں ہوں اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں الوہیت کا ادعویٰ نہیں کرتا!

فخر المتاخرین علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کے تحت فرماتے

ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قدرت اور علم کی نفی کہلوانے کا فائدہ یہ ہے کہ ان دو چیزوں کی نفی ہو جو خواصِ الوہیت سے ہیں اور معنیٰ یہ ہیں کہ میں الوہیت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اشتباہ الوہیت دور کرنے کے لئے آپ سے ایسا کہلوایا لیکن کسی جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود یہ نہیں فرمایا کہ میں نے آپ کو کچھ نہیں دیا بلکہ یہ فرمایا انا اعطینک الکوثر اور ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ اور فرمایا اغناھم اللہ ورسولہ اور انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ اور فرمایا وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین مزید فرمایا وما ھو علی الغیب بضنین تاکہ حضور کی عظیم ملکیت پر کوئی شخص ذاتی ملکیت کا اور ذاتی تصرف کا دھوکہ نہ کھا جائے تو کیا حضور کے علم و کمال گھٹانے کیلئے اُن آیات کو مانتے ہو اور اِن آیات کا انکار کرتے ہو جن میں اللہ تعالیٰ کی عطائیں بیان فرمائی گئی ہیں اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کیلئے فرماتا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔ تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ مانتے ہو اور کچھ حصّے کے منکر ہو۔ ان غلط مترجمین کی ذہنی ساخت ان گمراہ فرقوں کی بناوٹ سے مختلف نہیں جو اپنے باطل نظریات و عقائد کی تائید کیلئے قرآن حکیم سے استدلال کر کے اس پر قائم رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور قرآنی الفاظ کو جو قطعی ان کی موافقت میں نہیں ان کو اپنے خود ساختہ معنیٰ پر ڈھال کر اپنے عقائد کی تائید میں پیش کرتے ہیں جو "حقیقتاً" اسلامی عقائد کے خلاف ہیں اور خلافِ قرآن کو عین ایمان کہہ کر الٹی ذہنیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ دین کے نام سے بددینی پھیلا سکیں اور عوام کو معلوم بھی نہ ہو سکے کہ وہ قرآن کی منشاء کے خلاف کر رہے ہیں اور یہ دیدہ دلیری دیکھیئے کہ اللہ جل

شانہٗ کی شان میں اسی کے کلام کے ترجمے میں ایسے ناقص الفاظ ٹھونس کر جو اللہ کی شان الوہیت کے منافی ہیں عوام میں پھیلاتے ہیں جیسے معلوم کر لیں، تاکہ معلوم ہو جائے، قابو نہ پا سکیں گے، پکڑ نہ کر سکیں گے، بھولنا، دغا دینا، فریب کرنا، مکر کرنا، دھوکہ دینا، جھوٹ کا امکان، چالبازی، اللہ کا بیٹھنا، چڑھنا، دراز ہونا، اللہ کا رخ، داؤ، سامنا وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے نقائص، مکان، زمان، جسم وغیرہ ثابت کر رہے ہیں ایک مترجم نے تو کلام الٰہی میں مبالغہ تک لکھ دیا اور انبیاء کیلئے زنا کا ارادہ کرنا، گناہ گار، مفلس، بھٹکا ہوا، اللہ سے ناامید ہونا، اللہ کے وعدے کو جھوٹا گمان کرنا، اللہ کا پکڑ نہ کر سکنا وغیرہ۔ توہین باری تعالیٰ ہی نہیں بلکہ انبیاء کی طرف باطل عقائد کی نسبت بھی ہیں پھر اپنے مولویوں کو انبیاء کی مخصوص صفات میں شریک کرنا، عمل میں انبیاء سے بڑھا دینا ہی نہیں بلکہ انکو نماز میں رسولوں کا امام بنا کر پیش کرنا، ان کا رسولوں کو سہارا دیکر گرنے سے بچانا وغیرہ شرک بالرسالت ہے، اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادگان کا اپنے والد محترم و برگزیدہ نبی کیلئے خبط کا لفظ لکھ کر اسلامی معاشرہ و ادب والدین کے خلاف گستاخ ذہن پیدا کرنا ہے یہ ایسی باتیں ہیں جنکو مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر مہذب ذی شعور حتیٰ کہ یہودی نصرانی اسرائیلی تک اپنے خدا رسول اور بزرگوں کیلئے باعث توہین سمجھتے ہیں اور ایسے کمزور خدا بھٹکے ہوئے گناہ گار نبی و رسول کی پیروی قبول کرنے کو تیار نہیں کہ جو خود گناہگار ہوگا اوروں کی ہدایت کیا کرے گا؟ پابندی تو ایسے باطل غلط اور گمراہ کن ترجموں پر ہونی چاہیئے مگر وائے افسوس کہ حق پر پابندی کا مطالبہ کرنے والوں کی کوئی بازپرس نہیں بلکہ باطل کو کھلی ہوئی چھٹی ہے کہ عوام کو گمراہ کرتے رہیں لیکن ہر وہ شخص جسکو انجام آخرت

مجھو بجے فیصلہ کر سکتا ہے کہ حق کہاں ہے اور باطل کس طرف ؟

سوچو تو سلوٹوں سے بھری ہے تمام روح
دیکھو تو اک شکن بھی نہیں ہے لباس میں

صلوٰۃ تنجینا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

یہ درود شریف بہت مشہور مجرب اور مقبول ہے۔ اس کے پڑھنے سے بے شمار برکات کا ظہور ہوتا ہے جو صاحب کسی حاجت کیلئے اسکو پڑھنا چاہیں بسم اللہ پڑھ کر ایک ہزار مرتبہ شب جمعہ یا جمعہ کے دن پڑھیں تو بہت ہی باعث برکت ہے۔

ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کیلئے کسی کے پاس وقت اور فرصت نہ ہو تو کوئی تعداد اپنے ذہن میں متعین کرلیں تب بھی انشاء اللہ العزیز خیر و برکت سے محروم نہ رہیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزل اس نے چھیڑی ہے مجھے ساز دینا
ذرا دور رفتہ کو آواز دینا

اسی دوران گزشتہ دنوں شہاب ثاقب انجمن ارشاد المسلمین لاہور سے شائع کردہ نگاہ سے گزری جس میں اپنی افتراؤں پر دبیز پردہ ڈالنے کیلئے فریب در فریب کئے گئے ہیں اور گھدر پوش وطن پرست خدا کی حمایت میں صاحب مقدمہ نے پونے دو سو صفحات اپنی قسمت کی طرح سیاہ کر دیئے مگر اس کے باوجود عذر گناہ بدتر از گناہ کے سوا کچھ حاصل نہ ہو سکا۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید از حدیث دلبراں

دیوبندی ڈھائی گھر کے بھیدی کی زبانی

" بات تلخ ہے مگر سو فیصدی درست کہ دیوبندی مکتب فکر کے خمیر میں بھی اندھی تقلید اور مسلکی تعصبات کی اچھی خاصی مقدار گندھی ہوئی ہے۔ اس مکتب کا کم و بیش ہر عالم پہلے دن سے اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ اگر کسی نے قرآن کو پوری طرح سمجھا ہے تو وہ ہمارے فلاں شیخ التفسیر ہیں۔ علم حدیث کی تہہ تک اگر کوئی پہنچا ہے تو وہ ہمارے فلاں شیخ الحدیث ہیں۔ اگر ولایت و نبوت اور طریقت و تصوف کے اسرار و معارف پر کسی نے عبور حاصل کیا ہے تو وہ ہمارے فلاں شیخ ہیں، معصوم تو اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ایک عامی بھی "عصمت" کو انبیاء کا مخصوص وصف سمجھتا ہے مگر محفوظ کی اصطلاح کا سہارا لیکر وہ عموماً نہیں معصوم ہی تصور کئے ہوئے ہیں ان کا پورا خیال (بلکہ یقین) ہے کہ ان کا ہر بزرگ

زہد و تقویٰ کے علاوہ عقل و دانش میں بھی بقراط و ارسطو سے کسی طرح کم نہیں اور جن امور کو یہ بریلیوں کے تعلق سے بدعت شرک اور کفر وغیرہ لکھتے ہیں انہیں وہ اپنے بزرگوں کے لئے عین ایمان قرار دیتے ہیں...... حق یہی ہے کہ متعدد علماء دیوبند پر تضاد پسندی کا جو الزام کتاب "زلزلہ" میں دلیل و شہادت کے ساتھ عائد کیا گیا ہے وہ اٹل ہے..... کوئی بڑے سے بڑا منطقی اور علامۃ الدھر بھی ان اعتراضات کو رفع نہیں کر سکتا جو اس کتاب کے مشتملات متعدد بزرگان دیوبند پر عائد کرتے ہیں اس سے عہدہ برآ ہونے کی آخر صورت کیا ہوگی...... ؟ ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے کہ یا تو! تقویۃ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ، بہشتی زیور، تحذیر الناس اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگا دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور حصم دیوبندیوں کے عقائد ارواح ثلثہ، تذکرۃ الرشید، سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو ہماری اوّل الذکر کتابوں میں مندرج ہیں...... مگر اپنی کسی غلطی کو تسلیم کرنا تو ہمارے آج کے بزرگان دیوبند نے سیکھا ہی نہیں انہوں نے صرف یہ سیکھا ہے کہ اپنی کہے جاؤ کسی کی مت سنو...... ایک ایک الزام و اعتراض کا جواب کتنی ہی قوت سے اور معقولیت کے ساتھ دے دیا ہو مگر ضد اور اندھی تقلید کے محاذ سے بے تکان وہی گھڑے گھڑائے نعرے اور ڈھلی ڈھلائی چرب زبانی کئے جاؤ۔

(عامر عثمانی ایڈیٹر ماہنامہ تجلی دیوبند ستمبر ۱۹۶۲ء)

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں

فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا ہے

دیوبندی فتنہ انگیز، سوچ عقل عیار کی کاری گری اور قلم کی تضاد بیانی

"کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ اور خصوصاً قاسم نانوتوی نے آخر وقت میں پھل کھانے کی خواہش کا اظہار فرمایا چنانچہ محمد قاسم صاحب کے لئے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی اور حضرت حسین احمد ٹانڈوی نے بھی آخر وقت میں سردے کی خواہش کا اظہار فرمایا اور منجانب اللہ اسلاف کی سنت پر طبیعت اس درجہ مجبور ہوئی کہ جب محمد قاسم اور محمد شاہد ناصری تشریف لائے تو فرمایا "کہیئے کیا آج کل سردہ نہیں مل سکتا انہوں نے عرض کی حضور ضرور مل جائے گا۔ چونکہ اس سے قبل اسد صاحب فریدی کما واحدی صاحب وغیرہ نے دہلی سہارنپور، میرٹھ ہر جگہ تلاش کیا مگر کہیں دستیاب نہ ہوا"

(شیخ اسلام نمبر صـ۱۴۱)

اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جب فاتحہ کے کھانے کی تقسیم کی وصیت غرباء کے لئے فرمائی کہ انکو اعزاز سے کھلائیں تو نجد سے دیوبند تک زلزلہ آ گیا کہ ہائے پیٹ پوجا! قبر میں کھانے کی فکر!

کیوں نہ کہدوں قبر میں بھی پیٹ کی فکر ہے

ہاں وصیت نامہ احمد رضا خاں دیکھ کر

(کتاب مذکور صفحہ ۳۴۲)

مگر اپنے گھر کی حقیقی پیٹ پوجا کا جب سوال آیا تو یہ حکم من جانب اللہ سنت

اسلاف و رضائے الٰہی بن گیا! کیا کسی ٹانڈوی پرست میں ہمت ہے کہ اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن و حدیث اور قرون اولیٰ سے سر دے اور ککڑی کی فرمائش دنیا سے جاتے وقت کی گئی ہو پیش کرے؟........ یہ سنت اسلاف نہیں بلکہ سنت وہابیہ ہے جس کا اسلاف سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

شاید کانگریس سے بڑی بڑی رقمیں بھی اپنے سلف کی پیروی میں ہی وصول کرتے رہے ہیں کیونکہ ان کے بڑے بھی انگریز سرکار کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مجاہدین جنگ آزادی سے ۱۸۵۷ء میں جنگ کرتے تھے جس میں حافظ ضامن صاحب نے اپنے سفید آقاؤں پر جان نثار کر کے فرنگی شہادت کا لقب پایا تھا" (تذکرۃ الرشید ص۷۵)

بجنور میں مسلم لیگ انتخاب ہار گئی اسی دوران کانگریس کی طرف سے مولوی حسین احمد کے نام سات سو روپے کا منی آرڈر ایک مسلم لیگی کلرک نے پکڑ لیا اور یہ واقعہ بہت مشہور ہو گیا اس پر مولوی ظفر علی خان مرحوم نے حسین احمد صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا

غداری وطن کا صلہ سات سو فقط
ایمان ہی بیچنا ہے تو سستا نہ بیچئے
بھرنا ہی پیٹ ہے تو طریقے ہیں اور بھی
دو روٹیوں پہ قوم کو بیچا نہ کیجئے

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء بحوالہ ط)

کیوں مجتہد صاحب یہ بھی منجانب اللہ اور اسلاف کی سنت ہے؟

در عشق زر اسلام باخت
رشتہ تسبیح از زنار ساخت

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب عطائی کی متعدد آیات

کی موجودگی کے باوجود یہ لوگ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قطعی انکار کرتے ہیں اور ذاتی لامحدود یا غیر متناہی علم والی آیات درمیان میں لا کر صریح مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم گھٹانے کے درپے رہتے ہیں ایک گستاخ رسول لکھتا ہے! "حضور نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا" (فاران ص۲۴ ۱۹۷۶ء)

اسی طرح ایک دوسرے گستاخ رسول نے لکھا "کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں جانتا بس حالانکہ میں رسول ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان ص۳۶) مگر اپنے علماء کے لئے دوسرا عقیدہ رکھتے ہیں!

ہجوم خلائق ہے بہر زیارت ——
نہیں اسکو جنت میں بھی آج فرصت (شیخ الاسلام نمبر ص۴۹)
ملتا نہیں ہے رابطۂ دور معرفت
گھبرا رہی ہے رحمت یزداں تیرے لئے (ایضاً ص۶۰)

اور اعلیٰ حضرت کیلئے لکھتے ہیں (قدس سرہٗ)

پا پائے رضا خانیت کو جہنم کی البشارت
پیغام موت کے جواب میں جہنم کی البشارت (کتاب مذکور ص۲۴۳)

اس گتھی کو کوئی ٹانڈوی پرست ہی سلجھائے کہ ٹانڈوی صاحب کبریائی پر پردہ ڈال کر دنیا میں تشریف لائے مگر جب واپس لوٹنے سے پہلے پردہ فاش ہو گیا تو بجائے کبریائی کے اب صرف جنت کی لیڈری ہی ملی کیا کبریائی سے معزول کر دیئے گئے؟ اور ووٹ آف نان کانفیڈینس کامیاب رہا؟

یا کپیلسری ریٹائر ہوگئے؟ یا ڈسمس ہوگیا؟ گویا جنت اور دوزخ پر کسی مہا دیو ہی کا قبضہ ہے کہ ننگ اسلاف کی باری آئی تو قبر، حشر و عالم برزخ وغیرہ کو پھلانگ کر صرف جنت میں داخل ہی نہیں کردیا بلکہ جنتیوں کا لیڈر بنا کر ان پر مسلط کردیا۔ مگر یہ بات تشنہ رہ گئی کہ ان کی مصروفیت ان کے عظیم روح کرم چند گاندھی اور جواہر لعل نہرو کے زیر سایہ تھی یا اب یہ خود انچارج بنا دیئے گئے تھے اور اب وہ جہنم یا جنت میں قوم پرستی کی بنا پر وہاں بھی قومی اعتبار سے طبقات بنانے کا ایجی ٹیشن کر رہے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا جائے تو پورے ایوان دیوبند میں غضب کی آتش پھیل جاتی ہے۔ ہائے خلاف قرآن ہے بشریت کا انکار ہے اللہ سے برابری ہوگئی وغیرہ وغیرہ مگر جب ٹانڈوی صاحب کی بات آتی ہے تو وہ عالم نور میں رہتے ہیں، ان کی آنکھوں میں نور ہے، ان کے داہنے نور ہے، ان کے بائیں نور ہے ان کے چاروں طرف نور ہے وہ خود نور ہوگئے (اللہ کے بنانے سے نہیں خود بخود اپنی ذاتی قوت سے بن گئے حالانکہ اب خدائی چھن چکی تھی) (شیخ الاسلام نمبر ۱۲، رخ ۱) مگر جب اپنے مولوی کی نورانیت ثابت کرنی ہوتی ہے تو حضور کی نورانیت تسلیم کرلی جاتی ہے۔

جس نے آج تک نہ دیکھا ہو نور نبی
دیکھ لے سید حسین احمد کی وہ تصویر میں (مدنی نمبر ص۳۷)

اور لکھتے ہیں!

چھپائے جامہ فانوس کیوں کر شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی

(مرثیہ گنگوہی از محمود حسن صدر دیوبند)

ان کے عقیدے کے مطابق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) مگر ٹانڈوی صاحب مر کر نور بن گئے یہی دو رنگی سوچ تفریق و نفاق کا سبب ہے مگر اس پر اڑے ہوئے ہیں۔

دیوبندی مفتی بجنور لکھتے ہیں

میں اپنی صحیح و صادق عقیدت کی وجہ سے مجبور ہوں کہ مندرجہ ذیل حدیث کا مصداق آپکو نہ قرار دوں (یعنی ٹانڈوی صاحب کو)۔ ترجمہ حدیث: قریب ہے کہ لوگ اونٹوں پر سفر کر کے دور دراز سے علم حاصل کرنے کیلئے آئیں گے پس وہ عالم مدینہ سے بڑھ کر کسی کو نہ پائیں گے۔ نسائی اور حاکم نے حدیث مذکور کی تحسین کی ہے اور سفیان بن مہدی اور عبد الرزاق نے فرمایا ہے کہ مصداق اس حدیث کا امام مالک بن انس ہیں۔ میں (مفتی بجنور) کہتا ہوں کہ ہمارے حضرت شیخ الاسلام مولوی سید حسین احمد مدنی آیۃ من آیات اللہ ہیں۔

(شیخ الاسلام نمبر ص۲، بحوالہ رخ ۱)

ناظرین غور کا مقام ہے کہ مفتی بجنور کو اس اقرار کے باوجود کہ سفیان بن مہدی اور عبد الرزاق نے فرمایا اس حدیث کے مصداق امام مالک بن انس ہیں باوجود اس کے یہ ماننے کو تیار نہیں کیونکہ ان کی عقیدت کا کہنا ہے کہ اس حدیث کا مصداق ٹانڈوی صاحب کو قرار دینا ضروری ہے اسی لئے وہ مجبور ہیں گویا اب دین کی طے شدہ حقیقتوں کو بھی وہابیہ کی عقیدت کو اختیار ہے کہ بدل ڈالیں اور اسے صحیح و صادق بھی کہیں یعنی دین میں تحریف کر کے اسے عقیدت کا تابع کردیں اور وہی اسلام بن جائے گا۔ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین۔

حسین معنوی تحریف مودودی صاحب کی زبانی

مولانا آخر فرمائیں تو کہ جس متحدہ قومیت کو رسول خدا کی طرف منسوب کر رہے ہیں اس میں آج کل کی متحدہ قومیت کے عناصر ترکیبی میں کونسا عنصر پایا جاتا ہے اگر وہ کسی عنصر کا پتہ نہیں دے سکتے اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ نہیں دے سکتے تو کیا مولانا کو خدا کی بازپرس کا خوف نہیں (چند سطر بعد) الفاظ کا سہارا لیکر مولانا حسین احمد صاحب نے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش تو بہت خوبی کے ساتھ کر دی مگر انہیں یہ خیال نہ آیا کہ حدیث کے الفاظ کو مفہوم نبوی کے خلاف (بیان کرنا) من کذب علی متعمداً کی زد میں آجاتا ہے۔

(مسئلہ قومیت صہ ۶۱-۶۰ ، ج ۱)

قوم پر ایک خوبصورت ظلم

کم از کم (مولوی حسین احمد) امت پر رحم فرما کر اپنی غلطی محسوس فرمالیں ورنہ اندیشہ ہے کہ ان کی تحریریں ایک فتنہ بن کر رہ جائیں گی اور اس پرانی سنت کا اعادہ کریں گی کہ ظالم امراء اور فاسق اہل سیاست نے جو کچھ کیا اس کو علماء کے ایک گروہ نے قرآن و حدیث سے ثابت کر کے ظلم و طغیان کے لئے مذہبی ڈھال فراہم کر دی۔ (مسئلہ قومیت صہ ۶۹ ، ج ۱)

ایک اور خوبصورت معنوی تحریف مودودی صاحب کی زبانی

مولوی حسین احمد اس متحدہ قومیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے تشبیہ دینے کی جرأت فرما رہے ہیں حالانکہ بنیادی حقوق ملکہ وکٹوریہ کے مشہور اعلان سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے اور مغربی ـــــ

ڈپلومیسی کی ایسی چالوں کا رشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے جوڑنے کی جسارت ہم جیسے گناہگاروں کے بس کی بات تو نہیں ہاں جس کے پاس تقویٰ کا زادِ راہ اتنا زیادہ ہے کہ وہ ایسی جسارتیں کرنے پر بھی بخشے جانے کی امید رکھتے ہوں (یا اللہ کے بائی ہوں) انہیں اختیار ہے کہ جو چاہیں کہیں اور جو چاہیں لکھیں۔ (مسئلہ قومیت صہ ۸ ج ۱ ۴۵)

ایک اور حدیث کی معنوی تحریف

راستہ میں نانوتوی صاحب کو جو کچھ بھی ملتا (بیٹے پوجا) وہ سب لوگوں کو دے دیتے اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دے دیتے ہیں کچھ تو اپنے پاس رکھئے تو فرمایا "انما انا قاسم واللہ یعطی"

(حکایت ۳۱۳ ، ارواح ثلثہ)

گویا اب اللہ کی عطائیں بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نانوتوی تقسیم کرنے لگے معاذ اللہ۔

قرآنی آیت کی معنوی تحریف اور رسول سے برابری

گنگوہی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص صفت رحمۃ للعالمین اپنے ملاؤں کیلئے بھی ٹھہرالی اور فتویٰ دے دیا کہ یہ صفت خاص حضور کی نہیں۔ (فتاوٰی رشیدیہ صہ ۹۶)

اسی طرح سید احمد صاحب بریلوی (پادری صاحب) نے "اسمہ احمد" سکہ مہر کا ٹھہرایا جو باطل ہی نہیں بلکہ اپنے آپکو نبی کہلوانے کے مترادف ہے۔

(وہابی مذہب صہ ۳۱۵ ، بحوالہ فتنۂ وہابیت صہ ۹)

ایک اور قرآنی آیت کی معنوی تحریف

مولوی الیاس صاحب نے کہا کہ ان کو خواب میں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر کی تعبیر القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو (معاذ اللہ) کیوں مجتہد صاحب یہ سب کچھ اپنے اسلاف کی سنتیں ہی ہیں یا بغاوتیں ؟

حسین احمد صاحب کی لیگ سے علیحدگی جناب آئی۔ ایچ اصفہانی کی زبانی

آل انڈیا مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ لاہور کے ختم جلسہ کا ذکر کرنے سے پہلے ایک ایسے واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے مجھے تعجب ہوا اور سخت رنج بھی پارلیمنٹری بورڈ کے جلسہ کے دوران کئی تقریریں ہوئیں مجھے یاد ہے کہ پہلے روز مفتی کفایت اللہ اور مولوی حسین احمد مدنی نے مسٹر جناح کی تائید کی اور ان کی اس تحریک پر کہ مسلم لیگ کو زندہ سیاست کے اکھاڑے میں لایا جائے۔ خوشنودی کا اظہار کیا لیکن آخر روز ان دو عالموں میں سے ایک (حسین احمد) نے یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ انتخاب میں ایک جماعت کی حیثیت سے مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے مؤثر اور مسلسل پراپگنڈہ کی ضرورت ہوگی لہٰذا دیوبند اپنے تمام ذرائع لیگ کی خدمت میں پیش کردے گا بشرطیکہ پراپگنڈہ کا خرچ لیگ برداشت کرے۔ اندازہ لگایا گیا کہ شروع میں کوئی پچاس ہزار روپیہ درکار ہوں گے ظاہر ہے کہ اس وقت لیگ کے صندوقچہ میں پچاس تانبے کے سکے بھی نہ تھے۔ صدر اور سیکریٹری خود

دونوں اعزازی تھے اپنے دفتر اپنے تھیلوں میں اٹھائے پھرتے تھے......

مسٹر جناح کو انہیں بتانا پڑا ایسی رقم موجود نہ تھی اور نہ ہی انہیں یہ امید تھی کہ مستقبل قریب میں اتنا روپیہ جمع کر سکیں گے انہوں نے سب سے التجا کی کہ وہ جو بھی ذرائع فراہم کر سکیں ان سے کام لیں اور کوئی ٹھوس نتائج پیدا کر کے دکھائیں انہوں نے کہا اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ ہم سچے دل سے ان کی بھلائی کیلئے کام کرنا چاہتے ہیں تو روپیہ بلاشبہ ضرور مل جائے گا لیکن ہم پہلے کام کر کے تو دکھائیں۔ جون ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کے پاس کوئی روپیہ نہ تھا لہٰذا مسٹر جناح مولانا کی یہ پیشکش منظور نہ کر سکے کہ "مالی امداد کی شرط پر دارالعلوم دیوبند کے تمام ذرائع ان کیلئے وقف کر دیں گے" معلوم ہوتا ہے کہ مولاناؤں کو اس سے مایوسی ہوئی اور وہ رفتہ رفتہ ہندو کانگریس کی طرف ڈھلتے گئے اور کانگریس پارٹی کے لئے پرچار کرنے لگے جو ظاہر ہے کہ ان کے مالی تقاضے پورے کر سکتی تھی (یہ بھی اسلاف ہی کی پیروی ہے؟) (قائد اعظم میری نظر میں از اصفہانی شاہکار ایڈیشن لاہور جنوری ۱۹۷۱ء بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ)

شورش کاشمیری لکھتے ہیں

اب ہم آخر میں مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا ایک واقعہ بیان کر کے اس داستان کو ختم کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ سبھی کانگریسی اور احراری علماء ہوس زر میں مبتلا تھے اور برلاؤں اور ٹاٹاؤں کے متلاشی تھے ملاحظہ ہو شورش کاشمیری صاحب راوی ہیں "ایک دفعہ دوران تقریر شاہ صاحب سے کسی نے سوال کیا" شاہ جی جناح سے آپکا کیا اختلاف ہے؟ فرمایا کوئی نہیں! تو پھر ایک کیوں نہیں ہو جاتے

شاہ جی رہتی میں توان کی کفش برداری کو تیار ہوں لیکن میرے ذہن میں بعض کانٹے ہیں وہ (قائداعظم) یاد فرمائیں میں سر کے بل جاؤں گا۔ سمجھا دیا آرام سے بیٹھیں ان کی لڑائی میں لڑوں گا لیکن وہ ہم سے بات نہیں کرتے صرف بیعت چاہتے ہیں" مجمع دیہاتی تھا قائداعظم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا سے

میری گھگھری نوں گھنگھر دلوادے
بے توں میری ٹور ویکھنی ے

دیکھا آپ نے اس واقعہ کا راوی کوئی ایرا غیرا نہیں بلکہ شاہ صاحب کا ایک غالی عقیدت مند مشہور ادیب شورش کاشمیری ہے۔

(عطاء اللہ شاہ بخاری مرتبہ شورش کاشمیری ۱۹۷۳ء بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ)

رنگت ہے نزاکت ہے لطافت ہے مگر حیف
اک بوئے وفا یہ گل رعنا نہیں رکھتے

جناب شورش صاحب لکھتے ہیں

میرا ذاتی تجربہ ان لوگوں کے (جمعیۃ العلماء اسلام) بارے میں یہ ہے کہ ان کا اسلام سے محض کاروباری واسطہ ہے ان کے متعلق میرا یقین ہے کہ غایت درجہ خود فروش ہیں۔ (چٹان ۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء، ط $\frac{12}{103}$)

چودھری حبیب احمد لکھتے ہیں

ان لوگوں کو شرم نہیں آتی جواب بھی پاکستان کا نام جپتے ہیں سچ ہے پاکستان ایک خونخوار سانپ ہے جو ۱۹۴۷ء سے مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔

(آزاد ۹ نومبر ۱۹۴۶ء بحوالہ ط ۵۶)

مولوی حسین احمد صاحب نام نہاد مدنی فرماتے ہیں

"جس کا کھائے اسی کا گائیے" (شیخ الاسلام نمبر ص $\frac{10}{195}$ خ)

یہ کونسے اسلاف کی پیروی ہے؟ مجتہد صاحب وضاحت فرمائیں گے؟

اسی اصول کے تحت ٹانڈوی صاحب کی کافر نوازی

مولوی محمد اسمٰعیل سنبھلی جو حضرت (ٹانڈوی صاحب) کی خلافت سے بھی مشرف ہیں راوی ہیں کہ ایک مرتبہ ٹرین میں حضرت والا فرسٹ کلاس میں سفر کر رہے تھے ایک ہندو (کافر بت پرست) صاحب بہادر بھی اسی ڈبہ میں تھے وہ قضائے حاجت کیلئے پاخانہ میں گئے اور فوراً واپس آ گئے۔ حضرت شیخ نے بھانپ لیا تھوڑی دیر کے بعد خاموشی سے اٹھے پاخانہ میں گئے وہ نہایت گندہ تھا اسکو صاف کیا پھر تشریف لائے تھوڑی دیر بعد میں صاحب بہادر سے دریافت کیا آپ پاخانہ سے کیوں واپس آ گئے تھے صاحب بہادر نے جواب دیا وہ بہت گندہ ہے حضرت نے فرمایا نہیں وہ تو صاف ہے جا کر ملاحظہ فرمائیں صاحب بہادر بے حد متاثر ہوا۔

(شیخ الاسلام نمبر ص ۱۶۹ خ-۱)

یہ بھی اچھا ہوا کہ مولوی اسمٰعیل سنبھلی نے بات صاف کر دی کہ پاخانہ خود ٹانڈوی صاحب ہی نے صاف کیا تھا ورنہ ارشاد المسلمین کا ملا مجتہد فوراً اپنا اجتہادی حاشیہ چڑھا دیتا کہ جونہی حضرت پاخانہ کے اندر جانے کو تھے (نعوذ باللہ) فرشتے نے پاخانہ صاف کر دیا یا ان کے تصرف و کرامات کا زندہ ثبوت بتا دیتا پھر ایک بت پرست کیلئے خطاب دیکھئے صاحب بہادر آپ ملاحظہ فرما لیجئے یہ تمام باتیں حق نمک کا پتہ دے رہی ہیں ہندو کا فر صاحب

بہادر کے متاثر ہونے والی بات بھی عجیب ہے ظاہر ہے کہ وہ ان کی کبریائی کا قائل تو تھا ہی نہیں پھر یہ سمجھ کر ضرور متاثر ہوا ہو گا کہ کانگریس نے پائخانہ صاف کرنے والوں کو اس قدر نواز دیا ہے کہ اب یہ شدر لوگ بھی فرسٹ کلاس میں سفر کرنے لگے ہیں اور یہی بات ہے بھی زیادہ قرین قیاس کیوں مجتہد صاحب؟

ہندؤں کے ریزہ چین نہرو کے پروردہ یتیم
ان میں پیدا ہو سکتا نہیں کبھی ذوق سلیم

مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا بے بنیاد و بے دلیل فتویٰ!

نئی دہلی ۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء :- مولوی حسین احمد صاحب نے لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائداعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا (مکالمۃ الصدرین ص ۱۸، ق ۳۶) جس کا کھائے اسی کا گائے پر کیسا نمایاں عمل ہے

مسجد نبوی میں جو کل تک رہا تھا گرم سجود
وار دھا کے آشرم میں ہو گیا آج سر بسجود

دریا آباد ۲۳ فروری :- آج چار دن سے اس قصبہ پر کانگریسی خیال کے مسلمانوں کا دھاوا ہے دیوبند کے طلبہ کا ایک دستہ آیا ہوا ہے اور اپنے مسلک کی تبلیغ یا کوشش میں مصروف ہے اس میں مضائقہ نہیں ظاہر ہے کہ ہر فریق یہی کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے لیکن عجیب و غریب بات یہ ہے کہ کام مسلمانوں کے اندر کرتا ہے لیکن تعلقات یہ تمام مسلمانوں سے توڑے ہوئے ہے اور قصبہ کی غیر مسلم آبادی سے جوڑے ہوئے ہے قیام انکا دھرم شالہ میں ہے حالانکہ قصبہ میں ایک نہیں دو سرائیں مسلمانوں کی ہیں! ان کا رہنا سہنا چلنا پھرنا کھانا پینا تمام تر ہندؤں کے ساتھ انہیں سے درمیان اور انہیں کا ساہے حد یہ کہ ان سطور کے راقم کو جب انہوں نے سرفراز کیا تو ہمیشہ ہندؤں کے ہی حلقہ میں یہاں تک کہ ایک دن مسلمان صاحب تو ایک تھے اور ان کے ہندو رفقاء تین کی تعداد میں گویا توحید تثلیث کے

زغہ میں اس سے قبل سینٹرل اسمبلی کے الیکشن کے وقت یہ منظر دیکھنے میں آیا تھا کہ نیشنلسٹ مسلمان (کیپٹلی) امیدوار کے کارکن اور باقاعدہ پولنگ ایجنٹ تک ہندو تھے۔ (نوائے وقت ۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء، صدق لکھنؤ ۲ فروری ۱۹۴۶ء بحوالہ طمانچہ ص ۵۸)

رقصاں جو رہا گاندھی و نہرو کی دھنوں پر
دیوبند کی آغوش میں گنگا کا پرستار

مودودی صاحب لکھتے ہیں

(مولوی حسین احمد) اس سلسلہ میں ڈاکٹر اقبال کے متعلق فرماتے ہیں ان کی ہستی کوئی معمولی ہستی نہ تھی وہ ایسے تھے ویسے تھے مگر باوجود کمالات گوناگوں ساحرین برطانیہ کے سحر میں مبتلا ہو گئے تھے۔

(مسئلہ قومیت ص ۵۲ مرتبہ مودودی صاحب)

یعنی حسین احمد صاحب کی نگاہ میں ڈاکٹر اقبال گورنمنٹ برطانیہ کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن چکے تھے۔ واہ رے دیدہ دلیری ہندوستان کا وہ شاعر جس نے مسلم قوم کو جگانے میں اور بیدار کرنے میں اپنے ریکارڈ قائم کر دیئے وہ ٹانڈوی صاحب کی نظر میں برطانیہ کے سحر زدہ تھے کیوں کہ وہ پاکستان بنانے والوں میں سے تھے اور اسلام کو ہندو قوم میں ملا کر وطن پر اسلام کو قربان کرنے کے خلاف تھے اور اس سے زیادہ حیف ان ٹانڈوی پرستوں پر ہے جو سنی علماء کو علامہ اقبال کے خلاف فتویٰ دینے کے الزام میں بدنام کر رہے ہیں تاکہ ان کے بڑوں کی اسلام دشمنی پر پردہ ڈال سکیں۔

یوسف سلیم چشتی ٹانڈوی صاحب کی طرفداری میں علامہ اقبال کو گالی دینے کا نیا انداز اپناتے ہیں لکھتے ہیں کہ میرا دل نہیں مانتا کہ علامہ اقبال

مرحوم دخلوق اعتبار سے اتنے پست (فرومایہ) تھے کہ ایک مشہور و معروف عالم دین .... کیلئے ایسا ناروا لفظ استعمال کرتے .... دشنام طرازی شریفوں کا شیوہ نہیں (الرشید ص ۲۶۲، ۲۶۳ بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ) یہ ہے تعصب و فرقہ پرستی کی زندہ مثال کہ علامہ اقبال جو عالم دین نہیں تھے کبھی ایک لفظ کہدیں تو غیر شریف بن جائیں مگر حسین احمد دیوبندی اعلیحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہٗ کو قریب سات سو گالیاں ہی نہیں کافر مشرک بلکہ آپ کے آباؤ اجداد کو یہودی و نصاریٰ بلا جواز لکھیں تو بھی شیخ العرب والعجم ہی نہیں بلکہ پیکر عصمت، فخر ارباب ہدیٰ، سرچشمۂ صدق و صفا، شمع ایوان حرم، قاسم فیض کہن، آئینۂ فیض ازل، گنجینۂ علم و فضل، تصویر تسلیم و رضا، نائب بنی حق کہ کبریائی پر پردہ ڈالکر دنیا کے رہبر کہلائیں یہ ہے وہ منافقانہ سوچ اور اصول جو باعث نزاع بنی ہوئی ہے اور شیرازہ ملت درہم برہم کئے ہوئے ہے۔

یہ یوسف سلیم چشتی شارح اقبال کی حیثیت سے بھی بہت مال کما چکے ہیں۔ کبھی اقبال کی خدمت میں "حاضری" کو بھی زندگی بھر فروخت کرتے رہے مگر اب یہ فیصلہ کرنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں کہ اقبال جیسے "غیر شریف" انسان کے پاس جانا ان کی بدقسمتی تھی یا خوش قسمتی "علامہ اقبال کی خدمت میں بدقسمتی یا خوش قسمتی سے مجھے بھی ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۸ء تک قریباً ۱۲، ۱۳ سال تک حاضری کا موقع ملا" (الرشید ص ۳۶۲ بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ ص ۱۱)

حسین احمد نجیب لکھتے ہیں

مسلم لیگ جو ہندوستانی (کانگریسی) عوام کی نظر میں انگریز کی پروردہ جاگیرداروں اور خطاب یافتہ سروں اور نوابوں پر مشتمل انگریزوں کی

حلیف پارٹی شمار ہوتی ہے امت مسلمہ کی قیادت علماء حق (؟) سے چھین کر مغرب زدگی کے شکار لیڈروں کے ہاتھوں میں تھما دینے کی سر توڑ کوشش کر رہی تھی (الرشید ص ۳۰۱) جی ہاں یہ سب کچھ پاکستان میں شائع ہو رہا ہے اور کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی کسی کو غیرت نہیں محسوس ہوتی کہ ہندوؤں کے ان خانہ زاد غلاموں کو اس سے باز رکھا جائے نظریۂ پاکستان کی حفاظت کے دعووں پر مشتمل بڑی خوبصورت تحریریں بڑے اچھے بیانات ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں کانوں سے سنتے ہیں لیکن تحفظ نظریۂ پاکستان کے دعوے داروں کو یہ کھلی تحریریں دکھائی نہیں دیتیں یا دکھائی نہیں جاتیں....... اسی مضمون میں لکھا ہے کہ پاکستان انگریز ڈپلومیسی کا شاہکار ہے (الرشید ص ۳۰۰) (بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ ص ۱۲)

یہی نجیب صاحب علامہ اقبال کو تلون مزاج لکھتے ہیں

علامہ اقبال مرحوم کے افکار و عمل میں یہ تلون مزاجی مغربی علوم کے تربیت یافتہ کسی بڑے آدمی سے کسی طرح کم نہیں تھی (ص ۳۱۳) مسئلہ قومیت پر حسین احمد سے اختلاف کی وجہ دین کے بارے میں سطحی معلومات کو قرار دیتے ہیں "دینی علوم کے بارے میں سطحی معلومات بھی علامہ کے فکر و عمل کا ایک بنیادی مسئلہ ہے یعنی قرآن و سنت کی زبان اور اسکے علوم سے براہ راست عدم واقفیت (لاعلمی) اس کا بڑا سبب ہے (ص ۳۱۳) یعنی قرآن و سنت کی زبان اور اس کے علوم سے واقفیت صرف انہیں ہو سکتی ہے جو گاندھی کو ممبر رسول پر بٹھا کر ان کے چرنوں (قدموں) میں بیٹھ جائیں جو اسلام اور کفر کی کھچڑی پکانے کے حامی ہوں جو ہندوؤں کی غلامی کا جوڑا گلے میں ڈالنے کے داعی ہوں (جو اسلام کو انڈین

نیشنل کانگریس کا جز و بنائیں) جو حق و باطل کو شیر و شکر کر دینے کا ادعا رکھتے ہوں اور جو شخص اسلام کو ہندو ازم سے الگ رکھتا ہو گاندھی کو اپنا ماؤی و ملجا نہ سمجھے وہ گمراہ ہے متلوّن ہے مغربی تہذیب کا چربہ ہے دینی علوم سے بے بہرہ ہے غیر شریف ہے علوم قرآن سے ناواقف ہے وغیرہ وغیرہ (بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ صـ۱۰) یہ سب دین فروشی ہے یا سنت اسلاف ؟

علامہ اقبال کے ان اشعار پہ قوم پرست وہابیہ کو علامہ سے عداوت مخاصمت عناد و بغض پیدا ہوا

نہ دانی نکتہ دین عرب را
کہ گوئی صبح روشن تیرہ شب را
اگر قوم از وطن بودے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نہ دادے دعوت دین ابولہب را

عجم ہنوز نہ داند رموز دین ورنہ
ز دیوبند حسین احمد این چہ بوالعجبی ست

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ

اس دور میں مے اور ہے جام اور جم اور
ساقی نے بنا لی روش لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آذر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے
غارت گر کاشانۂ دین نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزاد وطن صورت ماہی
ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی ﷺ
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے (بانگ درا)

علامہ اقبال نے تین سوال پیش کئے ہیں اگر وطن کی اتنی اہمیت ہوتی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت نہ فرماتے دوسرے قومیت کو مذہب پر فضیلت ہوتی تو ابو جہل کو اسلام کی دعوت نہ دیتے تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور مکمل جاں نثاری ہی دین کامل ہے یہ تینوں باتیں عین قرآن کے مطابق ہیں مگر اس کا جواب دیکھیں کیسا عبرت کا مقام ہے !

حکیم مشرق در دام سوقیاں افتاد ! — بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی است
حدیث دامن یزداں و چاک راچہ لقب — چو امثال محمد عیار بولہبی ست
مقام خویش نہ داند و طعنہا بر خطیب — ادب نگاہ نہ دارد ایں چہ بے خردی ست
بہ زر دہ کے زند بال فکر قوالے — اثر گزاشتہ ہائے مہاجر مدنی ست

ایک اور دیوبندی شوکت سبزواری رقمطراز ہے !

چوں با خبر نہ از اسرار ملت بیضا — ترا رسد کہ شناسی محمد عربی
شگفت نیست گر شاعرے نہ داند — مقام مطلبی از مقام بولہبی
ہر آنکہ نقش گر لفظ و غافل از معنیٰ — زبان طعن کشاید چرا بہ بے ادبی

اقبال سہیل دیوبندی یوں زہر اگلتے ہیں !

نظر نہ بودن و با دیدہ در افتادن — دو گونہ شیوہ بوجہل است و بولہبی ست
رموز حکمت ایمان جستن ز فلسفی — تلاش لذت عرفان نہ بادہ عنبی ست
خموشی از سخن ناسزا گزیدہ تراست — کہ ہرزہ لاف نہ دن خرگی و بے ادبی ست
بہ دیوبند گزر گر نجات مے طلبی — ز دیو نفس سطح شور و دانش تو مبی ست
بگیر راہ حسین احمد گر خدا خواہی — کہ نائب است نبی را و ہم ز آل نبی ست

(علی گڑھ میگزین اقبال نمبر اپریل ۱۹۳۸ء بحوالہ دیوبندی مذہب صفحہ ۵۳۸-۵۳۹)

اسی غزل کے چند اور اشعار دیکھئے !

معاندے کہ شیخ الحدیث خردہ گرفت
سبک بچشم فرو زین سباب بے سببی ست
بیان او ہمہ تخیل و بحث در تفسیر
زبان او عجمی و کلام در عربیا است
کہ گفت بر سر ممبر کہ ملت از وطن است
دروغ گوئی ایرادایں چہ بو العجبی است

درست گفت محدث کہ قوم از وطن است
کہ مستفاد فرمودۂ خدا و نبی است

شمس الحق افغانی لکھتے ہیں !

نظام قوم بلا و گونہ می شود پیدا
اگر ہنوز نہ دانی کمال بولہبی است

اظہار الحق سہیل عباسی یوں بیان کرتے ہیں !

بہر شنیدہ مدہ گوش پرس پرساں نیز
بہر شنیدہ زدن چانہ شان بولہبی است

(الرشید صفحہ ۲۴۷-۲۴۸، بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ)

مذہب سے ہے لیڈر بے خبر — عشق ہے پتلون سے اور کوٹ سے
خبث تہذیب نوی سے شکار — حملے گر کرتے ہیں ٹوڈی اوٹ سے
ظالمو ! یہ عالموں پر پھبتیاں ! ! — بچا دست بے صدا کی چوٹ سے

(الرشید مدنی اقبال نمبر بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ صفحہ ۱۶)

علامہ کے سوالات کے علمی جواب سے عاجز آ کر بجائے قرآن و حدیث سے استدلال کے انہوں نے گالیاں دینا شروع کیا اور علامہ کو در دام سوقیاں کہہ کر برطانیہ پرست کہا۔ حسین احمد کو امثال محمد اور علامہ کو عیار بولہبی سے تشبیہ دی اور علامہ کو بے خرد، قوال، بے ادب، کم علم، نا سمجھ، ابوجہل اور ابولہب کے شیوہ پر، غبی، صبی، دروغ گو، ظالم وغیرہ کہا اور علامہ کے شعر ؎ بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست گر باو نرسیدی تمام بولہبی ست :- کے جواب میں کہا ؎ بگیر راہ حسین احمد گر خدا خواہی :- یہ کیسی اسلام سے کھلی ہوئی بغاوت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کے خلاف حسین احمد کی راہ پر

چل اگر تجھے خدا چاہیئے اسے وہی قبول کرے گا جو بانئی رسول ہو مگران کے لئے یہ روا ہے کیوں کہ یہ بانئی ان کے بزرگ ہیں جنہیں ان کی عقیدت کسی قیمت پر چھوڑنے نہیں دیتی اگر یہی تقابل کوئی غیر مسلم کرتا تو مسلمان کتنے بھڑکتے مگران کے پیشواؤں نے اسلام کا لیبل لگا کر سب راہیں کشادہ کر لی ہیں جو چاہیں کریں۔

یہ کہنا بھی فریب ہے کہ ملت کو وطنی قوم سے بالاتر سمجھتا ہوں دونوں (لفظوں) میں زمین و آسمان کا فرق ہے گویا قوم زمین ہے تو ملت آسمان مگر معناً اور عملاً ~~انہیں~~ انہوں نے ملت اسلامیہ کی کوئی حقیقت ہندو قوم کے مقابلہ میں نہ چھوڑی اور مسلمانوں کو کانگریسی نمائندوں جنہیں اکثریت کافروں کی تھی ووٹ کا درس دیا اور کافروں کو آسمان بنا کر ملت اسلامیہ کو زمین بنا دیا اور کہا گاندھی کی امامت پر ایمان کامیابی کی شرائط میں سے ایک شرط ہے (کانگریس اور لیگ ۲/۵۰) اور کہا نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو گاندھی نبی ہوتے (حالانکہ قرآن کہتا ہے کافر اسلام کے دشمن ہیں) اور غضب یہ کہ دہلی کی جامع مسجد میں ممبر رسول پر ایک متشدد ہندو شردھانند سے تقریر کروائی بعد میں اسی شردھانند نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شدھی کا آغاز کیا مندروں میں دعائیں مانگی گئیں (حصول پاکستان لاہور ایجوکیشنل ایمپوریم ۱۹۷۲ء، ص ۱۷۱، بحوالہ ہندوؤں سے ترک موالات) مولوی عبدالباری تحریر فرماتے ہیں "میں پیرو گاندھی ہوں ان کو اپنا رہنما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی کرتا ہوں

عمریکہ بآیات و احادیث گزشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی

ایک طرف ہندوستان کو دارالحرب کہا مگر عملاً کافروں کے ساتھ ایک

قوم ہونے کا عملی ثبوت دیا سب سے پہلا جلسہ خلافت کمیٹی کا دہلی میں ہوا اس کے پریذیڈنٹ مسٹر گاندھی بنائے گئے، قرآن پاک کی کافر نواز تفسیر لکھی جس میں لکھا کہ قرآن کسی مذہب کو نہیں جھٹلاتا کسی راہ عمل سے انکار نہیں کرتا سب کی (یعنی کافر مشرک یہودی و نصرانی آتش پرست وغیرہ) یکساں تصدیق اور سب کی مشترکہ اور متفقہ تعلیم قرآن کا دستور العمل ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن نے کسی مذہب کے پیرو سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ وہ کوئی نیا دین (اس میں اسلام بھی آگیا) قبول کرلے! ترجمان القرآن ص ۲۳۵)

آب کوثر سے جو پھسلی لب گنگا پہنچا ——

طلبہ کی جماعت لیکر اپنی سربراہی میں شہر شہر قریہ قریہ گشت کر رہے تھے اور ملت اسلامیہ کیلئے پاکستان کے طالبوں کو کافر اعظم مسلم لیگ میں شمولیت کو حرام قرار دینا اور لیگ کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ہدایت و احکامات دیئے جا رہے تھے۔

اب ذرا ہندو کانگریسیوں کے خیالات بھی دیکھتے چلیئے جن کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا تھا مسٹر گاندھی متحدہ قومیت کے بارے میں سنہ ۱۹۲۱ء میں تحریر کرتے ہیں!

ایک نیک کام میں مسلمان کی مدد کرنا ہندوستان کی خدمت کرنا ہے اس لئے کہ مسلمان اور ہندو ایک ہی خون سے پیدا ہوئے ہیں وہ ایک ہی ماں (بھارت ماتا) کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں

(مگر ایک مسلمان گائے کی قربانی کر لے تو وہ قابل گردن زدنی ہے! کیونکہ اس نے اپنی ماں گئو ماتا کا خون کیا ہے)

(ینگ انڈیا ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ ص ۵۶)

پھر یہی گاندھی صاحب سنہ ۱۹۲۳ء میں فرماتے ہیں!

عملی زندگی میں ہم دونوں کو (ہندو مسلم) دو جداگانہ قوموں میں تقسیم کرنا ممکن ہے ہم دو مختلف قومیں نہیں ہیں مسلمان اگر اپنے خاندان کی تاریخ میں دور تک پیچھے جائے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس کا اصل نام ہندو نام ہے۔ ہر مسلمان دراصل ہندو ہی ہے جس نے اسلام قبول کرلیا ہے ایسا کرنے سے کوئی جداگانہ قومیت تو پیدا نہیں ہوتی۔

(ہریجن ۶/جون ۴۰ء، بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ)

گویا اسلام ہندو قومیت کے مقابلہ میں کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا اور مسلمان بھی نجس ہندو قوم کا ایک جزو ہیں اور ان کی کوئی اہمیت نہیں (معاذ اللہ)

میں یہ نہیں سمجھتا کہ میری بیوی میں خامیاں نہیں ہیں لیکن اس کیساتھ مجھے ایک ایسے واسطے کا احساس ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا (مگر اسلام میں یہ رشتہ ٹوٹ سکتا ہے) یہی احساس ہندو دھرم کے بارے میں اس کی خامیوں یا کمیوں (یا کفر و شرک) کے بارے میں رکھتا ہوں میں شدت سے مذہبی اصلاح کا حامی ہوں لیکن میرا یہ جوش کبھی اس حد تک نہیں پہنچا کہ میں ہندو دھرم کے بنیادی ارکان (کفر و شرک اور بت پرستی) میں سے ایک کا بھی انکار کردوں (ینگ انڈیا ۷/ اکتوبر ۱۹۲۱ء بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ) کیسی دورنگی ہے سر سیلاؤں بھیجا کھاؤں صادق آرہا ہے۔ اس کے باوجود کانگریسی رسالہ جامعہ دہلی کے ایڈیٹر لکھتے ہیں۔

اس میں شک نہیں مہاتما (عظیم روح) گاندھی ہندو آریائی تمدن کا احیاء چاہتے ہیں لیکن مجھے اس کے تسلیم کرنے (یعنی قرآن کے خلاف عقائد قبول کرنے) میں بھی کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے کہ

اپنے مقصد کے حصول کیلئے ان کی جدوجہد ان کا خلوص انکا ایثار ان کی غریب دوستی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔ ہندو آریائی تمدن سے شدید وابستگی اور محبت کی وجہ سے وہ ہندو مسلم اتحاد کیلئے اتنی کوشش نہیں کرسکے جتنی انہیں کرنے کا موقع تھا۔

بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ (رسالہ جامعہ دہلی جولائی ۳۶ء)

یہ ہندو مسلم اتحاد ہے یا مسلمانوں کو کافر بنانا!؟

ہندوستان میں مسلم قومیت پر زور دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے بس یہی کہ ایک قوم کے اندر دوسری قوم موجود ہے جو یکجا نہیں ہے منتشر ہے مبہم ہے اور غیر متعین ہے اب سیاسی نکتہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ تخیل بالکل لغو معلوم ہوتا ہے اور معاشی نکتہ نظر سے یہ بلکل دور از کار ہے مسلم قوم کے ذکر کے یہ معنیٰ ہیں کہ دنیا میں کوئی قوم ہی نہیں ہے بس مذہبی رشتہ ہی ایک چیز ہے اس لئے جدید مفہوم میں کوئی قومیت نشو ونما نہ پاسکے۔

(میری کہانی نوشتہ جواہر لعل نہرو ا۔ا۔م ۵۸)

ایسے لوگ ابھی تک زندہ ہیں جو ہندوستان کا ذکر اس طور سے کرتے ہیں گویا دو ملتوں یا دو قوموں کے بارے میں گفتگو ہے جدید دنیا میں اس دقیانوسی خیال کی گنجائش نہیں آج جماعتوں اور ملتوں کی بنیاد اقتصادی فوائد پر رکھی جاتی ہے۔

(خطبہ صدارت آل انڈیا نیشنل کانفرنس پنڈت نہرو بحوالہ ا۔ا۔م)

اب آریائی تمدن کے نمونے بھی ملاحظہ فرمالیں!

اگر بائبل انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کیوں نہیں لاتے اور اگر لاتے ہیں تو قرآن کا نازل

ہونا کس واسطے ہے اگر کہیں کہ قرآن میں زیادہ باتیں ہیں تو کیا پہلی کتاب میں خدا لکھنا بھول گیا تھا اور نہیں بھولا تھا تو قرآن کا بنانا لاحاصل ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل اور قرآن کی چند باتیں آپس میں نہیں ملتی ہیں اور بہت سی ملتی ہیں ایک ہی مکمل کتاب جیسے کہ وید ہے کیوں نہ نازل کی (گویا قرآن مجید وید کا عربی ترجمہ ہوتا تو یہ اس کو تسلیم کر لیتے اور تصدیق کر کے قبول کر لیتے)

آیہ مبارکہ و اذ قلنا للملئکۃ اسجدوا پر آریہ نے اعتراض کیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ خدا ہمہ دان نہیں یعنی ماضی حال مستقبل کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا اگر جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا اور خدا میں کچھ جلال ہی نہیں ہے کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اس کا کچھ کر ہی نہ سکا اور دیکھئے ایک کافر نے خدا کے بھی چھکے چھڑ دیئے پس مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر ہیں وہاں مسلمانوں سے خدا اور مسلمانوں کی کیا پیش چل سکتی ہے کبھی کبھی خدا بھی کسی کی بیماری بڑھا دیتا ہے اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہوں گی اور شیطان نے خدا سے کیوں کہ سوائے خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔

دیکھ خدا کی کم علمی ابھی تو بہشت میں رہنے کا اعزاز بخشا اور ابھی کہا کہ نکلو اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا تو بہشت میں رہنے کا عطیہ کیوں دیتا ۔

معلوم ہوتا ہے شیطان کو سزا دینے سے قاصر ہے ۔

وہ درخت کس لئے پیدا کیا تھا اپنے لئے یا دوسروں کے لئے اگر دوسروں کے لئے تو آدم کو کیوں روکا ؟

جس طرح تم غیر مذہب کو کافر کہتے ہو اسی طرح کیا وہ تم کو کافر نہیں کہتے اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے تمہیں لعنت دیتے ہیں پھر کہو کون سچا کون جھوٹا ؟ جب غور سے دیکھتے ہیں تو سب مذہب والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے ۔

اگر وہ اللہ بخشش و رحم کرنے والا ہے تو اس نے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کے واسطے دوسرے جانداروں کو مارنا سخت ایذا دینا اور ذبح کرا کر گوشت کھانے کی اجازت کیوں دی ۔

جس کتاب میں طرفداری کی باتیں پائی جائیں وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی مثلاً عربی میں ہونے سے عربوں کی طرفداری ہوئی ۔

قرآن مجید اللہ و رسول پر اعتراض کرنیوالوں کے وید کا باطل اصول بھی دیکھتے چلیئے

رگ وید آدی بھاشا بھومیکا مطبوعہ مفید پریس لاہور صد ۱۴۳ :- جو پاپ کا کام کیئے ہوتا ہے وہ اگلے جنم میں انسان کا جسم نہیں پاتا بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پا کر دکھ بھوگتا ہے ۔

یعنی آدمی اپنی پہلی پیدائش کے کمائے ہوئے گناہ و ثواب حاصل کر کے پھر مرتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے اسی طرح جب تک سزا پوری نہیں ہوتی یہی عمل ہوتا رہتا ہے انکا یہ قول بھی ہے کہ ایشور یعنی خدا کسی کو ہمیشہ کیلئے راحت بھی نہیں دے سکتا ہے بلکہ نیک سے نیک شخص کو بھی ایک مدت معینہ تک مکتی خانہ یعنی نجات گھر بھیج دیا جاتا ہے جس طرح قید خانہ میں مدت مقررہ تک جیل بھیج دیا جاتا ہے اور جب مدت ختم ہوتی ہے نجات گھر سے نکال دیا جاتا ہے ۔

یجر وید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷ میں ہے :- جب جیو یعنی روح پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا پانی اور نباتات میں سے گزرتا ہے باپ یا ماں کے جسم میں داخل ہوتا ہے دوبارہ جنم یعنی پیدائش پاتا ہے تب وہ جیو یعنی روح جسم اختیار کرتا ہے (ستیارتھ پرکاش بحوالہ اتفاق حق ص۲۰) یعنی روح بلا نطفہ کے غذا کے ذریعہ بھی جسم میں داخل ہو کر حمل قرار پاتا ہے۔ کیا کسی ایمان والے کی غیرت ایسے باطل پرستوں سے اتحاد کر سکتی ہے مگر اس کے باوجود آغا صفدر صاحب اس مردود کو "سوامی" (یعنی سردار۔ آقا) دیانند جی ایک مصلح کی حیثیت سے لکھتے ہیں۔ دین فروشی اور کیا ہے؟

یہ دورنگی اور یہ گفتار میں ژولیدگی
یہ تصنع یہ تقدس اور یہ بازی گری

ایک اور لیڈر مسٹر یوسف علی ایم۔ اے نے دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا اے مسلمانو! اگر تم اپنی زندگی میں پاکیزگی چاہتے ہو تو۔ رامائن، مہابھارت اور گیتا کا پاٹھ کرو (یعنی سبق سیکھو)

(بحوالہ ہندؤں سے ترک موالات)

ان میں ان سے کورو پانڈو کا ذکر ہے جس میں ارجن شادی کر کے دلہن ماں کے پاس لایا جو اندھی تھی اور عرض کیا کہ ماں میں ایک چیز لایا ہوں ماں نے کہا بیٹا پانچوں بھائی بانٹ کر کھانا کیونکہ وہ ماں کے فرمانبردار تھے اسلئے باری باری سے پانچوں اس کے ساتھ صحبت کرتے رہے۔ یہ ہے ہندو دھرم جس کی تعلیم مسلمانوں کو دی جا رہی ہے اور تاکید بھی کی جا رہی ہے کہ اگر پاکیزگی چاہتے ہو تو ایسا کرو۔

دروپدی رانی مہا بھوانی ارجن جی کی ناری
پانچوں پنڈے تنکو بھوگیں اپنی اپنی باری

جواہر لعل نہرو کے خیالات

جس چیز کو مذہب یا منظم مذہب کہیئے اسے ہندوستان میں دیکھ دیکھ کر میرا دل ہیبت زدہ ہو گیا ہے میں نے مذہب کی اکثر مذمت کی ہے اور اسے یکسر مٹا دینے کی آرزو تک کی ہے قریب قریب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب اندھے یقین اور ترقی دشمن کا بے دلیل عقیدہ اور تعصب کا توہم پرستی اور لوگوں سے بے جا فائدہ اٹھانے کا قائم شدہ حقوق اور مستقل اغراض رکھنے والوں کی بقا کا حمایتی ہے (میری کہانی نہرو کی زبانی بحوالہ سیاسی کشمکش ص۵۹) اسی بنا پر آج بھی ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل کیا جا رہا ہے۔

اب بڑے میاں موتی لعل نہرو کی بھی سنیئے

یہ ایجی ٹیشن بالکل بے بنیاد ہے کہ میں ہندو نہیں ہوں میں ایسا ہی ہندو ہوں جیسے خود پنڈت مالوی ہیں میں آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ خود کانگریس ہندو ہے اس میں ۲۱-۱۹۲۰ء میں تھوڑے مسلمان شامل ہو گئے تھے ورنہ ابتدا سے یہ ہندو جماعت ہے (اخبار شیر پنجاب لاہور ۱۹ ۹، ۱۹۲۲، بحوالہ ا۔آ۔م ص۶۰)

مفتی کفایت اللہ جمعیت علماء ہند مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی تردید میں فتویٰ لکھتے ہیں

"پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کیلئے مضر ہے۔"

(فتویٰ بحوالہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس ص۶۱۳)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے احرار کانفرنس علی پور میں ڈنکے کی چوٹ پر کہا تھا

(پاکستان کا مطالبہ کرنے والے) مسلم لیگ کے لیڈر بے عملوں کی ٹولی ہے جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں اور جس ملک کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں خاکستان ہے۔ (اخبار ملاپ لاہور دسمبر ۱۹۴۵ء بحوالہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس صہ ۶۴)

دیوبند کے طلبہ کی ایک جماعت حسین احمد صاحب صدر دیوبند کی سربراہی میں شہر شہر اور قریہ قریہ گشت کر رہی تھی جہاں موقع ملتا ابوالکلام آزاد بھی پرواز کر کے یعنی طیارہ پر اڑ کر پہنچ جاتے غرض تفریق بین المسلمین اور تضعیف شوکت مومنین میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا احرار اور خاکسار انتخاب میں زور بیان اور قوت استدلال سے زیادہ دست و بازو کی طاقت کے بل پر اتر آئے ان کا کوئی عظیم الشان جلسہ ایسا نہ ہوا جس میں مسلم لیگ اور قائد اعظم کو ایک ایک منہ سو سو گالیاں نہ دی گئی ہوں قائد اعظم کی ذات پر گفتنی اور ناگفتنی الزامات نہ لگائے ہوں مسلم لیگ کی قیادت کے خلاف کفر و فسق کے فتوے نہ دیئے گئے ہوں (مسلمان اور موجودہ کشمکش حصہ سوم بحوالہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس)

خیانت کیلئے دنیا میں مسلم ڈھونڈے جاتے ہیں
[illegible]

مولوی عبید اللہ سندھی دیوبندی ایک خط میں لکھتے ہیں

میرا یہ فیصلہ قطعی ہو گیا ہے کہ مجھے اسلام کی حفاظت کیلئے ہندی مسلمانوں سے اسلام کو نیشنل کانگریس کا جزو بنا دینا چاہیئے۔ کسی نے سچ کہا ہے اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔ (بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ) یہ اس وقت فیصلہ ہو رہا تھا جب اہل ہنود کے تمام فرقے مل کر ایک سنگھٹن کی بنیاد ڈال چکے تھے جس کا مقصد پرستاران توحید اور غلامان اسلام کو حق سے منحرف کر کے ان کو شدھ یعنی مرتد بنا لیا جائے اور معاذ اللہ اسلام کا نام تک ہندستان سے مٹا دیا جائے!

ببیں تفاوت رہ از کجا تا بکجا است

جناب ضیاء الاسلام صاحب تحریر فرماتے ہیں

اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ جمعیۃ علماء ہند، مجلس احرار اور یونینسٹ پارٹی کے گٹھ جوڑ نے ہمارے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی جو ناپاک سازش مرتب کی تھی وہ خضر حیات ٹوانہ اور کانگریسی کولیشن حکومت کی صورت میں منظر عام پر آگئی اور ان دشمنان اسلام نے پنجاب کے مسلم اکثریتی صوبہ میں پاکستان کے مخالفین کا تسلط قائم کر دیا۔ اور ابوالکلام آزاد بہ نفس نفیس اس کام کی تکمیل کیلئے لاہور میں عرصہ دراز مقیم رہے تاکہ پاکستان کے حصول کے مقصد کو ضرب کاری لگائی جا سکے (بحوالہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس صہ ۶۹)

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

میاں عبدالرشید صاحب ایک ممتاز جرنلسٹ لکھتے ہیں!

When the Pakistan resolution was passed in 1940, the efforts of Hazrat Baralvi bore fruits and all his adherents and followers, including Ulama, and spiritual leaders rose as one man to support the Pakistan movement. Thus the contribution of Hazrat Baralvi towards Pakistan is not less than that of Allama Iqbal and Quaid-e-Azam.

When all the political and religious parties of the muslims like Ahrar, Khaksaars, Jamiat-Ul-Ulama Hind the Nationalist Muslims, The Deoband school of thought (with a few noble exceptions of course) and Ahle-hadees were opposing the Pakistan movement & supporting Hindoos and British in their Anti-Pakistan efforts.

It were the adherents of Hazrat Baralvi who came forward to support it with full conviction and open hearts. They are the people who gave their best for Pakistan and on them now lies the responsibility to make it strong and invulnerable.

(Islam in Indo Pakistan
Sub-Continent Page-67
Lahore 1977).

نیرنگیٔ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

پاکستان میں دیوبندیوں نے قوم کے حافظہ کو کمزور سمجھ کر اپنی جھینپ

مٹانے، تاریخ مسخ کرنے، پاکستان بنانے کا سہرا اپنے سر باندھنے کا ایک نیا اشو برپا کر رکھا ہے رائی کو پہاڑ بنانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے کہ ایک قومی نظریہ کے پجاری دیوبندی پاکستان کے دشمنوں نے یہ ملک بنایا ہے اور اس کا ہیرو شبیر احمد عثمانی کو بنا کر جھوٹے دعووں کے ساتھ اچھالا جا رہا ہے حالانکہ صدر دیوبند حسین احمد سے لیکر تمام اساتذہ حتیٰ کہ ہر ادنیٰ طالب علم بھی پاکستان کے وجود کے خلاف ہی نہیں بلکہ پاکستان کا نام لینے والوں کا ازلی دشمن تھا. سوائے عثمانی صاحب کے جن کی ذاتی رائے پاکستان کے حمایت میں تھی ان کی حیثیت دیوبندی ٹولے کی مخالفت کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی شمار نہیں ہو سکتی ان کی حیثیت ایک مسترد معلم کی سی تھی جب دیوبندی علماء نے ان سے شکایت و بحث کی تو خود انہوں نے کہا:-

" ان کا (ہندؤں کا) تو یہ اعلان ہے کہ جو جماعت یا شخص بھی! پاکستان اور مسلم لیگ کے خلاف کھڑا ہوگا کانگریس اس کی ہر طرح مدد کرے گی (اس وعدے کا تعلق کسی شخص خاص سے نہیں کانگریس کے پورے ادارے سے ہے) اور ان کا قول ہے کہ پاکستان ہماری لاشوں پر ہی بن سکتا ہے وغیرہ وغیرہ .... آپ حضرات کے متعلق عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندؤں سے روپیہ لیکر کھا رہے ہیں ...... پھر میرا اثر ہی کیا ہے ہندوستان میں اگر میری اپیل پر بے چارے نواب زادہ لیاقت علی خان کو دس بیس ووٹ مل ہی گئے تو کیا ہوا؟ آپ حضرات تو ماشاءاللہ با اثر ہیں (موجودہ پروپیگنڈہ کی طاقتیں آپ کے ساتھ ہیں) میں تو اب (یعنی تمہارے کانگریس سے مل جانے کے بعد) ایک اچھوت (بھنگی) کی حیثیت رکھتا ہوں

...... دارالعلوم دیوبند کے طلبہ نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جنمیں ہمکو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم دیوبند کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت (باستثناء ایک دو کے) بالواسطہ یا بلا واسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے ہیں دارالعلوم کے طلبہ نے میرے قتل تک کے حلف اٹھائے اور وہ فحش گندے مضامین میرے دروازے میں پھینکے کہ اگر ہماری بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے "حریت" اخبار بھی آج کل جو میری ذاتیات پر نہایت رکیک مضامین لکھ رہا ہے کیا آپ حضرات میں سے کسی نے اس پر بیزاری کا اظہار کیا اس پر سب کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی تھیں۔

مکالمۃ الصدرین ص ۱۶-۱۰-۲۸-۲۱)

فاضل دیوبند مولوی سعید احمد اکبرآبادی صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ لکھتے ہیں۔

" ان لوگوں نے (دیوبندیوں نے) توہین و تذلیل کا کوئی ایسا طریقہ نہیں تھا۔ جو حضرت مولانا شبیر احمد کے حق میں اٹھا نہ رکھا ہو چنانچہ مولانا مرحوم نے خود ہم سے کئی مرتبہ انتہائی غمگین اور آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ان لوگوں نے دیوبند میں میرا رہنا تو کجا گھر سے نکل کر مسجد تک آنا اجیرن کر دیا ہے"

برہان دہلی نومبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۳۰۸ - ۳۰۹

مقام غور ہے کہ جس کا اپنے حلقہ میں ایسا ناطقہ بند ہو کہ گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو وہ پاکستان کا بانی قرار دیا جا رہا ہے علاوہ دوسرے

اسباب کے ایک سیاسی پہلو یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ جب ۱۹۲۵ء میں بنارس سنی کانفرنس کے اجتماع میں پانچسو مشائخ سات ہزار سنی علماء اور ایک لاکھ سے زائد کارکن شریک ہوئے اور پورے ہندوستان میں سیکڑوں مرکز قائم ہو گئے جس سے پاکستان کا روشن مستقبل سامنے آگیا تو دیوبندی — سیاست نے سوچا کہ ایک آدمی ہمارا بھی پاکستان کی حمایت میں ہونا چاہیئے تاکہ اگر پاکستان بن ہی گیا تو اس پر اپنا قبضہ جمانے میں آسانی ہو اور صرف انگلی کٹوا کر شہیدوں میں نام بھی ہو جائے ؎

گاہ اورا با کلیسا ساز باز — گاہ پیش دیریاں اندہ نیاز
تا جہان رنگ او گردد دگر — رسم او آئین او گردد دگر

کافروں سے دوستی کرنے والوں کیلئے احکام الٰہی بھی دیکھیں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مسلمان کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اللہ اور رسول سے کچھ علاقہ نہیں رہا"

(پ ۳، سورۂ آل عمران آیت ۲۸)

خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا ان (کافروں) کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں عزت تو ساری اللہ کیلئے ہے (پ ۵ سورۂ نسا آیت ۱۳۹)

ان میں تم بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بری چیز اپنے لئے آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور ان نبی پر اور جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں"

(پ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۸۳)

قارئین ایسے صریح احکام الٰہیہ کے مقابلہ میں چند سکوں کے عوض اسلام کا حلیہ بگاڑنا غلط فہمی یا کم علمی تصور نہیں کیا جا سکتا یہ تو دین

فروشی، منافقت اور اسلام سے دیدہ و دانستہ بغاوت ہے۔ توحید کے نشہ میں بے لگام شرابی کی طرح یہ تو لکھ سکتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہے کسی چیز کا مختار نہیں مگر پیر پرستی کا یہ عالم ہے کہ ٹانڈوی صاحب کی نظر کرم گداؤں کو شہنشاہ بنا دیتی ہے ؎

آج اس مشفق مربی شیخ کامل کا ساتھ ہے
جنکی نظروں سے گداؤں کو شہنشاہی ملے

(شیخ الاسلام نمبر صـ ۱۰۴).

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا!
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم!!
چاہے خود مر گئے؟!! (مرثیہ رشید احمد گنگوہی صـ ۲۳)

یوسف سلیم صاحب لکھتے ہیں! ؎

گردن نہ جھکی جس کی کسی شاہ کے آگے
جس کے نفس کرم سے مردوں میں پڑی جان
چاہے کافروں کا پخانہ صاف کرتے رہے ہوں؟! (الرشید صـ ۳۰۱ بحوالہ اقبال کا آخری معرکہ)

مدنی کا ٹائٹل بھی ایک بڑا فراڈ ہے

یہ الٹی منطق بھی دیکھیے کہ حضرت بلال جیسے عاشق رسول کو حبشی حضرت سلمان کو فارسی اور حضرت صہیب کو رومی کہا جائے مگر اجودھیا باشی جسکو بقول حدیث نبوی مدینہ طیبہ نے اپنی مجاورت سے نکال پھینکا ہو مدنی کہا جائے لیکن جب دھوکہ دہی اور آنکھوں میں دھول ہی جھونکنا کسی کی حیا بن گئی ہو تو پھر کیا؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ جب دوسرے حج پر تشریف لے گئے تو مدینہ

طیبہ بھی حاضر ہوئے واپس لوٹنا ہی تھا مگر آپ کے لئے ایک مفتری نے لکھا "دیکھ لیں کہ خلیل احمد صاحب اور احمد رضا خان صاحب میں سے کس کو مدینہ منورہ نے اپنی مجاورت سے نکال کر باہر کر دیا (کتاب مذکور صـ ۳۲) مگر حسین احمد صاحب ٹانڈوی جو مستقل سکونت کیلئے مدینہ طیبہ گئے تھے جیسا کہ خود لکھتے ہیں "احقر عرصہ دراز سے بمعیت اپنے والد ماجد دام مجدہٗ اپنے وطن آبائی ضلع فیض آباد چھوڑ کر ظل عاطفت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی مدینہ منورہ میں جاگزیں ہو گیا ہے" (کتاب مذکور صـ ۱۹۸) وطن چھوڑ کر مدینہ منورہ میں جاگزیں ہو گیا ہے جیسی صریح عبارت اعلان کر رہی ہے کہ یہ مستقل ارادہ تھا یہ بھی لکھا گیا "اور اس طرح تقریباً تیرہ برس گنبد خضرا کے زیر سایہ آپ نے تدریس حدیث و تفسیر کی خدمات انجام دی" (کتاب مذکور صـ ۱۶۰) مگر سیاسی تخریب کاری میں گرفتار کر کے نکالے گئے اور یہ خاک اپنے خمیر کرم چند گاندھی اور جواہر لعل نہرو کے زیر سایہ ہندستان پہنچا دی گئی ناظرین غور کا مقام ہے کہ تیرہ سال مدینہ منورہ کے قیام کے بعد حدیث نبوی کا یہ نکال پھینکنا کیسا صادق آ رہا ہے جو حقیقت ہے اور قطعی واقعہ ہے مگر جھوٹے وکیل بغیر کہے نہیں رہ سکتے کہ وہ تو خود ہی واپس آ گئے تھے کیونکہ مستقل ہجرت کا ارادہ نہ تھا مگر یہ کیسی بد نصیبی ہے کہ وہاں تیرہ سال رہ کر بھی ہمیشہ واپسی ہی کی نیت سوار رہی اور مستقل قیام کی تمنا نہ کی جائے صاحب مقدمہ پیش بندی کے تحت واقعات کی یوں پردہ پوشی کرتا ہے" اگرچہ آپکے والد صاحب کے علاوہ دیگر افراد خاندان نے ہجرت کی نیت نہیں کی تھی لیکن کسی فرد نے بھی والد ماجد کو تنہا چھوڑنا گوارا نہیں کیا" (کتاب مذکور صـ ۱۵۹) پون صدی کے بعد آج ایک خود ساختہ مجتہد نیت اور دلی ارادوں کی فرضی صفائی پیش کرنے پر تلا ہوا ہے یہ بھی کیسی حیران کن بات ہے کہ

صحابہ کرام کی زبانیں ہمارے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ کہتے کہتے نہیں تھکتی تھیں مگر یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی تو تمنا نہیں صرف اپنے والد ماجد کو نہ چھوڑنے کی نیت سے مدینہ کی سکونت دلبرداشتہ قبول کی جارہی ہے گویا حضور کے قرب و محبت پر والد کو ترجیح دی جارہی ہے۔ یہ کیسا ایمان ہے صاحب مقدمہ کا یہ کیسا اجتہاد ہے کہ بجائے تعریف کے تکذیب کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر کیلئے تسلیم کرلیا جائے کہ تیرہ سال قیام کے دوران وہاں مستقل آباد ہونے کی نیت تک نہ کی گئی ہو تو پھر ان کو مدنی کہلوانے کا حق کیسے حاصل ہوگیا اور ان کی ذریت کس منہ سے مدنی لکھتی ہے کیا یہ فریب نہیں ہے خدا کا خوف ہوتا تو ایسا کبھی نہ کرتے۔

اس نئے دیوبندی قانون کے تحت وہابیہ کو حاجی کے ساتھ مکی اور مدنی لکھنے اور کہلوانے کا حق حاصل ہوجاتا ہے مگر نجانے کس مصلحت کے تحت انہوں نے اس کا عمل شروع نہیں کیا ہے اس کی وضاحت کوئی ٹانڈوی پرست ہی کرے گا کہ یہ خاص EXCEPTION ٹانڈوی صاحب ہی کیلئے کیوں محفوظ رکھا گیا ہے ؎

حق را فریبد کہ نبی را فریبد
آن شیخ کہ خود را مدنی خواند !! (علامہ اقبال)

جناب اسد ملتانی بھی اس موقع پر خاموش نہ رہ سکے لکھتے ہیں !

ہوا ہے مولویوں کو یہ کیا میرے مولا ۔ لگا رہے ہیں جو وہ مالوی کو سینے سے
یہ مولوی مدنی سے کوئی ذرا پوچھے ۔ مدن سے آپ کی نسبت ہے یا مدینہ سے

∴ ∴ ∴

حسن ز بصرا بلال از حبش صہیب از روم
ز خاک دیوبند مدنی این چہ بوالعجبی است

یہی نہیں بلکہ وہ مدینہ اور دل کے مالک بھی بن گئے حالانکہ وہاں سے نکالے جا چکے ہیں ! وہ مدینہ والے میرے دل کے مالک بن گئے
ایک نبی اللہ کا ایک ولی اللہ کا
(نذر عقیدت از قاری فخر الدین گیاوی)

یہاں ٹانڈوی صاحب کی ملکیت کے طفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت کو بھی تسلیم کرلیا گیا ہے مگر اسمیں بھی دل کی ملکیت پر برابری کا حصہ رکھا گیا ہے جو قابل غور ہے۔ انڈیا میں کبریائی پر پردہ ڈال کر چھپے رہے مدینہ میں پہنچے تو صرف ولایت ہی باقی رہی ؎

ہند میں کبریا و لیکن در مدینہ ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

لیکن جب کوئی سنی حضور کو مجازی مالک بھی کہدے تو پورا ایوان نجد و دیوبند تھرانے لگتا ہے اور ان کے طالب علم تک فوراً سورہ انعام پیش کرتا ہے "آپ کہدیجئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کس کی ملک ہے کہدیجئے اللہ ہی کی ملک ہے" افسوس اس دورنگی نفاق اور معنوی تحریف پر اور اس پر یہ جرأت کہ اسکو قرآن فہمی کہہ کر دھوکہ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح خلیل احمد انبیٹھوی صاحب کیلئے مبالغہ

اور کون مدینہ منورہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کے مبارک قبرستان جنت البقیع میں آسودۂ آغوش لحد ہے ؟ اور کون (اعلحضرت) تمنائے بسیار کے باوجود اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہا ؟
(کتاب مذکور ص ۳۲)

سب جانتے ہیں کہ محروم ازلی شیطان ہے اور اسکی ذریت جس کا عقیدہ ہے کہ شیطان

کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کونسا حصہ ہے (اور لکھا) یہ وسعت شیطان کو نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے"

(براہین قاطعہ)

یعنی شیطان کیلئے علم محیط زمین کا قائل ہونا نصوص قطعیہ سے ثابت اور عین ایمان ہے مگر یہی علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانا جائے تو خلاف نصوص ہی نہیں قیاس فاسد اور شرک ہے ایمان کا حصہ نہیں ہے! یہ گستاخی بھی دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف فخر عالم بار بار لکھتا ہے مگر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھتا اور لکھا "بوجہ بنی آدم ہونے کے آپکو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے" یہ نص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوبندیوں کا بھائی کہنے تک تو تسلیم کی جاتی ہے مگر اس نص کے تحت کوئی دیوبندیوں کو ابو جہل فرعون یا شداد کا بھائی کہدے تو تسلیم نہیں کی جاتی اور توہین میں شمار ہونے لگتی ہے کیا ایمان والوں کی ایسی ہی نصوص ہوتی ہیں یہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد کی کھلی ہوئی نشانیاں کیا صحابہ کرام کو یہ نص معلوم نہ تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنے کے بجائے آپ پر اپنے ماں باپ قربان کیا کرتے تھے یہ چاروں مذاہب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ازواج مطہرات امہات المؤمنین ہیں مگر اس دیوبندی عقیدے کے تحت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنا عین نص کے مطابق ہے (معاذ اللہ) تمام ازواج مطہرات بجائے ماں کے بھاوج قرار پاتی ہیں جن سے نکاح بھی درست قرار پائے گا ناظرین غور کریں کہ دین میں کس قدر فساد داخل کیا جا رہا ہے اور اسی الحاد کو اسلام قرار دیا جا رہا ہے ؏

پنبہ کجا کجا نہم تن ہمہ داغ داغ شد

اس کے علاوہ خلیل احمد صاحب کا امکان کذب باری تعالیٰ اور امکان نظیر کا قائل ہونا۔ فاتحہ سوم یعنی ایصال ثواب کو رسم ہنود و کفار کہنا قیام و سلام کے بدعت کفر شرک تک کا قائل ہونا ان ہی عقائد باطلہ پر مناظرہ کے بعد بہاولپور سے نکالا جانا اور اسٹیٹ بدر ہونا قابل غور ہے حوالہ کیلئے دیکھیں تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل،

باقی رہا لحد جنت البقیع میں ہونا

اس کا قصہ دیوبندی مربی خلائق گنگوہی صاحب کی زبانی سنیئے۔ "کانپور میں کوئی نصرانی تھا جو اعلیٰ عہدے پر فائز تھا مسلمان ہو گیا تھا مگر مصلحتاً چھپائے ہوئے تھا اتفاق سے اس کا تبادلہ ہو گیا اس نے مولوی صاحب کو جن سے دین کی باتیں سیکھی تھیں اپنے تبادلہ سے مطلع کیا اور تمنا کی کہ کسی دیندار شخص کو مجھے دیں جس سے علم دین حاصل کرتا رہوں چنانچہ مولوی صاحب نے اپنے ایک قابل شاگرد کو اس کے ساتھ کر دیا کچھ عرصہ کے بعد جب یہ نصرانی بیمار ہوا تو اس نے مولوی صاحب کے شاگرد کو کچھ روپیہ دیا اور کہا جب میں مر جاؤں اور عیسائی مجھے اپنے قبرستان میں دفن کر آئیں تو تم رات کو جا کر مجھے قبر سے نکالنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب مولوی صاحب کے شاگرد نے حسب وصیت رات کو ان کی قبر کھولی تو دیکھا کہ اس میں وہ نصرانی تو ہے نہیں البتہ (دیوبندی) مولوی صاحب پڑے ہیں وہ سخت پریشان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ میرے (دیوبندی) استاد یہاں کیسے آخر میں دریافت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نصرانیوں کے طور طریق پسند کرتے تھے اور اچھا جانتے تھے" (تذکرۃ الرشید صـ ۲۵)

یہاں ان صاحب نے بھی انگریز سرکار ہی کے ایما پر تفریق بین المسلمین ہی کے لئے عقائد فاسدہ پھیلائے جن کا نمونہ اوپر گزرا سنیت کا لیبل لگا کر عقائد فاسدہ ہی نہیں پھیلائے بلکہ باطل کی طرفداری میں مناظرے تک کیلئے اڑے رہے مگر آخر اللہ نے رسوا کر کے اسٹیٹ بدر کروا دیا اب صاحب مقدمہ کو بجائے جنت البقیع پر قبضہ جمانے کے انہیں کہیں گورا قبرستان تلاش کرنا چاہیئے کیونکہ ایسے بدعقیدہ کا وہاں گزر نہیں امید ہے مجتہد صاحب اپنے امام ربانی کے قول سے اب بغاوت نہیں کریں گے ؎

خر عجم گر بمکہ مے رود ؎ باز نہ آید ہنوز خر باشد

بظاہر جنت البقیع میں دفن ہونے پر اتنا مبالغہ کرنے والوں کیلئے مقام عبرت ہے کہ اعلیٰ حضرت کا تعلق تو ان سے ہے جن کی وجہ سے جنت البقیع کو شرف و کمال حاصل ہوا ہے جیسا کہ حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز مرادآبادی بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور لکھتے ہیں کہ حضرت دیوان سید آل رسول سجادہ آستانہ خواجہ غریب نواز کے ماموں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے فرماتے ہیں ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں بڑا استغناء تھا مسلمان جسطرح عربوں کی خدمت کرتے تھے ان شامی بزرگ کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے نذرانے پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہ کرتے تھے اور فرماتے مجھے اس کی ضرورت نہیں میں فارغ البال ہوں مجھے ان کے طویل سفر پر تعجب ہوا عرض کرنے پر فرمایا مقصد تو بڑا زریں تھا مگر حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کسی کا انتظار ہے میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی فداک ابی و امی کس کا انتظار ہے ارشاد فرمایا احمد رضا کا میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں ؟ فرمایا ہندستان میں بریلی کے باشندے ہیں بیداری کے بعد

میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا مولانا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا ہندستان آیا بریلی پہنچا معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ ان کی تاریخ وصال تھی ؎

اے چشم آرزو کی گہرباریاں تو دیکھ
لٹتے ہیں صبح و شام خزانے نئے نئے

اسی طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ دوسرے حج پر تشریف لے گئے مواجہ شریف میں طلب دیدار کی تمنا میں مراقب ہوئے شاید پہلے یا دوسرے دن تک باریابی نہ ہوئی آپ نے اسی اضطراب میں ایک نظم لکھی جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
ترے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس گلی کا گدا ہوں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا — اور حالت بیداری میں زیارت نصیب ہوئی مگر ؎

دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

ایک واقعہ ہے کہ کانگریس کی دعوت پر ٹانڈوی صاحب لاہور گئے اور پنجاب مندر میں ان کی تقریر تھی اس وقت لاہور سے ہندو اخبار ملاپ نکلتا تھا چنانچہ اخبار ملاپ میں جلی قلم سے یہ سرخی تھی "پنجاب مندر میں مولوی ننگ اسلاف کی ولولہ انگیز تقریر" ایڈیٹر ملاپ کو یہ معلوم تھا کہ ٹانڈوی صاحب اپنے آپ کو ننگ اسلاف لکھتے ہیں اور اس کا یہ خیال تھا کہ یہ کوئی بہت بڑا خطاب ہے اخبار جیسے ہی بازار میں آیا پوری دیوبندی دنیا بھڑک اٹھی اور ایک کہرام مچ گیا یہاں تک کہ ایک مشتعل جتھا ملاپ کے دفتر پہنچ گیا جس

کا نعرہ تھا دفتر میں آگ لگا دو پانی سر سے اوپر دیکھ کر ایڈیٹر ملاپ باہر نکل آیا اور دریافت کیا کہ بھائیو یہ شور کیسا ہے انہوں نے کہا تم نے ہمارے شیخ کی توہین کی ہے ننگ اسلاف لکھا ہے یہ سنکر ایڈیٹر نے کہا بھائیو یہ بات میں نے اپنی طرف سے تو لکھی نہیں ہے تمہارے مولانا تو خود اپنے آپ کو ننگ اسلاف لکھتے ہیں میں نے بھی لکھ دیا تو کیا حرج ہو گیا یہ سنکر ہجوم نے کہا جناب یہ اختیار ہمارے شیخ کو ہے کہ بربنائے عجز وانکسار اپنے آپکو ننگ اسلاف لکھیں لیکن دوسرے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ برسبیل تواضع وانکسار حضرت نے جو لکھا وہ دوسرا بھی لکھے۔

(بحوالہ خون کے آنسو)

یہ بات اور قانون ٹانڈوی صاحب کے بارے میں تو یاد رہا لیکن جب بارگاہ رسالت کا سوال آتا ہے تو یہ قانون فراموش وکالعدم ہو جاتا ہے اور ہر چھوٹا بڑا دیوبندی رسول کردگار کو اپنے جیسا بشر کہتا ہے اور فوراً انما انا بشر مثلکم کا نعرہ بلند کرتا ہے آخر یہاں پہنچ کر عقل کا دیوالہ کیوں نکل گیا اور اسی سوچ کا اِنگل (زاویہ) کیوں بدل گیا شاید اسٹرلنگ ڈالر یا ریال بند ہونے کا خطرہ ہے یا گاندھی اور نہرو کی روح سے تعلق ٹوٹنے کا خوف ہے جس سے اندرا ماں کی اولاد ناراض ہو جائے گی اور قوم پرستوں سے تعلق ٹوٹ جائے گا ؎

منہ کھلے خم کا نہ واعظ قلقل مینا کے بعد
بت کدہ میں طول اتنا تو نہ دے تقریر کو!

لفظ مدنی غصب کرنے کے باوجود تشنگی دیکھیے کہ ایک صاحب نے عظیم مدنی نمبر نکال دیا یہ کیسی شقاوت قلب ہے کہ مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے اور دفن ہونے والے تو صرف مدنی کہلائیں مگر وہاں سے نکالے جانے والے

تعظیم مدنی" اور ان کی اولاد جن کو چاہے مدینہ طیبہ کی سکونت نصیب نہ ہوئی ہو وہ بھی مدنی کہلائیں جیسے اسعد مدنی وغیرہ گویا اب مدنی کا ٹائٹل لگانے یا کہلوانے کے لئے مدینہ طیبہ سے نسبت ضروری نہیں بلکہ یہ اب نسلی وصف بن گیا ہے یہ دین کی خدمت نہیں بغاوت و نسل پرستی ہے۔ عقیدت کی یہی فراوانی، فرضی تقدس مبالغہ سے واقعات اپنے سانچے میں ڈھالنا ہٹ دھرمی و محرومی کا انکشاف ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ حق پرستی کا سارا بھرم کھول کر فکر و دانش کا افلاس و فرقہ پرستی کا ثبوت بھی دے رہے ہیں۔

ابھی کچھ زندگی ہے سینہ چاکان محبت میں
ابھی دیوار زنداں گلستاں معلوم ہوتی ہے

بات بات پر کفر شرک بدعت کی پھبتیاں کسنے والوں کے یہاں عقیدت کی فراوانی اور حقیقی کفر و شرک سے مصالحت دیکھیے اپنے اور پرایوں کے لئے مختلف پیمانے، زاویہ نگاہ کی کجی، فکری افلاس ہی نفاق بین المسلمین کی جڑ ہے اگر حق پرستی و خلوص ہو تو اپنے اور بیگانے میں تفریق و عداوت نہ رہے۔

چوں قلم در دست غدارے بود
لاجرم منصور بر دارے بود

دیوبندی محققانہ مقدمہ اور دندان شکن جواب کی حقیقت

اعتراض :- فاضل بریلوی نے سخت تنقید فرمائی ہے اور بسا اوقات لہجہ بھی نہایت درشت ہے لیکن کسی مقام پر تہذیب و شائستگی سے گرا ہوا نہیں ہے وہ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں شمشیر بکف نظر

آتے ہیں مگر ان کے مخالف ناموس اسلاف کی حفاظت میں تیغ براں لئے نظر آتے ہیں دونوں کے طرز عمل میں زمین آسمان کا فرق نظر آتا ہے اہل محبت اس فرق کو خوب جانتے ہیں (فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص۲۰)

اصلی سوال آج بھی اپنی جگہ تشنہ بہ جواب ہے کہ ناموس مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں ناموس اسلاف کو ترجیح دی جا رہی ہے اور توہین رسالت یا شرک بالرسالت پر پردہ ڈالنے کیلئے اعلیٰ حضرت کو فریق ثانی بنایا جا رہا ہے حالانکہ اعلحضرت صرف توہین رسالت کرنے والوں کی پکڑ کرنے والے مفتی یا وکیل مصطفٰی کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے باغیان اسلام کے دشمن ہیں۔ ایک دین کی حفاظت کر رہا ہے دوسرا دین میں فساد پیدا کر کے اسلام میں کفر داخل کرنا چاہتا ہے۔

نام نہاد جواب میں مشکوٰۃ شریف کی یہ حدیث پیش کی ہے ترجمہ:- ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے والے جو کچھ کہتے ہیں اس کا گناہ صرف ابتلا کرنے والے پر ہے تا آنکہ جواب دینے والا حد سے تجاوز نہ کرے اس کے بعد مغالطہ دینے کیلئے غلط بیانی سے سولہ صفحات سیاہ کیئے ہیں اور ایک لمبی بحث جس کا اصل سوال سے تعلق نہیں چھیڑ دی تاہم سوائے بدلہ لینے کے جواز کے حد سے بڑھنے اور باطل کی طرفداری کا جواز پیش نہ کر سکا اور یہ حدیث ایسی ہی زیادتیوں کی وجہ سے اس کے خلاف ثابت ہو گئی۔

اس حدیث میں صرف بدلہ لینے کی اجازت ہے وہ اس شخص کو جس کے ساتھ زیادتی کی گئی ہو نہ کہ حقیقی کفر کا فتویٰ دیا گیا ہو۔ دہلوی گنگوہی نانوتوی تھانوی کو اور بدلہ کا جواز پیدا کر کے گالیاں دے ٹانڈوی اگر کوئی

سمجھے کہ ان لوگوں نے ٹانڈوی صاحب کو بدلہ لینے کا اختیار دے دیا تھا تو بھی باطل ہے کیوں کہ ٹانڈوی صاحب کی پیدائش کے پچاس سال پہلے قتیل دہلوی مٹی میں مل چکے تھے اور جب یہ ایک سال کے تھے نانوتوی بھی چل بسے تھے باقی رہے انبیٹھوی وہ فتویٰ کے بائیس سال بعد تک زندہ رہے اور گونگے بنے رہے کوئی شرعی جواب نہ دیا نہ توبہ نصیب ہوئی گویا الخاموشی نیم رضا کے تحت اپنی غلطی تسلیم کر چکے تھے چاہے اپنے معتقدین میں بھرم رکھنے کو گالیاں دیتے رہے ہوں گنگوہی صاحب بھی سبحان السبوح کے فتوے کے بعد پندرہ سال تک زندہ رہے مگر صم بکم کے مصداق کوئی شرعی جواب نہ دیا تحقیقی رد یا توبہ نصیب نہ ہوئی البتہ تھانوی صاحب نے کہہ دیا "میرے دل میں احمد رضا کیلئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں" تو پھر اب نام نہاد بدلہ لینے والے جھوٹے وکیل کمیشن ایجنٹ ٹانڈوی صاحب کو شرعی حق کیوں کر ثابت ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ حدیث پاک کی معنوی تحریف ہے جو نفسانیت کے تحت کی گئی ہے قطعی بے محل ہے۔

پھر یہ کہ اعلیٰ حضرت نے تمہارے خیال کے مطابق جرم کیا تو صرف ان کو جواب دینا چاہیئے نہ کہ ان کے آباؤ اجداد استاد پیر وغیرہ کو کیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے والدین استاد پیر آباؤ اجداد نے بھی دیابنہ کو گالیاں دی تھیں؟ جس کا جواز اس حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ سراسر حد سے بڑھنا ہے جس کے لئے خود یہ حدیث منع فرما رہی ہے! نفسانیت کا نام بدلہ رکھ کر OFFENCE کیا جا رہا ہے جو علمی خیانت اور حدیث پاک کی مخالفت ہے۔ جب تھانوی صاحب نے صاف صاف کہہ دیا عشق رسول کی بنا پر کافر کہتا ہے جس کے معنیٰ ظاہر ہیں کہ تھانوی صاحب

بھی عشق کے ناطے سے اس فتوی تکفیر کی تصدیق کر رہے ہیں مگر اپنی انا کی وجہ سے تجدید اسلام نہیں کرتے۔ اسی طرح تھانوی صاحب نے یہ بھی لکھا "چنانچہ بریلی کے مولوی احمد رضا نے .... حضرات علماء دیوبند دہلی کو کافر کہنا شروع کیا اور اوران کو مخاطب کر کے مجادلہ کے اشتہارات چھاپے ان بزرگوں نے فضول سمجھکر ان کی طرف التفات نہ کیا بلکہ ایک دفعہ جب بریلی میں ایسے اشتہارات کے جواب لکھنے پر ان سے اصرار کیا گیا تو انہوں نے یہ کہکر پیچھا چھڑوایا کہ آپ جیتے ہم ہارے"

(بسط البنان ص۸ از تھانوی صاحب مکتبہ تھانوی متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی)

پھر ٹانڈوی صاحب کا اشرف علی صاحب کی طرفداری میں یہ لکھنا " اپنے آباؤ اجداد یہودی بنی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا (کتاب مذکور ص۲۷۶) کیسی نفس پرستی ہے پھر استاد اور معلم اس کا شیطانوں کا سردار ہے (ص۱۹۵) اپنے اسلاف بنی اسرائیل کی عمدہ یادگار ہے (ص۱۹۹) اپنے طریقے آبائی جو بنی اسرائیل کا تھا یعنی یقتلون الانبیاء بغیر حق زندہ کیا (ص۲۰۲) اگر غیرت ہے تو اسکی مثال پیش کرو ورنہ دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کیا فرما رہا ہے انما یفتری الذی لایومنون آخر کو خود بھی تو بنی اسرائیلی ہیں (ص۲۰۴) اور پورا مقابلہ اس بات میں تو ان کا وہی کر سکتا ہے جو رذیل النسب و قبیح اخلاق اور جاہل اجڈ ہو (ص۲۰۳) اب تک تو حدیث سے بدلہ ثابت کر رہے تھے اب مقابلہ اس کا ترجمہ کیسے ہو گیا اس قدر حد سے بڑھنے اور ظلم کے بعد بھی نفسانیت کی آگ نہیں بجھی کہ پورا مقابلہ نہیں ہوا یہ علمی بحث ہے یا انتقامی جنون کہ محدود بدلہ کے جواز کے بہانے سے معنوی تحریف کر کے مستقل عداوت و مقابلہ کے معنے پیدا کئے جا رہے ہیں تاکہ اپنے مظالم و نفسانیت پر نقاب ڈال سکیں۔ مجتہد صاحب کیا آپ کے مذہب میں حدیث کے دائرہ میں رہ کر بدلہ لینے پر بھی انسان رذیل النسب جاہل اجڈ بن جاتا ہے؟ حیف ہے اس رسول دشمنی پر یہی وہ

شیطانی نفاق ہے جس کے ہر ذرہ سے خباثت ٹپک رہی ہے اور تفریق بین المسلمین کا سبب بنا ہوا ہے مگر دھوکہ سے اسی کو حدیث نبوی کا تحفظ دیا جا رہا ہے۔

بدلہ لینے کے یہ معنیٰ بھی نہیں ہیں کہ اگر کسی کافر مشرک زانی منافق یا شرابی کو کوئی مؤمن کافر مشرک زانی یا منافق کہدے تو اس بد دین کو بھی اس مومن کیلئے یہ الفاظ کہنے کا جواز پیدا ہو جائے گا اور وہ مومن ان الفاظ کا مستحق بن جائے گا جبکہ اس میں ایسا کوئی پہلو موجود نہیں ہے بدلہ کا بہانہ بنا کر ایسی باتوں کا جواز حدیث سے پیش کرنا دینی دیانت کے خلاف و علمی خیانت ہے۔

اس حدیث کے یہ معنیٰ بھی نہیں جیسا کہ لئے جا رہے ہیں کہ ایک شخص پر الزام لگا کر ہزار ہا دشمن اس ایک سے بدلہ کا بہانہ بنا کر اپنی اپنی نفسانیت کے تحت سیکڑوں بلکہ ہزاروں گنا ظلم روا رکھیں پھر بھی بدلہ پورا نہ ہو اس منطق نے تو روافض کو بھی شرمندہ کر دیا ہے پھر جواز میں حدیث سے استدلال چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

اس باطل تاویل کے تحت ہر شیطانی ذریت کو یہ کہہ کر کہ اللہ جل شانہٗ نے شیطان کو رجیم یعنی مردود فرمایا اور رسولوں نے بھی تو اب ہر شیطانی ذریت کو بدلہ میں اللہ اور اس کے رسولوں کو گالیاں دینا روا ہو گیا معاذ اللہ۔ شاید اسی لئے شیطان کے علم کو حضور سے زیادہ، انبیاء کو اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل تک لکھا گیا اور اللہ تعالیٰ کیلئے بھی فریب دھوکہ دغا بندوں کے عمل سے پہلے بے علم وغیرہ لکھکر انتقام لیا گیا ہے (معاذ اللہ) کیا مجتہد بندۂ ننگ اسلاف وضاحت فرمائیں گے کہ یہ سب کچھ اسی حدیث کے تحت کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ نے آیت ن والقلم میں ولید بن مغیرہ کی دس برائیاں ظاہر فرمائیں جس میں اسکو حرامی بھی فرمایا تو کیا اب کوئی بھونڈی شیطانی عقل والا اجتہاد کر سکتا ہے کہ مغیرہ کو بھی بدلہ میں حق حاصل ہو گیا ہے کہ وہ بھی اللہ جل شانہٗ کو

اوران تمام کو گالیاں دے جو اس کو حرامی کہیں (معاذاللہ) کیا حدیث پاک ایسے جواز کیلئے ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ کلام پاک اس مقدس ذات پاک کا ہے جو شوائب نفسانی سے پاک ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ وہ ستار العیوب جو بڑے بڑے سیاہ کار بندوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے اس نے اس گستاخ رسول کی رسوائی کیلئے حقیقت ظاہر فرمادی تو ثابت ہوا کہ یہ حرامی کافر منافق مردود وغیرہ ان کے اہل کو، کہنا گالی نہیں ہے بلکہ اظہار حقیقت ہے تو پھر اس کا بدلہ کیسا؟ اس سے ثابت ہوا کہ حقیقت کے اظہار کو گالی تصور کر کے بدلہ لینے والے باغی ہیں ۔

میں نے تو کیا پردہ اسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرض کور نگاہی

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے جب گستاخانہ عبارتیں رسالوں میں دیکھیں قارئین کو ان کے گستاخانہ اور خلاف اسلام پہلوؤں سے اقوال سلف کی تائید کے ساتھ مطلع کیا رجسٹریاں روانہ کیں معتبر آدمی بھیجے مگر جب قائلین نے بجائے اصلاح کے باطل تاویلیں کج بحثی شروع کردیں بجائے قبول حق کے الزامات بہتانات شروع کر دیئے اور ضد میں ان ہی گستاخانہ عبارات کی بار بار اشاعت شروع کردی تو اب اعلیٰحضرت پر شرعی فتویٰ لازم آگیا جو آپ نے جاری فرمایا تاکہ ناواقف عوام وخواص ایسی عبارتوں سے محفوظ رہیں اور قائلین رجوع کریں مگر ہدایت اللہ کی طرف سے ہے بعض نے رجوع کیا بعض دشمنی پر اتر آئے یہ اعلیٰحضرت کے مؤمن ہونے کا ثبوت اور آپکو بلا جواز کافر مشرک ومکفر المسلمین کہنے والوں پر اللہ کا قہر ہے کہ بقول حدیث ان کو توجہ اور توبہ نصیب نہیں ہوتی اور نہ ہوتی ہے ورنہ معمولی عقل والا بھی سوچ سکتا ہے کہ وَایمنا

ترک کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا حالانکہ صحابہ کرام اس لفظ کو غلط معنوی پہلو سے ہرگز عرض نہیں کرتے تھے تو پھر ان بدنام زمانہ گستاخ باری تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم عبارتوں کو کیوں نہیں ترک کیا جاتا آج بھی ان کی اشاعت ہو رہی ہے قائلین کو بڑے بڑے دینی ٹائیٹل دیئے جارہے ہیں یہ کفر لوٹنے والی حدیث پاک کی صداقت اور اعلیٰحضرت کے ایمان کی تصدیق ہے کہ انکے دشمن پرانے کفریات کی تائید کرکے اب اس قدر دلیر اور جری ہوگئے ہیں کہ نئے کفریات صریح بھی ان کا مشغلہ بن گیا ہے اور منافق کی طرح اپنے آپ کو دیندار کہتے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں پر پھبتیاں کستے ہیں تاکہ دینی برتری اور مصنوعی تقدس کا رعب جما سکیں عبارت پیش ہے پڑھیئے اور فیصلہ کیجئے ۔

"تم نے کبھی خدا کو بھی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے کبھی خدا کو اس کے عرش عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکتے ہو کہ رب العالمین اپنی کبریائی پر (کھدر) کا پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا"

(شیخ الاسلام نمبر ص۵۹ رجو الزخوں کے آنسو)

اب جبکہ انہوں نے حسین احمد ٹانڈوی صاحب کو اپنا خدا بنا ہی لیا ہے تو وہ سنیوں کو بھی ترغیب دے رہے ہیں کہ تم بھی اعلیٰحضرت کو خدا بنالو تجویز ہم کئے دیتے ہیں بلکہ تسلیم بھی کر لیتے ہیں ۔

گالیاں بکتے رہو اسلاف امت کیخلاف
اے بریلی کے خداؤ کیا یہی اسلام ہے (کتاب مذکور ص۵۹)

شورش مجھے بطحا سے ملا ہے اشارا
ڈوبے گا بریلی کے خداؤں کا ستارا (کتاب مذکور ص۶۰)

بریلوی اعلیٰحضرت کو خدا نہیں مانتے مگر دیوبندیوں نے اعلیٰ حضرت کو خدا لکھکر اپنے کفر پر ایک اور نئی مہر ثبت کردی ہے صرف اس امید پر کہ اگر کوئی سنی ان کے اس مشورے کو مان لے تو اسے بھی کافر کہنے کا جواز پیدا ہو جائے اور اپنے ساتھ جہنم میں لے جاسکیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے یہاں خدائی بدلتی رہتی ہے اور ان کے خداؤں کا ستارہ ڈوبتا چڑھتا رہتا ہے کسی نے کہا ہے کہ دین جب جاتا ہے مت بھی ماری جاتی ہے خود ہی فرما رہے ہیں کہ لطحا سے اشارا ہوا ہے کہ بریلی میں خدا موجود ہیں تو پھر بجائے ٹانڈوی خدا کے بریلوی خدا کو کیوں نہیں مانتے یہ لطحا سے کیسی بغاوت ہے کہ الہام کے بعد بھی سرکشی ہے جس لطحا پر تمہیں خود یقین نہیں اس کے اشارے کی طرف دوسروں کو ترغیب دے کر کیوں گمراہ کرتے ہو کیا یہ کھلی ہوئی منافقت نہیں ؟

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمہ پہ شاد ہے
صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

ٹانڈوی صاحب کی حمایت میں اعلیٰ حضرت کی طرف کفر ثابت کرنے کے لئے کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچ رہے ہیں اپنے زخموں کو چاٹ چاٹ کر ندامت مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں حتیٰ کہ اپنے دین ایمان کو بھی داؤ پر لگا رہے ہیں باوجود اس کے نامرادی مقدر بن گئی ہے ایمان سے ہاتھ دھونے کے باوجود نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ۔ کتاب مذکور ص ۲۶۹ پر " مکفر المسلمین المجدد المبتدعین خان صاحب بریلوی کا اقراری کفر کی سرخی لگا کر یہ خیانت شدہ عبارت ص ۲۶۳ پر پیش کی ہے۔

اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) سے کفر یہ حکم نہیں کرتا کہ ہمیں

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ ۔ اس کے بعد اپنے یہ ریمارکس لکھتے ہیں ۔ خان صاحب کی تمام عبارات کو جوڑ کر نتیجہ یہ نکلا کہ اسمٰعیل دہلوی کی طرف عقائد کفریہ منسوب کرنے کے باوجود ان کو کافر نہ کہنے کی وجہ سے وہ خود ہی بقول خود کافر اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں اور اب جو انہیں کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرے احتیاط برتے وہ بھی (کتاب مذکور ص ۲۷۶)

گویا انہوں نے جن عقائد منسوبہ کو تھوپا لکھا اب تسلیم کر لئے ہیں اور کفری فتوی بزبان حال سے تسلیم کر لیا ہے ۔ اسی طرح انہوں نے ص ۲۷۳ پر بھی تسلیم کر لیا ہے ۔

" لیکن ان تمام سنگین جرائم کے باوجود (جن میں سے ایک بھی قطعی تکفیر کے لئے کافی ہے اور جن کے مرتکب کو کافر نہ جاننے کی وجہ سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے) مولوی احمد رضا خاں صاحب حضرت شہید کو کافر نہیں کہتے ص ۲۷۴ ۔ یعنی ان کفری جرائم کی رو سے سبکو اسمٰعیل دہلوی کو کافر جاننا اور کہنا فرض ہو گیا تھا مگر چونکہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے کافر ہونے کا حکم نہیں کیا اس لئے خود کافر ہو گئے پھر ص ۲۷۶ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے لئے لکھا کہ ہر کہ شک آرد کافر گردد ۔ یہاں حکم تام ہے کہ جو کوئی بھی آپکے کافر ہونے میں شک کرے گا کافر ہو جائے گا گویا دہلوی کے کفر اس قدر پختہ و شدید ہیں کہ کوئی بھی دیوبندی ہو یا بریلوی ان کو کافر نہ کہے گا تو خود کافر ہو جائے گا یعنی انہوں نے دہلوی کی طرف اعلیٰ حضرت کے تمام منسوب کردہ کفر تسلیم کر لئے ورنہ کفر لوٹنے کا سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا اس منطق کے تحت تمام وہابیہ کیلئے جو کہ "ہر کہ" میں شریک ہیں فرض ہوا کہ دہلوی کو کافر جانیں ورنہ ان کی طرف بھی کفر ضرور لوٹے گا اور اگر نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت کی طرف بھی کفر لوٹنے کا جواز باقی نہیں رہ سکتا یہ ممکن نہیں کہ جس کو کافر نہ کہنے کے جرم میں اعلیٰ حضرت کافر ہو جائیں اسی کو کافر نہ کہنے کے جرم میں دیوبندی کافر ہونے سے بچ جائیں اس طرح انہوں نے ایک مرتبہ پھر دہلوی کے کفر کی تصدیق کر کے اپنی مہر لگا دی اور اگر اس کا انکار کریں تو کفر لوٹانے کا الزام ان کے اپنے اوپر لگ جائے گا گویا اب یہ کملی کو چھوڑنا چاہتے ہیں مگر کفر کی کملی ان کو نہیں چھوڑتی اسی طرح صاحب مقدمہ نے لکھا :-

"احمد رضا خانصاحب کا اپنے معدودے چند معتقدین کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر و گمراہ قرار دینا ایک ایسی حقیقت ہے جس میں نہ آج سے بیشتر کبھی محققین کی دو رائیں ہوئی ہیں اور نہ کبھی آئندہ کسی صاحب بصیرت اور واقف حال انسان کی طرف اختلاف کی گنجائش ہے" (کتاب مذکور ص ۱۰۶)

یعنی جو شخص اعلیٰحضرت کو مکفر المسلمین نہ مانے وہ محقق ہی نہیں اور اگر آئندہ بھی کوئی محقق یا صاحب بصیرت یہ عقیدہ نہیں رکھے گا تو وہابیہ اس نادر شاہی حکم کے تحت اس کا نام محقق اور صاحب بصیرت کی فہرست سے خارج کر دیں گے یہی نہیں بلکہ بقول خود کافر بھی کہیں گے۔

خود ساختہ مجتہد ص ۸ پر لکھتا ہے :-

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص نے کسی دوسرے شخص کو کافر کہا حالانکہ فی الواقع وہ کافر نہیں ہے تو وہ کفر کہنے والے پر ہی لوٹ آئے گا مقصد یہ کہ مذکورہ ص ۱۰۶ ، والی عبارت کے تحت تمام دنیا کے مسلمانوں کو سوائے معدودے چند کے اعلیٰ حضرت نے کافر کہا اس لئے کفر لوٹ کر خود کافر ہو گئے اس طرح یہ بات وہابیہ کے نزدیک قطعی کامل ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس میں تاویل کی گنجائش

نہیں اسی لئے انہوں نے حکم لگایا کہ کوئی بھی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو کافر کہنے میں شک کرے گا کافر ہو جائے گا۔ یہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ نہیں ہے بلکہ وہابیہ کا متفقہ اعتقادی فیصلہ ہے اسی بنا پر ان کے علماء نے دل کھول کر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو دجال، مجدد تکفیر، مخرب دین، کافروں کا سردار، مکفر المسلمین، بے ایمان، نجاست کا کیڑا، بریلوی خود کافر ہے مثل نصاریٰ وغیرہ جیسے الفاظ تحریر کئے۔ اور اس پر اصرار کیا کہ جو انہیں کافر نہ کہے یا نہ جانے کافر ہے مگر ساتھ ہی منافقت بھی دیکھئے "ضروری انتباہ" کی سرخی کے تحت لکھا کہ ناظرین ملحوظ رہے کہ خانصاحب کو ہم نے کافر نہیں کہا نہ ہم کافر کہتے ہیں۔ (کتاب مذکور ص ۴۷) تو کیا اتنے جلدی کفر لوٹنے والی حدیث مبارک کا انکار کرنے لگے اگر نہیں تو کافر کو کافر نہ سمجھنے کے جرم سے تمہیں کون بچا سکتا ہے کیونکہ دیدہ و دانستہ کفر کا ارتکاب کر رہے ہو اور اپنے گمان میں اعلیٰحضرت عظیم المرتبت کو اسی جرم میں کافر قرار دے چکے ہو تو خود کیسے بری ٹھہر سکتے ہو ہرگز نہیں یا پھر تمہیں یقین ہے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر کافر کو کافر نہ کہنے کا الزام جھوٹا ہے اسی طرح مسلمان کو کافر کہنے کا بھی بہتان ہے اسی لئے بقول حدیث مبارک کفر لوٹنے کے قائل نہیں اس طرح اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پہ کفری الزام لگا کر خود کافر ٹھہرے گویا وہابیہ کا مقدر کفر سے ایسا وابستہ ہے کہ کسی طرح چھٹکارا ملتا ہی نہیں ایک طرف سے نجات ملتی ہے تو دوسری طرف سے پکڑ لیتا ہے۔ یہ ہے احادیث کی صداقت اور اعلیٰ حضرت کے مومن ہونے کا قدرتی ثبوت کہ آپکی طرف کفر کی نسبت کرنے والے خود کفر کے دلدل میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ نجات کی کوئی صورت ہی نہیں نکلتی بلکہ کفر کے بھنور میں غرق ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

اب اعلیٰحضرت کے اصلی فتوے کی عبارت کی طرف آئیے جس میں سے پہلے اور بعد کی دونوں طرف سے عبارتیں حذف کر کے کفری معنیٰ پیدا کرنے کی کوشش

کی گئی ہے مندرجہ بالا عبارت جو خائن نے پیش کی ہے اس عبارت سے پہلے یہ عبارت ہے "ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدیدہ کو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں" اور پیش کردہ عبارت کے بعد جو عبارت مفتری نے حذف کردی ہے یہ ہے "مگر یہ کہتا ہوں اور بے شک کہتا ہوں اور بلا ریب ان تابع و متبوع سب پر ایک گروہ علماء کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کفر لازم والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم

(سبحان السبوح صـ۹۶)

ناظرین ان دونوں حذف شدہ عبارات کی موجودگی میں یہ کب ثابت ہوا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے قتیل دہلوی کو قطعی مسلمان یا مؤمن تصور کیا ہے اور اسے کفر پر نہ جانا ہے کیونکہ اسکی حالت کفر اور اسلام کی ملی جلی کھچڑی ہے یعنی کفریات کے ساتھ ساتھ کلمہ کی تکرار بھی ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ایسے عقائد کو بدعت ضلالت و کفر میں ملوث قرار دیا مگر بقول حدیث پاک کافر کہنے کو منع فرمایا نہ کہ لزوم کفر سے منع فرمایا اور نہ ہی گمراہی ضلالت و بدعت سے بری سمجھا لزوم اور التزام میں فرق ہے اقوال کا کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر کہنا اور بات ہے کافر نہ کہنا اور کفر پر نہ جاننا دو علیحدہ علیحدہ باتیں ہیں مگر دیو زدہ عقل کی یا تو وہاں تک رسائی نہیں یا پھر ان کی عقیدت وانا قبول نہیں کرنے دیتی جو اندھی تقلید و تعصب کا ثمرہ ہے اللہ تعالیٰ حق و باطل کی پہچان و سمجھ عطا فرمائے۔

تمہید ایمان والی دوسری عبارت میں بھی خیانت کرکے پیش کی ہے اس سے پہلے جو عبارت حذف کی گئی ہے یہ تھی "آخر یہ بندہ وہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر لزوم کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ

ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے یہاں بھی لزوم کفر ثابت کیا اور بحکم حدیث پاک کافر کہنے کو منع کیا۔ یہاں ایک فریب اور بھی کیا ہے کہ کتاب مذکور صـ۱۸ پر حوالے دو کتابوں کے دیئے سبحان السبوح اور تمہید ایمان مگر دونوں کے درمیان عبارت ایک ہی پیش کی وہ بھی خیانت شدہ !

اب وہابیہ کی خیانتیں، قطع و برید، حذف، تحریفیں دھوکہ دہی اور فریب کاریاں پوری طرح روشن ہو گئی ہیں اور ثابت ہو گیا کہ اپنی بے ایمانیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے کیسے بہتانات تراشتے ہیں اور خیانتیں، قطع و برید کرلیتے ہیں مگر ان کو پھر بھی شرم نہیں آتی اور اپنی چرب زبانی سے مٹھو میاں کی رٹ لگائے رہتے ہیں اور طوطی کی طرح نہیں جانتے کہ مٹھو کیا ہے اور میاں کیا ہے ایسوں ہی کے لئے فرمایا گیا ہے "اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پھیلا رکھے ہیں بہت سے جن اور آدمی ان کے وہ دل ہیں جن سے حق کو نہیں سمجھتے اور وہ آنکھیں جن سے حق کا راستہ نہیں دیکھتے اور وہ کان جن سے حق بات نہیں سنتے۔ (سورۃ الاعراف پ۹ رکوع ۱۲)

اب اس عبارت کا بھی جائزہ لیتے چلیں جسکو "رضاخانی تحریف" یعنی عبارت اور معنوی تحریف کہا جا رہا ہے۔

اعتراض !- پروفیسر صاحب نے حضرت مدنی (نام نہاد) کی مراد کے برعکس ایک تو اس عبارت کو احمد رضا خان صاحب کے مسلمان آباؤ اجداد پر منطبق کردیا دوسرے مدنی کی عبارت نقل کرنے میں بھی رضاخانی تحریف کا ارتکاب کیا۔ پروفیسر صاحب کی نقل کردہ عبارت یہ ہے "اپنے آباؤ اجداد یہودی اسرائیلی کی ہڈیوں کو زندہ کردیا" حالانکہ اصل عبارت اس طرح ہے۔

"مجدد تفضیل نے معنیٰ اور عبارت دونوں میں تحریف کرکے اپنے آباؤ
واجداد یہود بنی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا" پروفیسر صاحب
آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپکی یہ تحریف بھی چھپ نہیں سکتی۔
(کتاب مذکور صفحہ ۱۳۶)

یہاں بھی صاحب مقدمہ نے خیانت کرکے اپنے یہودی اسرائیلی ہونے کا ہنر دکھا ہی دیا خود خیانت کرکے پروفیسر صاحب کے سر الزام لگا رہا ہے پروفیسر صاحب کی اصل عبارت جسکا حوالہ دیا ہے یہ ہے "اپنے آباؤ اجداد یہود بنی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا" مگر خائن نے لفظ اسرائیل کو اسرائیلی میں تبدیل کیا حالانکہ اس تبدیلی سے جملہ غلط ہوگیا اسرائیلی کی ہڈیوں کو زندہ کیا۔ یہ پروفیسر صاحب کی زبان تو نہیں ہے دیوبندی اردو ضرور نظر آ رہی ہے۔ کی کا لفظ خود گواہی دے رہا ہے کہ اس سے پہلے اسرائیل تھا نہ کہ اسرائیلی اور یہ اسرائیل کا لفظ پکار پکار کر شہادت دے رہا ہے کہ مسودہ میں اس سے پہلے یہود بنی اسرائیل تھا جسکو کاتب نے غلطی سے بنی کے بجائے صرف ی سمجھ لیا اور ایسا ہی (یہودی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا) لکھدیا اگر اصل مسودہ میں یہودی ہوتا تو اس کے بعد بجائے اسرائیل کے اسرائیلی ہوتا اور اس کے بعد۔ کی۔ ہرگز نہیں ہوتا۔ کی۔ کی موجودگی نے ثابت کردیا کہ اس سے پہلے یہود بنی اسرائیل تھا جسکو خائن نے خیانت کرکے اسرائیلی بنادیا تاکہ تحریف یا خیانت کا بہتان سینہ زوری سے لگا سکے۔ کاتب کی غلطی کے باوجود کسی قسم کا فساد پیدا نہیں ہوا ناظرین خود فیصلہ کریں۔

(۱) اپنے آباؤ اجداد یہود بنی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا۔
(۲) اپنے آباؤ اجداد یہودی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا۔

یہاں کتابت کی غلطی کے باوجود لفظوں میں یا معنوں میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے مگر اس کو رضاخانی تحریف لفظوں میں اور معنوں میں کہکر خیانت قطع برید اور تحریف جیسے بہتانات لگانا دیوبندی حیا ہی گوارا کرسکتی ہے جو ان کی دیانت کا بہترین نمونہ ہے اپنی خیانتوں اور تحریفات کو دوسروں کے سر تھوپنے میں یہ کس قدر شاطر اور ڈھیٹ ہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ چیزیں ان کو اپنے علماء بزرگان اور حقیقی آباؤ اجداد یہود بنی اسرائیل سے ورثہ میں ملی ہیں جنکو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں ایسوں ہی کے لئے قرآن مجید فرماتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ مگر بجائے شرمانے کے اس کو ہنر سمجھ کر فخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے ہی گروہی تعصب و ہٹ دھرمی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

دیوبندی مجتہد کی تحقیقی ڈھول کا پول

اعتراض :- فاضل بریلوی کے اسلاف کو بنی اسرائیلی اور یہودی کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا دوسری جگہ (ملا نڈوی صاحب کا) یہ ارشاد ملتا ہے "اپنے آباؤ اجداد بنی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا"
(کتاب مذکور صفحہ ۱۳۷)

اجتہادی جواب

معترض حضرت مدنی (نام نہاد) کے کلام میں تھوڑا سا بھی غور فرمالیتے تو ایسا مہمل اعتراض قطعاً نہ کرتے کیونکہ احمد رضا خان صاحب سے حقیقی باپ دادا کو قطعاً یہودی نہیں کہا ہے اس عبارت سے مسلمان آباؤ اجداد مراد لینا انتہائی ناروا مغالطہ (کیا آپ کے یہاں مغالطہ روا بھی ہوتا ہے) دہی یا پھر کم فہمی ہے بلکہ حضرت تو یہ فرمارہے ہیں کہ

ہمارے اکابر کی عبارات میں احمد رضا خان صاحب نے اتنی بڑی بڑی اور خطرناک تحریفیں کی ہیں جنہیں دیکھ کر یہودیوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے " ناظرین " اپنے آباء و اجداد بنی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا " کا ترجمہ، خلاصہ، مفہوم مقصد یا مراد یہ بتانا کہ اس کے معنیٰ صرف یہ ہیں یہودیوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے (اپنے آباء و اجداد) اس کی خیانت کے نذر ہو گیا یہ کیسا فریب مکر عظیم و بددیانتی ہے شتر مرغ کی طرح ان الفاظ سے اس نے آنکھیں کیا بند کر لیں کہ اب یہ الفاظ کسے بھی دکھائی نہیں دیں گے حیف ہے کور باطنی کا نام اجتہاد خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد اندھی تقلید میں وہ لکھے جا رہا ہے مگر اس کا ضمیر خود اسے ملامت کر رہا ہے کہ یہ استدلال باطل ہے اس لئے لکھتا ہے " احمد رضا خان صاحب جمہور مؤرخین (وہابیہ) کے قول کے مطابق نسباً بھی اسرائیلی ہیں " صد ۲۵ " یہاں اس نے اپنے مندرجہ بالا بحث کو خود مردود کر دیا کہ اعلیٰحضرت کے باپ دادا کو یہودی اسرائیلی نہیں کہا گیا ہے جب وہ نسباً ہیں تو پھر کیوں نہیں کہا گیا اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ وہ نسباً نہیں ہیں تو پھر یہ جمہور وہابیہ کے مؤرخین کاذب ثابت ہو گئے یا ٹانڈوی صاحب جھوٹے ہیں

مجتہد صاحب زیادہ تو نہیں چڑھ گئی ؟

تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آیا ـــــــ
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون آیا

ناظرین بڑی بڑی خطرناک تحریفوں کا بہتان لگا رہا ہے مگر عاجزی دیکھئے کہ ایک بھی مثال پیش نہیں کر سکا نہ اب پیش کر سکتا ہو ناظرین خود غور کریں اعتراض مہمل ہے یا اس کا جواب مجہول مگر اس کے باوجود اس بے حیائی کا نام تحقیق، اہل فہم، مخفی گوشے اجاگر کرنا، دندان شکن جواب دیگر مکر و فریب کے خد و خال سامنے لانا وغیرہ رکھتا ہے یہ فریب ہے یا تحقیق

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے !

اگر تھوڑی دیر کیلئے مان لیا جائے کہ " اپنے " کا لفظ ٹانڈوی صاحب نے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے آباء و اجداد کیلئے نہیں لکھا تو پھر یہ اپنے کی نسبت ٹانڈوی صاحب نے اپنے خود کے آباؤ اجداد کی طرف کی ہے۔ لیجئے اب اس عبارت کے معنیٰ صاحب مقدمہ کے اجتہاد کے مطابق اور ٹانڈوی صاحب کی مراد کے مطابق یہ ہوئے کہ " اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے تحریفیں (ثابت) کر کے ٹانڈوی صاحب کے آباؤ اجداد یہود بنی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا " مجتہد صاحب اب تو آپ خوش ہیں کہ ٹانڈوی صاحب کی مراد آپ کا اجتہاد بر لایا اور ٹانڈوی صاحب کا مرتب خار مولا "

" اگر وہ تحریف الفاظ توریت (انجیل) کرتے تھے تو یہ (وہابیہ) تحریف معنیٰ قرآن و حدیث اور قطع و برید الفاظ علماء مستند کرتے ہیں پھر کیوں نہ کہا جائے کہ یہ اپنے اسلاف بنی اسرائیل کی عمدہ یادگار ہیں " (مذکورہ شہاب ثاقب صـــ ۱۹۹)

آپ کے خود ہی کام آ گیا کیونکہ ہم نے آپ لوگوں کی قطع و برید حذف اور خیانتیں وغیرہ آپ لوگوں ہی کی تحریروں سے بلکہ اسی کتاب سے ثابت کر دیں اور آپکے الزامات بلا جواز بے ثبوت اور باطل قرار پائے۔ صاحب مقدمہ اپنی تیزیٔ ذہن سے کہیں یہ نہ سمجھ لے کہ یہاں ٹانڈوی صاحب کے حقیقی آباؤ اجداد مراد ہیں وہ اپنے خاندانی دستور کے مطابق یہاں غیر حقیقی آباؤ اجداد مراد لے سکتا ہے جن کا ان لوگوں کے خاندان میں ہونا لازمی ہے اور کردار کے اعتبار سے بھی ان کی قطع و برید، خیانتیں، تحریفیں اور الزام تراشی کا رشتہ یہود و نصاریٰ اور اسرائیلیوں سے ملتا ہے جو نسلی ثبوت کیلئے کافی ہے چاہے مذہب بدل کر اب یہ مسلمان ہو گئے ہوں۔ یہاں صاحب مقدمہ

سید ہونے کی آڑ لیکر مغالطہ دینے کی کوشش ضرور کرے گا مگر یہ رشتہ انکے ننہیال کی طرف سے بھی اشتراک ہو سکتا ہے پھر بقول صاحب مقدمہ ان کے یہاں ایک غیر حقیقی رشتہ کی شاخ بھی تو موجود رہتی ہے پھر سید ہونا مومن کامل ہونے کی دلیل بھی نہیں فضیلت تو ان کو اس وقت ملتی ہے جب ایمان مکمل ہو میں نے ایک قادیانی کو سید لکھتے اور کہلواتے دیکھا اسی طرح ایک عیسائی کا نام آر۔ ایچ شاہ تھا۔ ! دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے والدین سید تھے اس لئے عیسائی ہونیکے بعد بھی وہ اپنے امتیازی شاہ کا ٹائیٹل استعمال کرتے ہیں اسی طرح تبرائی رافضی بھی اپنے آپ کو سید خالص گردانتے ہیں پھر ان رشتوں کا اشتراک دو ہزار سال پہلے کا بھی ہو سکتا ہے جب سید کا رشتہ موجود نہیں تھا ؎

رگ و پے میں جب اترے زہر غم تو دیکھئے کیا ہے
ابھی تو تلخی کام و جگر کی آزمائش ہے

حقیقی اور غیر حقیقی آباء و اجداد کی منطق و اجتہاد بھی عجیب کور باطنی ہے ٹانڈوی صاحب کی سات سو گالیوں سے اس کی طبیعت سیر نہیں ہوئی اور دل میں درد اٹھتا رہا اس لئے اس نے ایک نئی گالی اعلٰحضرت قدس سرہٗ کے لئے تجویز کر کے ٹانڈوی صاحب کی محرومی کو پورا کر دیا اور دور کی کوڑی لیکر آ گیا کہ اعلٰحضرت کے آباء و اجداد کو دو حصوں میں تقسیم کیا حقیقی اور غیر حقیقی شاید اس غیر حقیقی سے مراد اسکی ناجائز باپ دادا ہیں جو بظاہر تو حقیقی رشتہ نہیں رکھتے مگر ناجائز یا حرام لگاؤ یا تعلق کے ذریعہ بیک ڈور رشتہ سے منسلک ہیں مجتہد صاحب کا یہ قیاس ان کی خاندانی روایات عمل اور ذاتی تجربہ کی بنا پر معلوم ہوتا ہے ان کا یہ بھی یقین کامل معلوم ہوتا ہے کہ ایسے رشتے ہر نسل اور ہر خاندان میں موجود ہیں مجتہد صاحب کو کھل کر آباء و اجداد الحرام لکھنا تھا مگر شاید ٹانڈوی صاحب پر سبقت کی بنا پر شرما گئے اور دو شالہ میں لپیٹ کر شرافت کی زبان میں حرف

غیر حقیقی لکھا اور ظاہراً ایسے آباء و اجداد سے جو مسلمان نہ تھے مراد لی مگر یہ بات بنی نہیں کہ رشتے نسل ہی سے شمار ہوتے ہیں مذہب سے نہیں عقائد دین و اعمال کا نسلی رشتہ سے کوئی تعلق ضروری نہیں ہوتا نسل کا تعلق مذہب سے جوڑنا غیر فطری باطل اور مردود ہے عقیدے یا دین کے بدلنے سے نسل کا بدل کر حقیقی سے غیر حقیقی ہو جانا مضحکہ خیز دیوانگی اور اجتہادی جنون ہے قریش کافر و مشرک تھے مگر جب اسلام لائے قریشی ہی رہے نہ کہ جو اسلام لائے غیر حقیقی قریشی ہو گئے اور ان کے باپ دادا حقیقی قریشی رہے یا جو اسلام لائے حقیقی قریشی رہے اور ان کے باپ دادا غیر حقیقی ہو گئے اللہ تعالیٰ کے مقرب دین دار متقی بھی ہیں چاہے ان کے باپ دادا بیٹے پوتے کافر مرتد منافق ہی ہوں نسل میں ایک فرد کے عقائد کا دوسرے فرد سے کیا تعلق یا اثر ہو سکتا ہے ہر شخص اپنی ذاتی شرافت یا گندگی کا ذمہ دار ہے مگر قلبی خباثت چین نہیں لینے دیتی اسی لئے آباء و اجداد کو ملوث کر کے شیطانی سکون تلاش کرتے ہیں مگر دل ملامت ہی کرتا رہتا ہے۔

حضرت عمر۔ حضرت عکرمہ حضرت بلال عشرہ مبشرین وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے والدین کون تھے کیا یہ گستاخ اجتہاد کا دعوی کرنے والا روا رکھتا ہے کہ ان کو کافر کی اولاد کہے یا غیر حقیقی نطفہ قرار دے یا ان کو ایمان لانے سے پہلے کے کافر کہے (معاذ اللہ) اس طرح وہ اپنا اجتہاد ہی قائم رکھ سکتا ہے ایمان تو اس کا رخصت ہو چکا اعلٰحضرت کی عداوت میں اس کے نئے نئے فورمولے اس کے لئے جہنم کا سامان بن رہے ہیں اور اسکو نہیں سوجھتا کہ ان کی زد کہاں تک پہنچ رہی ہے اگر اسی فورمولے کا استعمال وہابیہ کے لئے کیا جائے اور کوئی کہے کہ دیوبندیوں کے آباء و اجداد کافر مرتد سیتا رام کے پجاری کورو پانڈو جنکی ایک عورت پانچ بھائیوں کی بیوی تھی۔ آریا بھیل یا دراوڑ

وغیرہ کی غیر حقیقی اولاد ہیں اور ہزارہا سال کفر و ارتداد اور شرک کی نجاست میں ملوث رہ کر اب اسلام میں داخل ہوئے ہیں تو اس کے تمام فور مولے بدل جائیں گے اور ایک نیا قانون مرتب کرلے گا قرآن و حدیث اسلام بزرگان دین کو چھوڑ کر فوراً جمہور مؤرخین وہابیہ کی گود میں پناہ لے لے گا اور اپنے اسلاف کی توہین و گستاخی کے فتوے لگا کر انو کھی گالیاں شروع کر دیگا اگر نہیں تو قبول کرے۔

مجتہد صاحب یہ تو بتا دیجئے کہ آپکے نزدیک صرف اعلیٰحضرت قدس سرہٗ خلفاء راشدین عشرہ مبشرہ وغیرہ ہی غیر حقیقی آباء و اجداد کی اولاد ہیں یا دیوبندی مُلّے بھی؟ اللہ تعالیٰ تو ایمان قبول کر لینے کے بعد تمام حسبی نسبی نسلی ظاہری باطنی کفر و شرک وغیرہ کی آلائشوں سے قطعی پاک و معاف فرما دیتا ہے مگر یہ مجتہد پندرھویں صدی کا اپنے گمان باطل و خیال فاسد کے تحت فرضی نسلی رشتے ٹٹول ٹٹول کر بزرگان دین و اکابرین امت تک کی بے حرمتی کرنے پر تلا ہوا ہے جو اسلاف سے دشمنی کا منہ بولتا ہوا ثبوت ہی نہیں بلکہ اسلام کی حرمتوں سے کھیلنے کا جیتا جاگتا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کو فرماتا ہے عاملة ناصبة تصلیٰ ناراً حامیة۔ عمل کریں مشقت بھریں اور بدلہ ہوگا بھڑکتی آگ سے

ظاہرا از غم دین درد مند — باطنش چو دیریاں زنار بند

عامر عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں

"مودودی صاحب کا زیر بحث جواب ہو یا ہمارا یہ جائزہ

دونوں کا مقصد حضرت مدنی کے بہتان و افتراء کی تردید ہے ہم میں سے کسی کا بھی مشغلہ کافر سازی نہیں ہے اس قسم کی مہم حضرت مدنی نے چلا رکھی ہے اور بعض عقائد کے بارے میں علمی اختلاف کے بجائے تبرا بازی اور سب و شتم کا راستہ اختیار کیا گویا حمیت دین اور حمایت حق کے جذبہ میں غیر معمولی حد تک مشتعل ہو جانا اور علمی ثقاهت کو جذباتی ہیجان کی تاخت سے نہ بچانا ان کا دیرینہ وصف رہا ہے" (تجلی دیوبند ۷، ۸ فروری مارچ ۶۲ء، صـ ۱۶۳)

افتراء اور تبرا بازی کس نسل کی غمازی کر رہا ہے لائیے اس کے جواب میں کوئی آیت یا حدیث! مجتہد صاحب یہ بھی بتائیے کہ یہ کن اسلاف کی پیروی ہے؟

مودودی صاحب فرماتے ہیں

"مولوی حسین احمد با ایں ہمہ علم و فضل کلچر تہذیب۔ پرسنل لا وغیرہ الفاظ بھی جس طرح استعمال کر رہے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ان کے معنی و مفہوم سے نا آشنا ہیں میری یہ صاف گوئی ان حضرات کو یقیناً بری معلوم ہوگی جو رجال کو حق سے پہچاننے کے بجائے حق کو رجال سے پہچاننے کے خوگر ہیں اس کے جواب میں چند اور گالیاں سننے کے لئے میں نے اپنے آپ کو پہلے ہی تیار کر لیا ہے" (مسئلہ قومیت بحوالہ خ ۱۰ صـ ۶۲)

مجتہد صاحب یہاں بھی گالیوں کا جواز پیش کیجئے اور قرآنی آیت یا حدیث پیش کیجئے!

اسی طرح جب ٹانڈوی صاحب اپنے بڑوں کی کفری عبارات

کا علمی جواب دینے سے عاجز ہو گئے تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو اس طرح گالیاں دیں کہ جہاں آپ کا نام یا ذکر آیا چند گالیاں ساتھ لگا دیں اور جہاں کہیں وہابیہ کا ذکر آیا بڑے بڑے بوجھل القاب سے لاد دیا تاکہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہے یہ خصوصیت ٹانڈوی صاحب ہی میں نہیں ہے بلکہ "ایں ہمہ خانہ آفتاب است" کے تحت مجتہد صاحب بھی اس فن میں جری و ماہر ہیں پروفیسر صاحب کے لئے لکھتے ہیں بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ پروفیسر صاحب آپ اپنی کم فہمی اور قلت استعداد پر ماتم کریں۔ رضاخانی عینک لگا کر دیکھتے ہیں۔ انتہائی چالاکی و عیاری کے ساتھ تلبیس کرتے ہیں۔ (کیا کم فہم بھی چالاک و عیار ہوتا ہے) دھوکہ دے جاتے ہیں۔ اپنے من بھاتے معنیٰ پر محمول کر کے علمی دیانت (بد دیانتی) کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ لاعلمی کا شکار ہیں یا پھر ضد و عناد کے باعث آفتاب ایسی روشن حقیقت پر پردہ ڈالنے کی سعی و کوشش میں مصروف ہیں (آفتاب کے سامنے تو آپکی آنکھیں چوندھ کر حقیقت سے بند ہو جاتی ہیں پردہ کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے) بہت بڑی جہالت یا تاریخی بد دیانتی ہے۔ علمی بے مائیگی یا علمی خیانت کا منہ بولتا ثبوت ہیں وغیرہ وغیرہ یہ مجتہد صاحب کی چند بیوری فائڈ گالیاں ہیں۔ ناظرین آپ نے دیکھا کہ کئی جگہ اس نے (یا) لکھکر متضاد الفاظ استعمال کئے ہیں جس سے اس نے ظاہر کر دیا کہ ابھی تک وہ طے نہیں کر سکا ہے کہ دونوں لفظوں میں سے کونسا لفظ پروفیسر صاحب کے لئے مناسب اور درست ہے اور کونسا الزام ہے اس کے یہ معنی ہوئے کہ دونوں الفاظ الزام ہیں جو وہ اپنے عناد کی بنا پر لکھ رہا ہے اور اپنے بڑوں کیلئے فرضی ڈھال بنا کر پروپیگنڈہ میں مصروف ہے یہ گالیاں ان کو لکھ رہا ہے جو P.H.D کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کالج کے سینئر پرنسپل اور حکومت کی طرف سے مقرر کردہ گزیٹڈ سینئر آفیسر ہیں اور گالیاں دینے والا ایک

کامرس کی ڈگری رکھنے والا ہے جو کہ اس نے نقل کر کے لی ہے مگر اپنے آپکو ماسٹر آف کامرس کے بجائے ماسٹر آف مجتہد گردانتا ہے اور عملی کام ماسٹر آف فراڈ، ماسٹر آف خیانت ماسٹر آف تحریف وغیرہ کے ہیں۔ اپنے مردوں کی وکالت میں مصروف ہے پروفیسر صاحب کو مزید لکھتا ہے کہ انہیں غور کرنے کی عادت نہیں مجتہد صاحب پروفیسر صاحب کے غور میں اور آپ کے غور میں بہت فرق ہے وہ غور کرتے ہیں حقیقت معلوم کرنے کے لئے مگر آپ غور کرتے ہیں حقیقت کو مسلیڈ کرنے کے لئے۔

حسام الحرمین پر تقاریظ کی فہرست جو چھپی ہوئی ہے درج کرنے پر آپ نے اس غلطی کو پروفیسر صاحب کے سر تھوپ دیا اور اس قدر لعن طعن و فقرے بازیاں کیں مگر ۲۳، تقاریظ دوسرے رسالے کی آپ نے المہند پر دل و جان سے تسلیم ہی نہیں کر لیں بلکہ اس کی حمایت میں کئی صفحات اپنی قسمت کی طرح سیاہ کر دیئے شاہ ولی اللہ صاحب کا نام کفری فہرست میں نمبر ۶، اور نمبر ۱۴، پر دو جگہ درج کر دیا۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اور دل کے فتوے اعلیٰحضرت کی طرف منسوب کر دیئے جن کو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے مومن لکھا آپنے کافر کی فہرست میں دکھا دیا جن کو آپ نے اپنے مقدمہ میں گمراہ بد دین قرار دیا انہیں کو اپنا امام بنا کر سر فہرست چڑھا دیا جن کو آپ کے بڑوں نے ملحد، زندیق و گمراہی کے فتوے دیئے آپ نے ان کو امام وقت اور سواد اعظم قرار دیا جو آپ کی اسی ایک کتاب مذکور سے ثابت ہیں بتائیے یہ سب کچھ آپکا غور رہی ہے یا اجتہادی فراڈ جس کا نام آپکی منطق میں تحقیق اہل فہم ہے مقام عبرت ہے مجتہد صاحب دوبارہ غور کر کے تصدیق کیجئے کہ وہابیہ کی حمایت میں آپ شہاب ثاقب اور المہند کے فتووں سے خبیث گستاخ رسول، مسلم کش، باغی اسلام بد دین وغیرہ ثابت ہو چکے ہیں جس کا آپ انکار نہیں

کر سکتے کیونکہ یہ آپکے سید زادہ شیخ الاسلام شمع ایوان حرم نائب نبی محدث کا فتویٰ ہے مگر یاد رکھیئے اگر آپ نے اِن کی پیروی میں وہابیہ کا دامن چھوڑا تو اُن کے فتوے سے آپ مشرک ہی نہیں بلکہ آپکا کفر و شرک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مشرکوں سے زیادہ بھاری قرار پاتا ہے آپ نے مقدمہ میں معتزلہ خوارج و روافض کو ص۵ پر اہل باطل لکھا ہے مگر انہیں کو اپنا امام بنا کر ص۱۱۱ پر پیش کیا ہے اس طرح آپ اپنے قول سے اہل حق سے خارج ہو کر گمراہ بد دین اپنے قلم سے ثابت ہو گئے ہیں اسی طرح آپکے بڑوں نے حسام الحرمین والی کفری عبارات و عقائد کو کفر قرار دیا ہے اور تسلیم کر کے لکھدیا ہے کہ وہ بھی ایسے عقائد کو کفر جانتے ہیں مجتہد صاحب آپ کے حواس درست ہیں تو دیکھیں آپ پر کفر و شرک کی بارش چاروں طرف سے ہو رہی ہے مگر آپکو اعلحضرت کی عداوت و غصہ نے ایسا حواس باختہ کر دیا ہے کہ آپکو کچھ نظر نہیں آتا یہ ہے حق سے عناد اور باطل کی پیروی کا نتیجہ اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کو فرماتا ہے "بے شک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو"

مجتہد صاحب اہل فہم۔ تاریخ و علمی دیانت کے ٹھیکیدار علمی تحقیق سے مخفی گوشے اجاگر کر کے دندان شکن جواب دینے والوں کا یہ فہم ہے یا جہل کا کمال کہ آپ ایک طرف تو پروفیسر صاحب کو تبرے سے نواز رہے ہیں اور بزعم خویش ان کو عیار۔ فریب کار۔ آفتاب جیسی حقیقت پر پردہ ڈالنے والا۔ متعصب فرقہ پرست۔ بد دیانت۔ کم فہم۔ بات کو من بھاتے معنیٰ پہنانے والا۔ تلبیس کرنے والا جاہل وغیرہ ثابت کر چکے مگر دوسری طرف انہیں کو کئی جگہ لکھتے ہیں "میرے محترم" کیوں مجتہد صاحب یہ آپکی فکر و غور کا نتیجہ ہے یا منافقت قلبی کہ ایسے گمراہ بد دین کا آپکے اجتہاد میں احترام روا ہے مگر شاید آپ کے لئے ایسے عیار و بد

کردار کا احترام اس لئے جائز ہی نہیں بلکہ لازم و فرض ہو گیا ہے کہ ان کی یہ صفات عیوب آپ کے بڑوں میں مشترک ہیں اور اسی مشابہت سے آپ مجبور ہیں کہ اپنے بڑوں کے ساتھ ساتھ ان کا بھی احترام کریں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

ناظرین یہ بات قابل غور ہے کہ جو عیب خاندانی نسلی یا آبائی طور پر یہ لوگ بزرگان دین صحابہ کرام خلفاء راشدین حتیٰ کہ انبیاء تک کے لئے بلا تکلف تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ یقین کے ساتھ دوسروں سے منوانے کی سعی کرتے ہیں اور کھلے بندوں ابراہیم علیہ السلام کے والد کو کافر بت تراش قرار دیتے ہیں مگر کسی دیوبندی ملاؤں تک کے باپ دادا کو کافر مشرک ماننے کو تیار نہیں اور باطل مؤرخین کی آڑ لیکر ختم نہ ہونے والی کج بحث شروع کر دیتے ہیں اس فرضی تقدس کو انبیاء کرام پر ترجیح دینا کیسی کھلی ہوئی گمراہی اور بے دینی ہے جس کو ایمان والا ہی محسوس کر سکتا ہے یہی ہٹ دھرمیاں ہیں جو آج نفاق و نفرت کا سبب بنی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے اور حق و باطل کا فرق سمجھکر حق کی تائید کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین ۔

عرض ناشر میں بلند بانگ اعلان اور خودکشی کی شرمناک مثال

ناظم اعلیٰ کا ارادہ تھا کہ اس کتاب (شہاب ثاقب) پر ایک ایسا محققانہ مقدمہ لکھا جائے جس میں کتاب مذکور کے خلاف پھیلائے جانے والی بعض (بعض کیوں سب کیوں نہیں؟) اہم غلطیوں کا ایسا

دندان شکن جواب دیا جائے کہ...... تمام مخفی گوشے اجاگر ہو جائیں...... اور تکفیری کارروائی کا سارا پس منظر واضح ہو جائے...... اب یہ طویل مقدمہ تکمیل کے مراحل سے گزر کر آپکے سامنے ہے" (کتاب مذکور ص۸)

یہی صاحب اپنے مقدمہ میں ص۸ پر رد شہاب ثاقب کا ذکر کرتے ہیں جس میں شہاب ثاقب کے ۷۵، فریب ۱۰۱، جہالتیں ۲۸، کذب اور ۲۸ کفری عبارات کی فہرست ہی نہیں بلکہ شہاب ثاقب کے مصنف کا کفر تسلیم کرلینا بھی ثابت کر دیا ہے پانچ فرضی کتابوں کی خود ساختہ عبارتیں گھڑ لینا (الف) خزینۃ الاولیاء، (ب) ھدایت الاسلام (ج) ھدایت البریہ (د) تحفۃ المقلدین (ح) مراۃ الحقیقہ اور ایک مہر "نقی علی خان حنفی سنی" فرضی بنالینا ثابت کرکے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا طوق ان کے گلے میں ڈالدیا ہے جس کا جواب آج تک کوئی دیوبندی سپوت نہ دے سکا اور مندرجہ بالا ناظم اعلیٰ بھی باوجود بلند بانگ دعوے کے ساکت ہے ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہر ایک کا الگ الگ علمی جواب دیتا اور دلائل سے اپنے مدعا کو ثابت اور خصم کے قول کو باطل قرار دیتا مگر ان کے جواب کیلئے اس کا قلم خشک زبان گونگی اور کان بہرے ہوکر حواس کھو بیٹھا ہے شاید ان کے یہاں جھوٹے دعوے گالیاں اور اصل نقطہ سے ہٹ کر لفاظی الزامات لگادینا ہی علمی جواب ہے جس کو ہر صاحب علم وعقل سمجھ سکتا ہے کہ ان کا عجز اور کھلی ہوئی شکست ہے مگر پھر بھی ان کو شرم نہیں آتی آئے بھی کیوں کہ شرم وحیا تو ایمان والوں کا حصہ ہیں ع بے حیا باش و آنچہ خواہی کن۔ اگر انوار احمد خود ساختہ مجتہد اور ناشر (قاری) محمد عارف میں غیرت ہے تو مندرجہ بالا اصل کتابیں پیش کریں اور فی کتاب ایک صد روپیہ نقد حاصل کریں ورنہ اپنے بڑوں کے منہ کی سیاہی حقیقت کے آئینہ میں دیکھیں۔

بڑے دیندار بڑے تحقیق والے
انور آپکو بس ہم ہی جانتے ہیں

وہابیہ کا حال اب ان لوگوں سے بھی گر گیا ہے جو کہتے ہیں۔

صبح کو پی شب کو توبہ کرلی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

کیونکہ اب ان کا اصول یہ بن گیا ہے۔

صبح کو پی شب کو پی دن رات پیئے جا
کفر پہ کفر کرتا رہ جنت کا دعویٰ کیئے جا

صاحب مقدمہ خود ساختہ مجتہد کی عقل کا دیوالیہ پن دیکھئے کہ چلے ہیں شہاب ثاقب کی حمایت کرنے مگر کر رہے ہیں اس کی تردید اور تکذیب۔ اپنے مقدمہ میں وہابیہ کو امام بنا کر پیش کر رہا ہے جنکے مصنف صاحب ثاقب نے ۱۲ کفری عقائد اور مذمت میں ستائیس صفحات لکھے ہیں اور ان کو وہابیہ خبیثہ مسلم کش باغی، گستاخ رسول و کافر ثابت کیا ہے اور ان کے اقوال نقل کفر کفر نباشد لکھکر نقل کیا ہے مگر یہ انہیں اپنا امام لکھ رہا ہے ناظرین خود فیصلہ کریں کہ یہ دیوانگی ہے یا نہیں اور یہ تحقیق ہے یا تکذیب اور کس چیز کے مخفی گوشے اجاگر کر رہا ہے اپنی دیوانگی کے یا اجتہادی جنون کے سہ

شیشے کے گھر میں بیٹھکر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پر حماقت تو دیکھئے !!!

مصنف شہاب ثاقب کا دوسرا خون صاحب مقدمہ کے قلم سے

نیز لوگ دور دراز کے سفر طے کرکے ان کی (وہابی امام کعبہ) کی زیارت و قدم بوسی کیلئے حاضر ہوئے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھا کراچی میں پانچ لاکھ افراد نے ان کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کی لیکن بایں

ہمہ قربان جائیے احمد رضا خان صاحب کے سچے جانشینوں پر جنہوں نے پوری جرات رندانہ سے کام لیتے ہوئے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ فوراً بروقت فتویٰ جاری کر دیا کہ چونکہ یہ امام صاحبان وہابی عقائد رکھتے ہیں اس لئے جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں ان کا اعادہ ضروری ہے۔ (کتاب مذکور صفحہ ۱۰۱)

اب مجتہد صاحب سے سوال ہے کہ ٹانڈوی صاحب کے ستائیس صفحات کا فتویٰ وہابیہ کیلئے بھی ان کی جرات رندانہ اور ڈھٹائی ہے یا علمی تحقیق جس کے پہلو بہ پہلو اجاگر کرنے چلا ہے یہاں ان کی منافقت ظاہر ہوگئی کہ اعلیٰحضرت یا ان کے معتقدین وہابیہ کے خلاف فتویٰ دیں تو ان کے لئے گالیاں اور وہ مکفر المسلمین کہلائیں مگر ٹانڈوی صاحب ان کو خبیث مرتد دشمن رسول لکھیں تو وہ شیخ العرب والعجم بن جائیں چاہے ان کے دل میں موافقت اور ظاہراً برائی کا فتویٰ ہو۔

رات میخانہ میں کاٹی دن حرم کے صحن میں
دو عملے پن پہ ہے دستار فضیلت کا مدار

صاحب مقدمہ کی دیانت داری کا تیسرا نمونہ

یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سارا عالم اسلام بحج کے موقعہ پر وہاں کے ائمہ کرام کی اقتداء میں نماز بھی ادا کرتا ہے اور افعال حج بھی وہی سواد اعظم ہے (کتاب مذکور صفحہ ۱۰۸) اس کے بعد لکھتا ہے اسی اثناء میں حاکم حرمین نے انگریزوں کی سازش سے ترکوں کے خلاف بغاوت کر دی اور جب برطانوی حکومت کی امداد سے وہ اپنی بغاوت میں کامیاب ہوگیا تو انگریزوں کے اشارے پر حضرت شیخ الہند کے پاس دستخط کیلئے ایک فتویٰ بھجوایا جس میں ترکوں کی تکفیر کی گئی تھی حضرت شیخ الہند نے دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا اس پر شریف حسین نے آپکو گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالہ کر دیا یہ گرفتاری ۱۹۱۶ء میں ہوئی

(کتاب مذکور صفحہ ۱۶۲) اس سے ظاہر اور ثابت ہوا کہ یہ (سواد اعظم وہابیہ) کی حکومت انگریزوں کے ایماء پر ترکوں سے غداری کیلئے بنائی گئی جس کا اصول مسلمانوں کے خلاف کفر کا فتویٰ لینا اور نفاق بین المسلمین پھیلانا تھا مگر آج یہی حکومت صاحب مقدمہ کیلئے سواد اعظم قرار پاگئی یہ کیسی دنیا فریبی ہے یا خود فریبی اور مکر عظیم ہے حالانکہ اس وقت بھی دنیا میں ۷۵ فیصد سے زیادہ حنفی ہیں اگر وہابیہ نے حکومت کے جبری بل بوتے پر چاروں اماموں کے مصلے ہٹا کر صرف اپنا ایک مصلّٰی جبراً قائم کر دیا جو چاروں ائمہ کے خلاف ہے اور پردیسی عوام مجبوراً نماز پڑھنے لگے تو یہ سواد اعظم کیسے ہوگیا اگر بقول مجتہد مجہول صاحب ان کو سواد اعظم مان لیں تو پھر ٹانڈوی صاحب اور پچیس علماء دیوبند جو المہند کے مصنف ہیں کا سنی حنفی کہنا منافقت قرار پائے گا اور شہاب ثاقب والمہند وغیرہ دھوکہ کی باطل ڈائریاں طے پا جائیں گی مجتہد صاحب بتائیے آپکو اب ٹانڈوی صاحب اور دیابنہ کی پیروی پسند ہے یا اپنے سواد اعظم کی شہ لیتے نہیں یہ بھی بتائیے کہ آپ اپنے بڑوں کو سواد اعظم کا باغی قرار دے رہے ہیں یا ان کے موافق مطابق و معاون ہے

سورداسوں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے
جان کر بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

وہابیہ کا زبردستی ایک امام مقرر کرنا اور جماعت ثانیہ سے روکنا بھی دین میں بے جا مداخلت اور خلاف سنت ہے بقول حدیث امام مقتدیوں سے افضل اور ان کی مرضی سے ہونا چاہئے مگر یہ دین میں جبر ہے کہ باطل عقائد حکومت کے جبر سے ٹھونستے ہیں اور کیسی ہی معقول بات ہو کبھی نہیں سنتے ہیں اور اپنی غلط بات بلا جواز منواتے ہیں حالانکہ لا اکراہ فی الدین طے شدہ بات ہے پھر بھی خدا کا خوف نہیں کھاتے ہیں اس امت میں ۷۳ فرقے بن جانے کی

حدیث صحیح موجود ہے جن میں سے بہتر جہنمی ہیں موجودہ دور میں قریب قریب تمام ہی فرقوں کا ظہور ہو چکا ہے اور اس دور میں کم علم ، بے دین ، فاسق و فاجر اور بے عمل لوگوں کی افراط ہے تو کیا ایسے لوگ سواد اعظم ہو گئے یا کہلانے کے مستحق بن گئے ہرگز نہیں دین میں سواد اعظم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب تک کے سلف صالحین اور علماء حق کا مسلک مراد ہے نہ کہ ہر دور کے حکام علماء یا عوام اس طرح تو ہر چند سالوں یا ہر صدی کا سواد اعظم علیحدہ علیحدہ ہو جائے گا اور کئی سواد اعظم بن کر حق و باطل کا امتیاز ختم ہی نہیں ہو جائے گا بلکہ یہ فتنہ تفریق بین المسلمین کا ایک بڑا پھاٹک بن جائے گا جو اسلام کو ختم ہی کر ڈالے گا اسکو وہابیہ نے اختیار کیا ہے تاکہ عقائد باطلہ اور نفسانیت کو سہارا دیکر فساد پھیلائیں ؎ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ صاحب مقدمہ نے خود تسلیم کیا ہے کہ وہابیہ کی حکومت ۱۹۱۲ء کی گریٹ وار کے بعد قائم ہوئی ہے جو انگریز کی سازش کا نتیجہ ہے یعنی ان کی حکومت کی عمر قریب پون صدی ہے مگر اس کو سواد اعظم قرار دیا جا رہا ہے اور چودہ سو سال کے تمام ائمہ مجتہدین مفسرین صحابہ کرام تابعین تبع تابعین کو یکسر پس پشت ڈال کر علیحدہ کر دیا گیا ہے تاکہ عوام کو دھوکہ دیکر باطل کی آبیاری کریں۔

ہیں یزید وقت بھی اب بایزید اے آسمان
منکر سنت اب بنے ہیں سنیوں کے ترجمان

خودساختہ مجتہد کی بدحواسی اور چوتھا خون

ناظرین احمد رضا خان صاحب بریلوی کا یہ وہی کید عظیم ہے جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں یعنی اس نے قادیانی کے عقائد باطلہ ظاہر کیئے اور اس کے ساتھ علماء دیوبند کو بھی از راہ بددیانتی

شامل کر کے بالاجمال سب کی تکفیر پر دستخط کرالئے اور ہندوستان میں آکر ظاہر کیا کہ علماء حرمین نے تمام علماء دیوبند کی تکفیر فرمائی۔"

(کتاب مذکور صہ ۳۹)

پھر اپنے ہی گلے پر اس طرح چھری چلاتا ہے

"وہاں شرارت کی ابتداء بھی احمد رضا خان صاحب ہی کی طرف سے ہوئی اور وہ اس طرح کہ علماء دیوبند کی تکفیر کا استفتاء مرتب کر کے ۱۲، ذی الحجہ کو علماء مکہ کے سامنے پیش کر دیا تاکہ وہ بھی علماء دیوبند کی تکفیر پر دستخط کر کے احمد رضا خان کی تائید اور تصدیق کر دیں۔"

(کتاب مذکور صہ ۱۵۱)

دروغ را حافظہ نباشد کیسا صادق آرہا ہے پہلی عبارت میں لکھتا ہے قادیانی عقائد ظاہر کیئے اور اس کے ساتھ علماء دیوبند کو از راہ بددیانتی شامل کر لیا گویا حسام الحرمین کے تمام فتوے قادیانی عقائد پر ہیں ان کا دیوبندی عقائد سے تعلق نہیں ہے یعنی تحذیر الناس ، براہین قاطعہ ، حفظ الایمان ، تقویۃ الایمان ، فتاوی رشیدیہ وغیرہ تمام کتب غلام احمد قادیانی کی تصنیف ہیں یا اس کی ذریت کی تصانیف ہیں جو سب قادیانی ہیں اسطرح دیوبند بھی قادیان کی ایک شاخ ٹھہری اور دیوبندی مجتہد نے اپنے بڑوں کو زبان حال سے قادیانی یا اسلام سے باغی تسلیم کر لیا ہے چاہے بظاہر تقیہ کر کے ان کی گلوخلاصی کر رہا ہے لیکن دوسری عبارت میں اس نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ تکفیر کا استفتاء ۲۱، ذی الحجہ کو وہابیہ ہی کیلئے پیش کیا گیا تھا ناظرین خود فیصلہ کریں کہ یہ کید یعنی مکر فریب اور دھوکہ

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا ہے یا اس مفتری کا کہ مدہوش شرابی کی طرح قلم چلائے جا رہا ہے مگر کچھ نہیں سمجھتا کہ کیا لکھ رہا ہے اور باطل کی پیروی میں غوطہ زن ہے حسام الحرمین آج بھی موجود ہے اس میں ہر بدعقیدہ کی کفری عبارات کے ساتھ مصنف کا نام موجود ہے مگر اس کے باوجود یہ لکھنا کہ قادیانی عقائد ظاہر کر کے وہابیہ کو اس میں شریک کر لیا منہ بولتا ہوا جھوٹ اور فریب ہے مگر دلیری دیکھئے کہ فرضی تائید میں ایک فرضی خط اہل بریلی کی طرف سے صد ۲۹ پر پیش کر رہا ہے جو شریف مکہ کے نام ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے قادیانی کی تردید میں ایک رسالہ لکھا جس پر علماء مکہ کی تقاریظ ہیں عنقریب دھوکہ سے اسکو بدل کر (جیسا کہ وہابیہ کا دستور ہے) اپنے مطلب کی طرف لے جائے گا اسکے جواب میں دوسرا جعلی جواب عبدالقادر شیبی کی طرف سے گھڑ لیا جس میں لکھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے رسالہ قادیانی کے رد میں پیش کیا جس پر علماء مکہ نے تقاریظ لکھیں شریف مکہ نے ارادہ کیا کہ اس رسالہ کو لے لیں لیکن جب معلوم ہوا کہ اس رسالہ میں شرع کے خلاف باتیں ہیں تو شریف مکہ نے رسالہ نہیں لیا اور اس کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے پاس چھوڑ دیا گویا رسالہ شریعت کے مطابق ہوتا تو ! شریف مکہ چھین لیتے مگر چونکہ شریعت کے خلاف تھا اس لئے طباعت کے لئے چھوڑ دیا یہ ہیں وہابیہ کے فرضی شریف صاحب اور ان کا اصول و کردار ناظرین غور کا مقام ہے خط بریلی والوں کی طرف سے شریف مکہ کے نام جواب بجائے شریف صاحب کی طرف سے عبدالقادر صاحب کی طرف سے اور بجائے بریلی کے رام پور والوں کے نام ان عقل کے اندھوں کو یہ بھی نہیں سوجھا کہ خط کہاں سے آیا ہے جواب کس کو دے رہے ہیں خط کس کے نام ہے جواب کون دے رہا ہے خط شریف صاحب کے نام ہے جواب عبدالقادر صاحب اپنی طرف سے دے رہے ہیں یہ تمام داستانیں و جواب خود ساختہ ہونے کا ثبوت ہیں ان مفروضہ

خط و جواب میں ایک بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے وہ یہ کہ فتویٰ قادیانی پر لیا گیا تاکہ پڑھنے والا جلد اسے باور کر لے مگر یہ منہ بولتا ہوا فریب ہے کہ فتویٰ ہر ایک کے نام پر علیحدہ ہے اگر بقول ان کے تھوڑی دیر کیلئے شریف کا جواب تصور کر لیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ حسام الحرمین میں منسوب کردہ تمام وہابیہ بھی جن کے نام یہ ہیں اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور اسمٰعیل دہلویؒ قادیانی ہیں یا اس کی ذریت یا اس کی طرح مرتد ہیں کیوں مجتہد صاحب آپ کی تحقیق بھلا یہی کہتی ہے کہ حسام الحرمین میں فتویٰ زدہ تمام قادیانی ہی ہیں ذرا عقل کے ناخن لیجئے بجائے تائید و تعریف کے آپ اپنے بڑوں کو قادیانی مرتد کی فہرست میں داخل کر رہے ہیں لاحول ولا قوۃ یہ اجتہاد ہے یا مجنوں کی بڑ ؎

اے اجتہاد ڈوب مر تیری تاثیر دیکھ لی
الٹی ہنسی اڑی تیری چشم پر آب کی

صاحب مقدمہ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹ لی

" اور جن حضرات نے ذرا احتیاط کا پہلو اختیار کیا انہوں نے اپنی تصدیقات میں شرط لگا دی کہ اگر واقعتاً ان لوگوں (وہابیہ) کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان صاحب (قدس سرہٗ) نے بیان کیے ہیں تو وہ لوگ کافر ہیں ورنہ نہیں (کتاب مذکور صد ۶۲)

اس عبارت میں اس نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ علماء حرمین نے فتوے علماء دیوبند ہی پر دیئے ہیں کیوں کہ اگر ان کے نام بعد میں شامل کئے جاتے تو علماء حرمین کی تقاریظ میں شرط نہیں ہوتی اور نہ احتیاط کی ضرورت ہوتی اس عبارت نے اس کے دونوں خط و جواب کو فرضی اور جعلی ثابت

کر دیا اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کو فرماتا ہے انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون ط جھوٹے افترا وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

مفتی برنجی صاحب کے فتوے پر دیوبندی اجتہادی تلوار

برنجی صاحب غایۃ المامول ص۲۹۹ پر لکھتے ہیں "ہم نے اس رسالہ حسام الحرمین پر تصدیق و تقریظ لکھ دی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر ہیں" یعنی وہ مقالات مندرجہ حسام الحرمین ان کی کتابوں میں موجود ہوں تو یہ علماء دیوبند کافر ہیں اور اگر وہ مقالات ان کی کتابوں میں نہ ہوں تو کافر نہیں۔ تمام مقالات موجود ہیں! اس لئے انہیں کے پیشکردہ برنجی صاحب کے فتوے سے انہوں نے اپنے آپ کو کافر ثابت کر دیا اور فتوے میں "اگر انکے مقالات نہ ہوں تو کافر نہیں" کا فائدہ انہیں قطعی نہیں پہنچا یہ فائدہ ان کو اس وقت حاصل ہوتا جب یہ عبارتیں موجود نہ ہوتیں مگر یہ چودھویں صدی کا مجتہد اس عبارت کو اس طرح بدلنے کی کوشش کر رہا ہے "پروفیسر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جملہ شرطیہ کے اندر نہ شرط میں حکم ہوتا ہے اور نہ جزا میں (کتاب مذکور ص۶۶) یعنی شرط کے مطابق مقالات موجود ہوں تو بھی حکم کفر لازم نہیں قرار پائے گا کیسا فراڈ اور معنوی تحریف ہے کہ خود ہی عبارت پیش کرتا ہے اور خود ہی اس کے معنی بدل کر معنوی تحریف کرتا ہے ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اسی فعل کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ ط

دیوبندی دھرم میں کفر و شرک کی عام اجازت

یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ "اگر کوئی مسلمان کفر و شرک کرے گا تو وہ کافر مشرک ہو جائے گا اس لئے کفر و شرک سے ہر مسلمان کا بچنا فرض و لازم ہے۔" مگر اس دیوبندی مجتہد کا یہ نیا اجتہاد ہے کہ چونکہ شرط جملہ میں موجود ہے اس لئے اس کا عمل شرط و جزا دونوں پر نہیں ہوگا لکھتا ہے "اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جملہ شرطیہ کے اندر شرط اور جزا میں حکم (کفر) نہیں ہوا کرتا" (کتاب مذکور ص۶۷) یعنی وقوع شرط پر بھی حکم کفر لازم نہیں ہوتا اس کے یہ معنی ہوئے کہ اگر کوئی مسلمان کفر و شرک کرتا رہے تو بھی کافر مشرک نہیں ہوگا کیونکہ جملہ شرطیہ میں حکم نہ شرط پر مشروط ہوگا نہ جزا پر (معاذاللہ) یہ ہے اس کا اسلام کہ اپنے بڑوں کے کفریات کی حمایت میں تمام مسلمانوں کو کفر و شرک کی کھلی اجازت دے رہا ہے لاحول ولاقوۃ۔ بدحواسی میں صاحب مقدمہ یہ بھی بھول گیا کہ ٹانڈوی صاحب جن کی حمایت میں سرگرداں ہے خود بھی تقاریظ و تصدیقات کو تسلیم کر چکے ہیں جس کا خود بھی ص۱۲ پر اقرار کر چکا ہے کہ تقاریظ علماء دیوبند پر لکھی گئی ہیں مگر پھر بھی بے حیائی دیکھئے کہ مصر ہے کہ فتوی قادیانی عقائد پر لیکر علماء دیوبند کے نام بعد میں شریک کر دیئے ایسی خود کشی کی حیا سوز مثال شاید ہی کہیں ملے۔

ایک جھوٹ چھپانے کیلئے سو جھوٹ بولنے پر بھی جھوٹ جھوٹ ہی رہتا ہے اسی طرح حسام الحرمین کا فتویٰ بھی دہابیہ کے گلے میں ہڈی بنا ہوا ہے نہ نگلتے بنتی ہے نہ اگلتے اس پون صدی میں دیوبندی سورما نئی نئی تاویلات کرتے کرتے تھک گئے ہیں مگر خود ان کا ضمیر انہیں چین نہیں لینے دیتا اور پرانی تاویلات رد کر کے نئی تاویلات کرتے رہتے ہیں اور کسی کو خیال نہیں ہوتا کہ یہ اپنے بڑوں کے خلاف کس طرح رد کر رہے ہیں اور ان کی دانشوری کیا گل کھلا رہی ہے ان کی حالت اس سانپ کی طرح ہو گئی ہے جس نے

پکڑا چھچھوندر چھوڑے تو اندھا ہو کھائے تو کوڑھی۔ ان کی متضاد تاویلات دیکھئے (۱) یہ بہتان ہے (تو تاویلات کیوں کرتے ہیں عبارتیں موجود ہیں ہر پڑھنے والا فیصلہ کرلے گا وکالت کی کیا ضرورت ہے) (۲) ترجمہ غلط ہونے سے کفر عائد کیا گیا (صرف یہ کہنا کافی نہیں ترجمہ پر بحث کرو) (۳) سیاق و سباق کا لحاظ نہیں رکھا گیا (سیاق و سباق پیش کرو اور اس سے مطلب بدلنا ثابت کرو) (۴) علیحدہ علیحدہ عبارتیں ملانے سے کفر بن گیا (جب ہر عبارت کفری ہے تو اس سے کوئی فرق پیدا نہ ہوگا) (۵) رشوت لیکر علماء حرمین فتویٰ دیتے ہیں اس لئے فتوے باطل ہیں (۶) علماء حرمین نے فتویٰ لاعلمی میں دیا (۷) علماء حرمین کے پیر چاٹے گئے اس لئے فتویٰ بے کار ہے (۸) طلب دنیا کیلئے فتوے دیئے گئے (۹) شہرت حاصل کرنے کو فتوے دیئے گئے (۱۰) قبل از واقفیت فتویٰ دیا اس لئے بے تحقیق ہے (۱۱) اخلاق کریمانہ کے تحت فتوے دیئے گئے (۱۲) اعلیٰحضرت قدس سرہ کا جادو علماء حرمین پر چل گیا یہ وہی کفار مکہ کی سنت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت و صداقت دیکھکر قلبی عناد کے تحت جادو سے تعبیر کیا کرتے تھے (۱۳) فتویٰ قادیانی عقائد پر لیا گیا بعد میں علماء دیوبند اس میں شامل کر دیئے گئے (۱۴) کبھی اپنے مقالات کو خود کفر کہہ کر مذمت کی اور کہا ایسے عقائد کو ہم کفر جانتے ہیں (۱۵) کبھی لکھا لاؤ ہم تمہارے فتوے پر خود دستخط کرتے ہیں کیونکہ یہ عقائد کفریہ ہیں (۱۶) کبھی ان عقائد کے خلاف فرضی سوالات کر کے جوابات لکھے تاکہ عوام یہ سمجھیں کہ یہ تو ایسے عقائد کو کفر کہہ رہے ہیں ان میں مبتلا کیسے ہونگے مگر یہ سب باتیں اصل عبارات کو پس پردہ رکھ کر کی جاتی ہیں تاکہ فریب سے بھرم باقی رکھ سکیں اب ان کی حالت اس مجرم جیسی ہے جو اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کیلئے جرائم میں پختہ اور عادی ہونے کے باوجود عوام کو دھوکہ و فریب دینے کیلئے انہیں جرائم کی شد و مد سے نفرت انگیز طریقے پر برائی کرتا

ہے تاکہ عوام کو اپنے فرضی تقدس سے مغالطہ میں ڈال دے اور معصوم تصور کیا جانے لگے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیا دوں
ایں خیال ست و محال ست و جنوں

اجتہادی کجفہمی کا پرفریب سوال

"گفتگو اس ایک نقطہ پر ہوگی کہ علماء دیوبند کی وہ عبارات جو حسام الحرمین میں منقول ہیں اپنے سیاق و سباق میں اور انہیں اکابر (دیوبند) کی دیگر تحریرات کی روشنی میں اس قابل ہیں کہ قائلین (وہابیہ) کی شرعی تکفیر کر دی جائے" (کتاب مذکور ص ۶۶)

یہاں اس عبارت میں صاحب مقدمہ نے تمام عبارات کا کفریہ ہونا اور ان پر کفر لازم ہونا تسلیم کر لیا ہے مگر اس کو اعتراض صرف اور صرف یہ ہے کہ کیوں کہ ان کی کفری عبارات کے علاوہ انہیں لوگوں کے ایسے اقوال موجود ہیں جو ان کفری عبارات کے خلاف دائرہ اسلام میں ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں اس لئے ان کی تکفیر نہیں کی جا سکتی یہاں وہ اپنے بڑوں کے تمام نادر شاہی فتوے اور احکامات بھول گیا جو انہوں نے اعلیٰحضرت قدس سرہ کے خلاف کافر کو کافر نہ کہنے کے جرم میں صادر کیئے ہیں حتیٰ کہ کفر میں شک کرنے پر لگادیئے ہیں اس کو اپنے صدر دیوبند کا فتویٰ "دین مرزا کفر خالص" بھی یاد نہ رہا بلکہ اس کی تردید کا بھی خیال نہ آیا یہ ہے مجتہد صاحب کا فریب یا دجل ناظرین خود سمجھ لیں کہ یہ اجتہادی جنون اس کو دیوانگی سے قریب تر کرتا جا رہا ہے اس نے اپنی لمبی بحث کو خود اپنے قلم سے رد کر کے باطل کر دیا اور ایک نیا فور مولا مرتب کر ڈالا کہ ایمان والی عبارات کی موجودگی میں کفر اور شرک والی عبارات قابل گرفت نہیں اور اسی اصول کے تحت تمام کفریات کو زائل

قرار دیکر خارج از کفر تصور کرتا ہے جو قطعی باطل اور خلاف قرآن و اسلام ہے یہ نیا فور مولا بنا کر اس نے غلام احمد قادیانی پر دیئے ہوئے تمام فتوے جو اسکے اکابر نے دیئے ہیں باطل کر دیئے ہیں کیونکہ مرزا غلام احمد کی کفری عبارات کے مقابلہ میں دیوبندیوں سے زیادہ قوی اور بے غبار عبارتیں موجود ہیں جو بقول اس کے ایمان کے ثبوت میں کافی ہیں تو اب انوار احمد صاحب کو اپنے بڑوں کے کفر مٹانے سے پہلے قادیانی کے کفریات کو محو کرنا پڑے گا اگر ایسا ہوا تو اس کے اکابر کا ایک طرف سے کفر ختم کر سکے گا مگر دوسرا کفر مسلمان مرزا کو کافر کا فتویٰ دینے پر اس کے اکابر مکفر المسلمین اسکے کے قلم سے ثابت ہو جائیں گے تسلی کیلئے مرزا کی "ازالہ اوہام" اور "ایام الصلح" وغیرہ دیکھیں۔

یہی نہیں بلکہ اس کے تجدیدی فور مولے نے وہابیہ کے تمام دیگر فتوے جو سر سید احمد خان، شبلی نعمانی، جماعت اسلامی اہلحدیث وغیرہ پر دیئے گئے ہیں باطل و مردود قرار دے دیئے ہیں ملا مجتہد چلے ہیں دندان شکن جواب دینے مگر اس جنون میں اپنے ہی اسلاف کی قبر کھود کر ان کے دانت خود توڑ رہے ہیں ان کے اس فور مولے سے آگ پانی ایک جگہ تو جمع نہیں ہو سکتے مگر کفر شرک اسلام ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں جو الحاد و کھلی ہوئی منافقت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستہزءون ٥ لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ط ترجمہ:- فرماؤ کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد (سورۃ التوبہ آیت ۶۵) اس آیت مبارکہ میں پہلے مرتکب کے ایمان کی تصدیق فرمائی گئی ہے اس کے بعد کفر کا فتویٰ دیا

گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ کفری اقوال کے ساتھ ایمان قابل قبول نہیں۔ کفر سرزد ہوتے ہی ایمان رخصت و مردود قرار پاتا ہے مگر دیوبندی مجتہد اس کے خلاف فتویٰ رکھتا ہے اور ان مردود شدہ ایمان عقائد مقالات کو ثبوت میں پیش کرنا چاہتا ہے جو کفر و شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مردود قرار دے دیئے ہیں مگر یہ اللہ کا حکم نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ کفر اور ایمان ایک جگہ جمع ہو جائیں تو کفر مردود قرار پائے گا اور اسلام قبول کیا جائے گا یہ اسلام سے کھلی ہوئی بغاوت ہے اور قرآنی آیت کا انکار ہے باطل و کفر کی حمایت کا ثمرہ ہے اپنے اکابر کے کفریات روا رکھنے کیلئے اس نے عام مسلمانوں کو کفر و شرک کرنے کی عام اجازت دے دی ہے اگر کفر کے ساتھ ایمان جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کو مسجد سے یہ فرما کر "تو منافق ہے نکل جا" نہیں نکالتے تو ثابت ہوا کہ اس کا اجتہاد منافقت ہے اللہ تعالیٰ نے منافق کی سزا کافر سے زیادہ رکھی ہے کیونکہ منافق اپنے آپکو مسلمان کہکر مسلمانوں میں نفاق پھیلاتا ہے اور اس کے ظاہری اسلام سے عوام دھوکہ کھا کر گمراہ ہو جاتے ہیں اسی طرح اس کا بحث کیلئے ایک نقطہ معین کرنا بھی فریب اور شکست کا ثبوت ہے مکمل بحث تمام پہلوؤں پر کرنے سے کیوں گریز کرتا ہے؟ اسی طرح پانچ ریٹائرڈ ججوں کا حکم مقرر کرنا بھی دھوکہ ہے کیونکہ یہی شخص کتاب مذکور ص ۳۶۷ پر لکھ چکا ہے کہ تفسیر قرآن کیلئے پندرہ علوم کی ضرورت ہی نہیں بلکہ ان پر حاوی ہونا لازم ہے کیا اس کے پانچ ریٹائرڈ جج ان علوم پر حاوی ہیں اگر نہیں تو پھر نااہلوں کا قرآنی اسرار و رموز و تفسیری باریکیوں میں فیصلہ کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے یہی کہ ان کو باطل کی طرف مائل کر لیا جائے یا اس گفتگو و بحث

سے اس بلند بانگ دعوے سے عوام کو مرعوب کرلیا جائے اگر حقیقی مصالحت منظور ہے تو میدانِ مناظرہ میں آئیے اور حکم علماء حق میں سے جیسے مفتی شجاعت علی قادری یا پیر کرم شاہ صاحب جو کہ وفاقی شرعی عدالت کے جج بھی ہیں تسلیم کرے کھلا ہوا چیلنج ہے !!

سیاق وسباق کا دھوکہ اور مکر عظیم

جناب انوار احمد صاحب اگر کوئی شخص آپکو لکھے کہ آپ بڑے جید عالم، دور حاضر کے مجتہد، ذرہ ناچیز سے کمتر، صوفی صفت، کوفی سرشت عابد متقی، ولدالحرام، پرہیزگار پاک باطن، چمار سے زیادہ ذلیل، دین دار، سخی، شرابی، ولی صفت پارسا، بدباطن، نیک خو، شیطان، شریف پیر منش، صحابہ صفت اور علامہ زماں ہیں تو کیا آپ سیاق وسباق کی بنا پر گالیوں اور توہین آمیز الفاظ کو معیوب نہ سمجھیں گے۔ اور ان کا سیاق وسباق میں آنے سے گالیاں آپ کی صفت قرار پا جائیں گی ؟ نہیں تو پھر سیاق وسباق کا فریبی ڈرامہ آپ عوام کے ساتھ کیوں کھیل رہے ہیں اس کے باوجود آپ نہیں مانتے تو تحریری اشتہار دیجئے کہ مندرجہ بالا گالیاں بھی آپکے لئے عین صفت ہیں اور ان سے آپکی توہین نہیں بلکہ سیاق وسباق کی وجہ سے تعریف ہو رہی ہے شاید یہ بات کیونکہ ذاتی ہے پسند نہ آئے مگر آپکی ایمانی غیرت کیسی ہے کہ کفر کو ایمان کے ساتھ ملا کر معیوب نہیں سمجھتے کیا آپ کی ذات انبیاء و دین اسلام پر سبقت رکھتی ہے ؟

کذب گوئی کو سمجھ رکھا ہے معیار کمال
سچ بتاؤ کاذبو! کیا یہی اسلام ہے

اکثر ازل اور ابد بولے جاتے ہیں اور ان سے گزشتہ و آئندہ کا طویل زمانہ مراد ہوتا ہے جیسے ہمارے سردار مولانا عارف باللہ مولانا نظامی قدس سرہٗ نے فرمایا :-

محمد کا زل تا ابد ہر چہ ہست
بآرائش نام او نقش ہست

علامہ اقبال لکھتے ہیں :-

ہے ازل سے یہ مسافر سوئے منزل جا رہا
آسماں سے انقلابوں کا تماشا دیکھتا
عشق کے خورشید سے شامِ اجل شرمندہ ہے
عشق سوز زندگی ہے تا ابد پائندہ ہے
حسن ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے
انساں میں وہ سخن ہے غنچہ میں وہ چٹک ہے
ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

قاسم نانوتوی لکھتے ہیں :-

جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود
بجا ہے اگر تمکو کہئے مبدءُ الآثار

(قصیدہ بہاریہ بحوالہ شہاب ثاقب)

یہی نانوتوی صاحب تحذیر الناس ص۴ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قدیم اور ذاتی ہونے کے قائل ہیں اور ص۷ پر لکھتے ہیں آپکی نبوت کسی اور کا فیض نہیں گویا یہ ذاتی صفت نبوت عدم سے ازلی و قدیم ہے مگر یہاں کسی کی عقیدت دم نہیں مارنے دیتی اور ازل پر اعتراض کرنے والے ابد، ذاتی اور قدیم کو شیر مادر کی طرح ہضم کر جاتے ہیں اور حقیقی کفر انہیں کبھی نہیں کھٹکتا مگر ازلی

حضرت قدس سرہٗ کیلئے یوں زہر اگلتے ہیں :۔

"صاحبو! سوچنے کی بات ہے یہ کس قدر مکر کی بات ہے جب مسائلِ دینیہ خصوصاً عقائد میں لفظ ازل آتا ہے (تو کیا خصوص کے علاوہ عموماً مسائل دینیہ عقائد سے ہٹ کر ہوتے ہیں) اس کے یہی معنی ہوتے ہیں مالا ابتدا لہ یعنی جس کی ابتدا نہ ہو اور اسی لئے خداوند لفظ ازلی وابدی سے موصوف ہوتا ہے مجدد تضلیل عالم کے واسطے عقیدہ تحریر کریں اور ایک من گھڑت معنیٰ اپنے دل میں لے لیں بھلا اس کا کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے آپ ہی فرمائیں کہ کوئی بولے آنب اور اس سے اس کی مراد املی لے وے تو کوئی اس کی بات مان سکتا ہے"

(کتاب مذکور صہ ۲۰۴)

تو کیا علماء حرمین شریفین نے بھی آپکے آنب کو املی مان لیا اور آپکی وخلیل احمد صاحب کی وکالت ذاتی کے باوجود آپ کا فرضی ومصنوعی آنب املی ہی رہا اور آپ کا املی کو آنب کہنا باطل قرار پایا اس کے باوجود آپ نے علماء حرمین کے فتوے کو ٹھکرا دیا اور ہدایت نصیب نہ ہوئی ؎

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

صہ ۲۰۳ پر ڈرامہ تحریر فرما کر اپنے معتقدین کا دل اسطرح بہلاتے ہیں.

آٹھ دس روز تک اسی کشش وپنج میں رہے کہ کس طرح اس گرداب بلا سے نکلوں اور کیونکر چھٹکارا ہو ہندوستان ہوتا تو شریف

سنیی اہل بکر سبھوں کی تکفیر کر کے ایک ہی تلوار سے قتل کر ڈالتا (کیا تکفیر سے آدمی مقتول ومردہ ہو جاتا ہے) مگر ہائے کیا کروں حجاز ہے (یہ کس منہ سے اعلحضرت نے وہابیہ وغیرہ کو کفر کے فتوے دیئے حجاز میں دیئے) دوسرا ملک ہے یہاں آزادی نہیں (تو کیا آپ کے لئے فتویٰ دینے کو انگریز سرکار یا سیکولر اسٹیٹ ہونی چاہیئے جہاں آپ آزاد ہیں) افسوس ریل بھی نہیں کہ بھاگ جاؤں پر بھی نہیں کہ اڑ جاؤں اگر اقرار کرتا ہوں تو قیدخانہ اژدھا جیسا منہ لئے ہوئے تیار ہے اور اگر انکار کرتا ہوں تو رسالہ مع مہر ودستخط موجود ہے (تو اب وہ رسالہ کہاں معلوم ہو گیا نام رسالہ وصفحات پیش کیوں نہیں کرتے) معتقدین کو کیا منہ دکھاؤں گا برسوں کی محنت برباد ہوئی جاتی ہے مگر جب کوئی صورت خلاصی کی نہ ہوئی تو اپنا اصل پیشہ اور ذاتی عمل کام میں لائے غلط ملط اور گڑبڑ عمل کیا (جیسا کہ آپ لوگوں نے المہند میں کیا) اوّل سوال کا جواب لکھا ازل اور ابد سے میری مراد وہ نہیں ہے جو کتب دینیہ اور دفاتر کلامیہ میں کیا جاتا ہے میری مراد ازل سے ابتدائے دنیا مراد ہے اور ابد سے انتہائے دنیا ماشاء اللہ سبحان اللہ" (کتاب مذکور صہ ۲۰۴)

قطع نظر اس کے کہ اس عبارت میں کس قدر جھوٹ، فریب بہتانات اور مغالطے ہیں نہ تو یہ دینی عالم کی معلوم ہوتی ہے نہ اس میں علمی تحقیق ہے ایسا لگتا ہے کہ ایک ناول نگار لفاظی کر کے بجائے علمی استدلال کے لفظی ہیرا پھیری سے باور کرانا چاہتا ہے پھر یہ کہ حوالہ ندارد۔ یہ عبارت زیر بحث رسالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبۃ کی طرف منسوب ہے

مجتہد صاحب کو چیلنج ہے دکھائیں اور ایک سو روپیہ کا انعام حاصل کریں ورنہ سو مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھکر خود پر دم کریں اور ٹانڈوی صاحب کی روح کو ارسال کریں اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کو فرماتا ہے انما یفتری الکذب الذین لایومنون ۰ جھوٹے افترا وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے

اعلیٰ حضرت نے مفسرین محدثین مجتہدین و علماء سلف سے ثابت کیا کہ ازل و ابد دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے اصطلاحی معنوں میں جب آتا ہے اس وقت اس کے معنی جس کے وجود کی ابتدا نہیں اور بقاء کی انتہا نہیں ہوتے ہیں مگر بار ہا ازل و ابد بولتے ہیں اور اس سے گزشتہ و آئندہ کا طویل زمانہ مراد ہوتا ہے اور اس کے ثبوت میں متعدد حوالے پیش کئے جس کو ہر چہار مذہب کے مفتیان نے متفقہ طور پر تسلیم کیا مگر وہابیہ میں اعتراض کی لت ہے کہ باطل کی طرف قلب جھکا رہتا ہے اور نہ بردستی اصطلاح کلام پر حمل کر کے کفری معنیٰ پیدا کرتے ہیں اس تشریح کے باوجود اعلیٰ حضرت نے اپنے کلام میں ازل و ابد لکھا ہی نہیں بلکہ فرمایا "میں نے اسی ایضاح کا قصد کیا کہ ازل سے ابد تک کی جگہ روز ازل سے روز قیامت تک لکھا" مگر بغض و عداوت اعتراض و فساد کی جانب لے جاتے ہیں۔ مجتہد صاحب انہیں فریب کاریوں پر پردہ ڈالنے چلے ہیں اور عقیدت پر ایمان قربان کر رہے ہیں۔

واقف نہیں تو اس کے لبوں کو کنول نہ لکھ
الفاظ کو خضاب لگا کر غزل نہ لکھ

اعلیٰ حضرت کی طرف فرضی عبارت منسوب کرنا کہ "میری مراد یہ ہے" کیسی بے حسی بہتان اور دھوکہ ہے اس سے یہ تاثر پیدا کرنا کہ اعلیٰ حضرت نے نئے معنیٰ پیدا کیے' عظیم فتنہ ہے تاکہ عوام کو بدظن کر سکیں مجتہد صاحب اگر حیا و ایمان کا جز بھی باقی ہے تو عبارت دکھا کر انعام حاصل کیجیے' ورنہ خدا کا غضب انشاء اللہ

چھوڑنے والا نہیں۔

جس بت کی محبت میں دیوانے پھرے برسوں
اس بت نے ہی رسوا سر بازار کیا

پندرھویں صدی کا دیوبندی اجتہاد

"ہم صفر تک احمد رضا خاں صاحب کا مکہ مکرمہ میں علالت کے باعث رہنا صرف ہمارا ہی اجتہاد نہیں بلکہ احمد رضا خان صاحب کے ایک سوانح نگار علامہ بدر الدین احمد رضوی قادری نے بھی مکہ معظمہ میں موصوف کی طویل اقامت کا سبب ان کی علالت کو قرار دیا ہے" (کتاب مذکور صہ ۵۳)

دیکھتے ہیں آپ نقل کا نام اجتہاد دین کی متفقہ اصطلاحات کے ساتھ یہ کیسا مذاق ہے یا پھر فریب کاری کہ مجتہد بن کر اپنی نفسانیت سے اسلام کا حلیہ بگاڑ سکیں اس مجتہد کو اپنے گھر کی خبر نہیں کہ ان کے نائب نبی کی تحقیق اس کے بر عکس ہے ان کا دعویٰ ہے کہ اعلیٰ حضرت اتنے عرصہ شریف مکہ کے حکم سے قید میں رہے۔ الفاظ یہ ہیں :-

"ان تینوں باتوں کی تفصیل اور جواب لکھو اور اپنا عقیدہ ظاہر کرو اور جب تک اس کا جواب نہ دے دو اس وقت تک تم کو یہاں سے سفر کرنے کی اجازت نہیں حالانکہ مجدد بریلوی صاحب حج سے فارغ ہو چکے تھے مگر اس حکم کے آتے ہی سفر کرنے سے بند کر دیے گئے' اور ایک قسم کی قید میں پڑ گئے' کہ کہاں تو آئے تھے خلیل احمد صاحب کی فکر میں یہاں خود ہی پھنس گئے" (کتاب مذکور صہ ۲۰۳)

مجتہد صاحب آپکے اجتہاد نے ٹانڈوی صاحب کو جھوٹا ثابت کر کے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مستحق بنا دیا جسکی تمامتر ذمہ داری آپکے

ہی اجتہاد پر ہے اگر ان کو بچائیں گے تو ان کی جگہ آپ کو کھڑا ہونا پڑے گا ؎

تنگ بر ما راہ گزارے دین شدہ است
ہر لئیمے رازدار دین شدہ است
زاجتہاد ایں عالمان کم نظر
اقتدا بر رفتگان محفوظ تر

یہی خود ساختہ مجتہد حسام الحرمین پر بحث کرتے ہوئے اصل کفری عبارات کو چھوڑ کر کبھی تعداد تقاریظ پر بحث کرتے ہیں کبھی علماء حرمین پر کبھی اعلیٰحضرت پر تاکہ بحث لمبی ہو جائے اور اصل کفری عبارات کو پس پردہ ڈال کر توجہ ہٹا سکیں تمام کفری عبارات انہوں نے تسلیم کر لیں یا جواب سے عاجز ہیں اس لئے صرف ایک عبارت تحذیر الناس پر صفائی یا باطل تاویل کرتے ہیں "نانوتوی صاحب نے لکھا تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" مگر اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کیا ختم نبوت زمانی میں بالکل کوئی فضیلت نہیں یعنی بالذات فضیلت نہیں کی جگہ صرف بالکل فضیلت نہیں لکھنے سے فساد پیدا ہو گیا اور کفری فتویٰ جاری ہو گیا یہ باطل ہے ہر کم علم بھی جانتا ہے کہ فضیلت نہیں اور بالذات فضیلت نہیں یا کلی فضیلت نہیں میں کوئی ایسا فرق نہیں جس سے معنیٰ الٹ جائیں فضیلت ذات ہی سے ہوتی ہے ذاتی حیثیت علیحدہ کر لی جائے تو فضیلت کس کی باقی رہے گی اور کیا زمانہ کی بھی ذات ہوتی ہے تمام پہلوؤں پر مکمل بحث کیوں نہیں کرتے صرف لکھ دیا "تفصیل کا موقع نہیں" کیسی عاجزی مجبوری اور شکست فاش ظاہر کر رہا ہے اور وہ دعویٰ کہ "ایسا محققانہ مقدمہ لکھا جائے کہ غلط فہمیوں کا دندان شکن جواب اور مخفی گوشے اجاگر ہو جائیں" کہاں چلا گیا یہ ہے ڈھٹائی۔ اعلیٰحضرت کا اصل فتویٰ المعتمد المستند ہے حسام الحرمین خلاصہ ہے آپ فرماتے ہیں "انہوں نے یہ سوال اٹھایا اس طمع پر کہ یہ جلدی اور اس دھیان

میں دل لگا ہونا اور کتابیں پاس نہ ہونا مجھے اظہار جواب سے روک دے گا تو اس میں ان کو عید اور خوشی ہو جائے گی اور مصیبت جو ان پر پڑی اس کا ایک طرح کا بدلہ ہو جائے گا کہ میں بھی ایک بار چپ رہا" یعنی حسام الحرمین کتابوں کی غیر موجودگی میں لکھی گئی اسی لئے عبارات کے صفحات کے حوالے نہیں لکھے گئے اصل عبارات کا مفہوم بدلتا تو اعتراض کی گنجائش تھی عبارات کے پہلے یا بعد میں ہونے کا کوئی خلل کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ ہر عبارت علیحدہ علیحدہ مکمل کفری معنیٰ رکھتی ہے ان کا ایک جگہ جمع ہونے یا علیحدہ ہونے کی بحث باطل ہے زبان حال سے اس نے خود تسلیم کر لیا کہ کلی فضیلت نہیں کہنے میں کفر موجود ہے تو پھر بالذات فضیلت نہیں کہنے میں کفر سے کیونکر نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

خود ساختہ مجتہد نے عربی ترجمہ پر خیانت کا بہتان لگایا ہے مگر یہ اس کی فریب کاری ہے خود اس نے اعلیٰحضرت کے عربی ترجمہ میں خیانت کی ہے جو اس کی مرغوب غذا ہے اعلیٰحضرت کی عربی یہ ہے مع انہ لا فضل فیہ اصلا عند اھل الفھم مگر نام نہاد مجتہد نے خیانت کر کے یہ لکھا مع انہ لا فضل فیہ عند اھل الفھم اصلاً۔ دجال نے لفظ اصلاً جس کے معنیٰ بالذات ہیں کو اپنی جگہ سے ہٹا کر اہل الفہم کے بعد لکھ دیا تاکہ اصلاً بجائے فضیلت کی صفت کے اہل فہم کی صفت گمان ہونے لگے اور وہ دھوکہ دے کر بد گمانی پیدا کر دے یہی نہیں بلکہ اصلاً کا لغوی ترجمہ بالذات بدل کر بالکل کر دیا تاکہ عوام مغالطہ میں آجائیں۔ نانوتوی صاحب نے خود اصلاً کو بالذات کے معنیٰ میں اسی تحذیر الناس میں استعمال کیا ہے اسی عبارت کا ترجمہ مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی نے تحذیر الناس مطبوعہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی کے تکملہ میں ص ۶۲ پر لکھا جس میں انہوں نے ترجمہ بالذات کچھ فضیلت نہیں تسلیم کیا ہے اور قطعی کوئی اعتراض نہیں کیا مگر اس مجہول مجتہد کو اپنے بڑوں کے علم و اقرار شدہ حقیقتوں پر بھی

اعتراض کرتے ہوئے شرم نہیں آتی یہ باطل کی طرفداری کا کرشمہ ہے کہ مختلف تاویل کرنے والے ایک دوسرے کے خلاف تاویل کرتے ہیں پھر بھی بات بنائے نہیں بنتی ہے

دیکھئے کیوں ہو شکیب اتنی بلندی کی طرف
نہ اٹھایا کرو سر کو کہ یہ دستار گرے

خود لکھا ہے تین مختلف عبارتیں ایک جگہ لکھی گئی ہیں مگر خود سوال کرتا ہے "پروفیسر صاحب ساری قوت صرف کرنے کے بعد بھی حسام الحرمین میں پیش کردہ پوری عبارت تحذیر الناس کے کسی مقام پر نہیں دکھا سکتے" کیسا مضحکہ خیز سوال ہے بقول اس کے اگر کہا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ لا الٰہ الا ھو۔ ط۔ الحمد للہ رب العالمین ۔ قل ھو اللہ احد ۔ تو انوار احمد صاحب اپنا اجتہادی حکم صادر کریں گے یہ باطل ہے قرآن میں اس طرح ہرگز نہیں ہے بتاؤ یہ قرآن کے کس صفحہ پر ہے پروفیسر صاحب پوری قوت صرف کرنے کے باوجود قرآن کے کسی صفحہ پر یہ پوری آیات نہیں دکھا سکتے تین علیحدہ علیحدہ جگہوں کی آیات ملا کر ایک جگہ جوڑ دی گئی ہیں اور اس کی ترتیب بھی بدل ڈالی ہے درمیانی کو شروع میں کر دیا ہے اور یہ جھوٹ ہے کہ یہ آیتیں قرآن کے کسی صفحہ پر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ قربان جائیے اس باطل استدلال و اجتہاد پر اپنے آپ کو اہل فہم کہکر علمی رعب ڈالنے کا بھی اجتہاد یہی ہے کسوٹی چاہے ابلہوں ہی کی ہو۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ کی یہ مثال صادق آرہی ہے۔

مجتہد صاحب آپ تو عوام کی غلط فہمیاں دور کرنے چلے ہیں اہل فہم کا کیا سوال ہے وہ تو آپ کو پہلے ہی سے جانتے ہیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

ایک اور دیوبندی اجتہاد

شہاب ثاقب کو چھپے ہوئے قریب ۷۵ سال ہو گئے یہ مصنف کی زندگی میں کئی بار چھپتی رہی اور کبھی غلط نامہ شائع نہیں ہوا مصنف کے دنیا سے چلے جانے کے ۲۵ سال بعد ایک لاہوری مجتہد کو اسمیں اجتہادی ترمیم یا اصلاح کا حق حاصل ہو گیا اس کا سبب ایک خود ساختہ روایت بنی کہ ایک نامعلوم شاگرد نے ٹانڈوی صاحب سے سوال کیا تھا کہ اس کتاب میں وہابیہ کو خبیثہ لکھا ہے اس پر ٹانڈوی صاحب نے جواب دیا کہ اس کا مسودہ ایک طالب علم کو دیا تھا، جو وہابیوں کے سخت خلاف تھا اس نے ایسے لفظ بڑھا دیئے اس لئے اب مجتہد صاحب کو ۷۵ سال بعد ترمیم کا حق حاصل ہو گیا چاہے یہ روایت غیر معتبر اور فرضی ہی کیوں نہ ہو اس سے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ دیابنہ تعلیمی دور سے ہی دوسروں کی تصانیف میں تحریف، اضافہ یا ترمیم کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اسکو معیوب نہیں جانتے ہیں مجتہد صاحب کو ترمیم کی شاید اس لئے ضرورت پڑ گئی کہ اب نجدیوں اور ریال کی طاقت روز افزوں ہے اور اس کی خوشنودی کا یہی طریقہ ہے مگر دانائی کا مدعی مقدر رکہ یہ اجتہاد ناقص رہ گیا کہ اس لفظ سے زیادہ شدید الفاظ شہاب ثاقب میں اب بھی موجود ہیں وہابیہ کے عقائد ٹانڈوی صاحب نے "نقل کفر کفر نباشد" لکھنے کے بعد بیان کئے جس نے ثابت کر دیا کہ ان کی نگاہ میں بھی وہ کفریہ عقائد ہیں جیسے گستاخیٔ رسول تمام مسلمانوں کو کافر سمجھنا روضہ مبارک کو صنم اکبر کہکر زیارت کو حرام قرار دینا وغیرہ تو صرف خبیثہ کے ایک لفظ کی کمی سے کیا فائدہ حاصل ہوا مگر شاید یہ پہلا اجتہاد ہے دوسرے یا تیسرے مرحلہ میں ان کا قلم عیار تمام مذمتوں کو حمایت اور تعریف میں بدل سکتا ہے تاکہ تاریخ کی طرح عقائد پر بھی پردہ

ڈال سکیں اور حق نمک یا عقیدت پورا ادا ہو جائے مجتہد صاحب آپکے ایسے مجہول تکہ اجتہاد سے کام نہیں چلے گا اب آپکو ایسا فور مولا ایجاد کرنا ہو گا جس سے ضد مابین اب معاون یا تائید مابین بن جائیں جیسے بالا پست کے اوپر نیچے کے ذلت عزت کے گالی تعریف سے آگ پانی کے عذاب ثواب کے عداوت دوستی کے جہنم جنت کے کفر و شرک اسلام کے ہم معنیٰ بن جائیں تاکہ آپکی اجتہادی قلابازی مصلحتؔ چولا بدلتی رہے ورنہ آپکے بڑے جنکو خارج از اسلام کر چکے ان کو امام بلکہ سواد اعظم ثابت کرنا آپکے دماغی خلل کا ثبوت دے رہا ہے یا آپ اپنی منافقت پر نئی مہر ثبت کر رہے ہیں ع

بازار سیاست کے اے تاجر زیرک
ایمان کی دولت کا تو سودا نہیں ہوتا

ایسوں ہی کے لئے فرمایا گیا ہے فسبحٰن مقلب القلوب و الابصار پاک ہے اسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے ؎

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

حسام الحرمین، الدولۃ المکیۃ، تقدیس الوکیل عن توھین الرشید و خلیل، لفت النَّدوۃ المندلۃ، الصوارم الہندیہ، سل السیوف الہندیہ وغیرہ کتابوں پر اعلیٰحضرت کی تائید اور وہابیہ کی تردید و تکفیر میں علماء حرمین شریفین و علماء حجاز کی سیکڑوں تقاریظ لکھی گئیں جن میں اعلیٰحضرت کو امام وقت، مجتہد، مجدد، مفسر، سردار فاضل، علامہ کامل، مقتدائے افاضل، خلاصہ اہل علم و یقین، گوہر یکتا، زندہ کن شریعت، سعید فرشتہ، آسمان یکتائے علوم، عمدۃ المحققین، فاضل فہامہ کے عمائد ہیں ایسے ہیں جیسے بدن میں آنکھ، پیشوائے عمدگان جلیل، یہی وارثان

انبیاء ہیں، اہل تحقیق کے پیشوا، فضائل کا دریا، امام پیشوا، استاد معظم یکتائے زمانہ، اس صدی کا مجدد، باریکیوں کا خزانہ، معرفت کا آفتاب محفوظ گنجینوں سے چنا ہوا، دریائے عظیم الفہم جس کی خصلتیں وافر اور بڑائیاں ظاہر، علم کا کوہ بلند جس کے نور کا ستون اونچا ہے۔ معرفتوں کا ایسا دریا جس سے مسائل نہروں کی طرح جھلکتے ہوں، ایسا علامہ جس کی طرف اطراف سے استفادے کیلئے سفر کیا جائے، علماء مشاہیر کا سردار، معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار، دین اسلام کی سعادت، نہایت محمود سیرت، صاحب عدل، دائرۂ علوم کا مرکز، راہ یابوں کا نگہبان، فضائل کا دریا، عالم باعمل، صاحب احسان حضرت مولا احمد رضا خان حجتوں کی تیغ براں سے بے دینوں کی زبانیں کاٹنے والا، اس نے علماء کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا، بے دینوں کے خبیث سرداروں کا رد کیا بلکہ وہ ہر خبیث مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر ہیں، ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب اور ان کی پردہ دری امور ثواب سے جو ان کی تصدیق کرے اللہ سبکو ایسا کر دے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہوں کچھ مردہ، یہ گمراہان گمراہ گر فاجر، کافر، دین سے خارج ہیں ان میں جو بد اعتقادی حاصل ہوئی اس کا مبنیٰ بد فہمی ہے، خدا کی قسم اس (الدولۃ المکیۃ) کے مطالعہ نے میری آنکھ کو ٹھنڈک دی سینہ کشادہ اور خاطر شگفتہ اور بے شک علماء کرام و مدرسین مسجد الحرام نے اس عجالے کی عزت فرمائی کہ اپنے ہاتھوں سے مہروں کی ہیکل پہنائی جس نے اہل کفر کی جڑ کھود ڈالی اللہ تعالیٰ عز و جل سب سے بلند تر فردوس کے غرفوں میں اپنے پیارے انبیاء و مرسلین کے ساتھ اسے (احمد رضا خان کو) بلند رسائی دے، وغیرہ جیسے القاب و دعاؤں سے نوازا اور وہابیہ کو بد دعائیں دیں اور ان کے کفر پر مہریں ثبت

فرمادیں مگر دیابنہ کی عقیدت یہ تسلیم نہیں کرتی کیونکہ انکو عقیدت وہابیہ سے ہے۔

خلیل احمد صاحب مصنف براہین قاطعہ علماء دیوبند کی خود ساختہ تعریف کے بعد لکھتے ہیں :-

"یہی قبولیت عنداللہ کا نشان ہے اور علماء مکہ معظمہ کا حال جس نے عقل و علم (دیابنہ) کے ساتھ دیکھا وہ خوب جانتا ہے جو نہیں گیا وہ ثقات کے بیان سے مثل مشاہدہ کے جانتا ہے اور اکثر وہاں کے علماء نہ کہ سب کیونکہ اکثر وہاں متقی بھی ہیں اس حالت میں ہیں کہ لباس ان کا خلاف شرع اسبال آستین اور دین کا جبہ و قمیص میں کرتے ہیں ریش اکثروں کی قبضہ سے کم نمازیں بے احتیاطی امر بالمعروف کا یا وصف قدرت کے نام و نشان نہیں اکثر انگوٹھی چھلے غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہیں قطع صفوف شائع ہے فتویٰ نویسی میں کچھ دیکر جو چاہو لکھوا لو ان کے عصیان سے کوئی مطلع کر دیوے تو مارنے کو موجود ہو جادیں اور خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں (یہ دیابنہ کی وہاں شکست و تذلیل کا کیسا بھاری ثبوت ہے اسی کو چھپانے کیلئے اعلیٰحضرت کیخلاف پروپگنڈہ کیا جاتا ہے ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری) اور بغدادی رافضی سے کچھ روپیہ لیکر ابوطالب کو مومن لکھدیا خلاف روایات صحیحہ کے اور علیٰ ہذا کہاں تک لکھوں کہ طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ ہجو علماء حرمین کی لکھوں مگر بناچاری لکھنا پڑا اگر کسی نے ایسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین (یعنی کل علماء جن میں برنجی بھی ہیں) پر ترجیح بوجہ اعتماد کے (بوجہ علم و کمال کے نہیں) دیدی تو کونسا غضب ہو گیا"

(براہین قاطعہ صہ ۱۹)

ناظرین شرم آتی ہے جیسے الفاظ کی طرف نہ جائیں کیونکہ یہ صرف دھوکہ دہی اور علماء حرمین شریفین کے فرضی احترام و بناوٹ کیلئے لکھے گئے ہیں تاکہ عوام یہ سمجھیں کہ یہ لوگ علماء حرمین کے قطعی خلاف نہیں ورنہ ان کا اصل مقصد علماء دیوبند کو ترجیح دینا اور علماء حرمین کے فتووں کو ناقص قرار دینا ہے جیسا کہ خود لکھتے ہیں کہ وہ رشوت کی پیداوار ہیں اور احادیث کے خلاف ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں :-

"بریلوی کی شان میں جو الفاظ علماء حرمین شریفین نے قبل از واقفیت دو چار روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسب اخلاق کریمانہ ان کی چند مدائح اپنی اپنی تقاریظ میں تحریر کی تھیں یا اشارۃً کنایتاً خطبوں میں ان کو یا ان کے جعلی مخالفوں (دیابنہ) کو کچھ لکھا تھا اس کا مفصل مجموعہ تمہید میں کر کے عوام کو دکھایا گیا"

(شہاب ثاقب صہ ۱۸۱)

یعنی جس قدر القاب و مدح اعلیٰحضرت کی شان میں ہیں تمام درست و حق ہیں اسی طرح دیابنہ کے لئے کفر و مذمت کے الفاظ بھی حق و درست ہیں مگر اعتراض ہے تو صرف یہ ہے کہ یہ سب کچھ اخلاق کریمانہ کے تحت ہوا تو پھر ٹانڈوی صاحب وہاں تیرہ سال رہ کر اسی اخلاق کریمانہ سے فائدہ کیوں نہ اٹھا سکے ضرور دال میں کالا ہے۔ پھر بوکھلاہٹ میں لکھتے ہیں :-

"جو الفاظ علماء حرمین نے ان کی تعریف میں لکھے ہیں وہ بوجہ لاعلمی و حسن اخلاق کے صادر ہوئے ہیں صہ ۱۸۲ ما قیل از تحقیق ہیں صہ ۱۸۹ سادہ لوح علماء نے حسن ظن سے کام لیا صہ ۱۸۷ ، یہ

افسوس بعض بھولے بھالے علماء پر چل گیا صد ۲۰۸، ان کے قدموں پر گر پڑے جوتے چومے ہونٹ گھسادئے تذلل و تضرع کیا صد ۲۰۸، جو علماء طالب شہرت تھے یا اپنی سادگی سے ان کے دام تزویر میں آگئے ان میں بہت ایسے ہیں جنکو قوت علمیہ نہیں علماء میں شمار نہیں ہوتا صد ۲۰۹، تضاد بیانی خود ظاہر کر رہی ہے کہ یہ بناوٹ عداوت اور طرفداری سے ہے مجتہد دیوبند بھی اپنی عقیدت کی بنا پر ان کی نقل کرتا ہے۔

"جناب احمد رضا خان صاحب (م ۱۳۴۰ھ - ۱۹۲۱ء) کی کتاب حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ وغیرہ پر جو تقاریظ علماء حرمین شریفین نے لاعلمی اور غلط فہمی میں لکھدی تھیں انہیں کو پروفیسر صاحب نے مرتب کر کے پیش کر دیا" (کتاب مذکور صد ۱۲)

تو اسمیں پروفیسر صاحب کی کیا غلطی یا قصور ہے فتوی علماء حرمین پر کیوں صادر نہیں کرتے۔ یہ بیانات عداوت کی پیداوار ہیں اور علماء حرمین شریفین و علماء حجاز کے مقابلہ میں تاریخی نظر سے بھی دیکھا جائے تو فوقیت نہیں رکھتے ان کی بوکھلاہٹ ظاہر کر رہی ہے کہ علماء حرمین کا ماحول ان کے خلاف تھا اسی لئے ایسا لکھ رہے ہیں تاکہ معتقدین میں بھرم رہے یہ کیسی عجیب بات ہے کہ علماء کے سامنے رسالے موجود تھے جنمیں قرآن حدیث اقوال مفسرین محدثین و نصوص سے ثابت کیا گیا تھا جس کے متعلق علماء نے تصدیقات میں مصنف کو حق پر تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ انکو اپنا امام مجتہد، مجدد وقت، علماء کا سردار اور رہبر قبول کر لیا اور دیابنہ کے کافر ہونے کا فتوی دیا تو کیا یہ تمام مباحث علمی، لاعلمی، بے ہوشی قبل از واقفیت و حسن اخلاق کے تحت ہو گئے، اور علماء نے بے ہوشی میں آنکھیں بند کر کے تقاریظ لکھدیں یہ کسی صاحب علم و عقل کیلئے قابل قبول نہیں ہو سکتا

مگر دیابنہ کو اسی پر اصرار ہے کیونکہ وہ جواب سے عاجز ہیں اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ مان لیا جائے کہ یہ درست ہے تو پھر ایسے تمام علماء کفر کا فتوی دیکر مکفر المسلمین ہوئے یا نہیں اور بقول حدیث پاک ان کی طرف کفر لوٹا یا نہیں ضرور لوٹنا چاہیئے تو دیابنہ نے انہیں کافر ہونے کا فتوی کیوں نہیں دیا یہی نہیں بلکہ انکی تقاریظ کا المہند غایۃ المامول میں کیوں سہارا لیا؟ نیز ان کو مومن قرار دیکر کافر کیوں نہیں ہوئے؟ اس طرح کے کئی سوالات دیابنہ پر قرض ہیں!

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج!!!!

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دیابنہ کے یہاں لاعلمی، قبل از واقفیت اور عقیدت و اخلاق کریمانہ کے تحت بڑے بڑے القاب مجتہد، حکیم الامت، امام ربانی، مجدد، امام وقت وغیرہ جیسے القاب تک سرقہ کر سکتے ہیں اور اسی لئے وہ اپنے علماء کو خوش فہمی میں مربی خلائق اور نائب نبی تک لکھتے ہیں یہی نہیں بلکہ دوسروں کو کافر و بد دین ملحد وغیرہ بھی لکھنے میں کوئی دریغ نہیں کرتے کیوں کہ وہ ان کے گھر والوں کیلئے کفر لوٹنے والی احادیث بے معنی سمجھتے ہیں لاحول ولا قوۃ

بگو حدیث وفا از تو باور است بگو
شوم فدائے دروغ کہ راست ماننداست

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے خلاف لکھتا ہے:-

"احمد رضا خان صاحب اپنے معدودے چند معتقدین کے سوا تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر و گمراہ قرار دینا ایک ایسی بین حقیقت ہے جس میں نہ آج سے بیشتر کبھی محققین کی دو رائیں ہوئی ہیں اور نہ آئندہ کسی صاحب بصیرت اور واقف حال انسان کی طرف سے اختلاف کی گنجائش ہے" (کتاب مذکور صد ۱۰۶)

دیابنہ کی یہ بات بھی حقیقت سے دور تعصب، فرقہ پرستی دجل اور ذاتی عناد سے لبریز ہے اس عبارت میں انہوں نے محققین صرف ان لوگوں کو ٹھہرایا ہے جو اعلٰحضرت کیلئے یہ یقین رکھیں کہ آپ اپنے چند معتقدین کے سوا تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کو جسمیں چودہ سو سال کے تمام صحابہ تابعین تبع تابعین، ائمہ مفسرین محدثین مجتہدین علماء صلحاء وغیرہ شامل ہیں سبکو کافر اور گمراہ جانتے ہیں (معاذاللہ) اور یہ یقین ایسا پختہ ہونا چاہیئے کہ اس میں شک یا اختلاف کی گنجائش قطعی نہیں اختلاف تو روزہ نماز خلافت، حاضری مزار مبارک، زکوٰۃ وغیرہ میں ہو سکتا ہے یہاں اس عقیدے میں گنجائش نہیں اور جو کوئی اس نادر شاہی حکم کے خلاف رائے بدل لیں گے تو دیابنہ فوراً ان کا نام محققین و صاحب بصیرت کی فہرست سے نکال کر رسوا کر دیں گے فرقہ پرستی تعصب اور گمراہی کی ایسی گھناؤنی مثال شاید ہی کسی فرقہ میں ملے اس بات کی تائید اور ثبوت میں جنکو اعلٰحضرت نے بد دین گمراہ کہا پہلا فرقہ وہابیہ پیش کیا پھر ابن تیمیہ کو امام بنا کر پیش کیا ہے جو معتزلہ اور خارجی عقائد کا ہے جس کی پیروی وہابیہ نے کی ہے اس کے ساتھ ابن حزم، ظاہری، داؤد ظاہری ابن قیم جوزی، قاضی شوکانی وغیرہ کو جو تمام ہم عقیدہ ایک ہی گروہ کے ہیں پیش کیا اس ٹولے کے ہمعصر علماء حق نے ان پر گمراہی بد دینی وغیرہ کے فتوے دیکر ان کو جیلوں میں ڈلوایا ابن تیمیہ تو جیل ہی میں مرا دیابنہ کی منافقت دیکھیے کہ جب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان کے عقائد باطلہ کی گرفت فرمائی تو تمام علماء دیوبند نے چھبیس فرضی سوالات قائم کر کے ان کے جوابات سنی عقیدے پر دیئے اور ان تمام بد عقیدگیوں سے جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں اور انہیں مندرجہ بالا پیش کردہ گروہ سے تعلق رکھتی ہیں سخت ناراضگی ظاہر کی بلکہ ان کا رد کیا تاکہ دھوکہ دیکر اپنے فرضی عقائد پہ حق پرستی کا سرٹیفکیٹ لے لیں

مگر پھر بھی ایمان سے دور ہی رہے کہ نہ تو کفری عقائد سے تائب ہوئے نہ ہی تجدید ایمان ہوئی نہ ہی علماء حرمین نے یہ تصدیق کی کہ ان چھبیس جوابات کے بعد پرانے کفری عقائد جن پر علماء حرمین بھی فتوے دے چکے ہیں اب ایمان بن گئے یا وہ عقائد ان کے نہیں تھے یا ان عقائد کی موجودگی میں یہ جواب دینے سے تجدید ہو گئی؟ یا ان چھبیس جوابات والے عقائد کے ساتھ ساتھ وہ کفری عقائد موجود ہیں تو بھی ایمان میں خلل پیدا نہیں ہوگا؟ تصدیق کس بات کی ہوئی اور کفر کا وبال کیونکر ٹل گیا؟ یہ ایسا ہے کہ ایک شخص بت کو سجدہ بھی کرتا رہے اور باقاعدہ نماز بھی پڑھتا رہے جب اعتراض ہو تو پانچوں وقت نماز پابندی سے پڑھنے کا سرٹیفکیٹ پیش کر دے اور اپنی مسلمانی کا دعوی کرتا رہے بت کے سجدے کی تاویل کرے کہ اس سجدے کی نیت بھی اللہ تعالیٰ ہی کو سجدے کی تھی تو کیا قابل قبول ہوگا؟

یہاں ایک بات قابل توجہ ہے کہ سات سو سال کے تمام علماء حق، صحابہ کرام مفسرین تابعین تبع تابعین محدثین مجتہدین کو چھوڑ کر ساتویں صدی کے آخر میں آنے والے ابن تیمیہ کو امام بنا کر امت مسلمہ میں سر فہرست پیش کیا جا رہا ہے جنکو اعلٰحضرت نے گمراہ کہا اسی کے قلم سے یہ بات قطعی واضح ہو گئی کہ سات سو سال تک کے علماء حق سے اعلیٰ حضرت کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور دیابنہ باوجود پروپگنڈے کے ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہیں کہ ساتویں صدی تک کے علماء حق سے اعلٰحضرت کا اختلاف پیش کر سکیں یعنی اعلٰحضرت سواد اعظم کے ساتھ ہیں یہ ثبوت اسکی زبان حال نے دے دیا کہ وہ قاصر ہیں ان ساتوں صدیوں کے علماء حق میں سے کسی کا اعلٰحضرت سے اختلاف ثابت کر سکیں اس طرح ان کا دعوی خود جھوٹا ہو گیا کہ اعلٰحضرت سواد اعظم کے خلاف ہیں اور سوائے اپنے معتقدین کے سب کو کافر جانتے ہیں اس کے پیش کردہ ٹولے کو دیابنہ

بھی گمراہ و بد دین ہونے کے فتوے دے چکے ہیں جو المہند و شہاب ثاقب وغیرہ میں موجود ہیں مگر یہ ان کو امام مان رہا ہے اس بات سے بھی انکے دماغی توازن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فہرست پیش کرنے چلے ہیں ان لوگوں کی جنکو اعلحضرت نے گمراہ یا کافر کہا مگر لکھتے ہیں "احمد رضا خان صاحب نے ایک سو علماء کرام کے اقوال پیش کرنے کے بعد فرمایا" اُولٰئِکَ سادَاتی فَجِئْنِی بِمِثْلِھِم" یعنی یہ سب اکابر میرے سردار ہیں (اگر تجھ میں ہمت ہے) تو ان جیسا کوئی عالم میرے پاس لا تو سہی" (کتاب مذکور ص۱۱۲۳) گویا بقول خود ان کے ان سو علماء جو مختلف دور کے ہیں اور تیرہ سو سال کے سرکردہ علماء و اکابر ملت میں سے ہیں اعلحضرت قدس سرہٗ ان کی پیروی کرتے ہیں اور اجماع امت یا سواد اعظم سے قطعی اختلاف نہیں رکھتے اس کی پیش کردہ مذکورہ سو علماء کی فہرست نے یہ الزام کہ "اعلحضرت قدس سرہ سوائے معدودے چند معتقدین کے تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں" اسی کے قلم نے باطل و مردود کر دیا اور صاحب مقدمہ مجتہد مجہول کے دل کی سیاہی اسی کے ہاتھوں سے اس کے منہ ہی پھیل گئی مگر گروہی عقیدت نے ان کو ایسا اندھا کر دیا کہ اس کور باطنی پر بجائے شرمندگی و ندامت کے فخر اور ناز کرتے ہیں۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نامرادی نے کر دیا خود دار
اب سر شوق خم نہیں ہوتا

اب اس کے پیشکردہ امام اور اس کے حواریوں کا تھوڑا حال بھی دیکھتے چلئے :- مولوی عبید اللہ سندھی دیوبندی لکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ماننے والوں میں سرزمین نجد میں محمد ابن عبد الوہاب پیدا ہوئے دراصل محمد بن عبد الوہاب نجدی نے کسی ایسے استاد سے علم حاصل نہیں کیا تھا جو انہیں صحیح ہدایت کی راہ پر لگاتا اور نفع مند علوم کی طرف ان کی راہنمائی کرتا اور دین کے معاملات میں ان میں تفقہ کی سمجھ

بیدار کرتا طلب علم کے سلسلہ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی نے صرف اتنا کیا کہ شیخ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد کی بعض کتابیں پڑھ لیں اور ان کی تقلید کی (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص۲۳ ف۲/۹)

علامہ محمد عبد الرحمٰن علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :-

ترجمہ :- "ابن تیمیہ وہابیوں کا سردار ہے وہ شیخ الاسلام نہیں بلکہ شیخ البدعت و شیخ الآثام ہے (برائیوں کی جڑ) اور یہی وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے تمام عقائد فاسدہ کو بیان کیا اور حقیقت میں وہی اس گمراہ فرقہ کا بانی ہے" (سیف الابرار فام ۔ ۱۰)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ :-

ترجمہ :- "ابن تیمیہ ایک بندہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا گمراہ کیا اندھا بہرا اور رسوا کیا اس نے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما جیسے اکابر صحابہ کرام پر بھی اعتراض کیا اس کا کلام کچھ وزن نہیں رکھتا بلکہ ویرانے میں پھینکنے کے قابل ہے اس کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ وہ بدعتی گمراہ گمراہ کن جاہل غالی ہے" (فتاویٰ حدیثیہ ص۹۹ مصر فام ۲/۱۱)

علامہ عبد الحی لکھنوی کا فیصلہ :-

ترجمہ :- "ابن تیمیہ کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے اس نے اپنی تحریر اور تقریر میں تشدد اور تجاوز سے کام لیا ہے" (غیث الغمام ص۵ فام ۲/۱۴)

علامہ سید غلام مصطفےٰ شاہ علیہ الرحمۃ کا فیصلہ :-

ترجمہ :- ابن تیمیہ خدا کو مجسم کہتا تھا اور سفر زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور تحقیر و توہین بعض خلفائے راشدین اور ائمہ مجتہدین طریقہ اس کا تھا اور کتاب صراط مستقیم اس کی ان اسباب میں موجود ہے آخر علماء عصر شیخ داؤد و شیخ کمال الدین سبکی نے اس کے عقائد باطلہ کو رد کیا اور اسے گرفتار کر کے مدرسہ کاملیہ مصر میں لے گئے مجلس منعقد ہوئی

قاضی مفتی تمام جمع ہوئے اور اسکو قائل کیا اور حکم سلطانی تمام بلاد میں جاری ہوا کہ عقیدہ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے" (تحفۃ الناظرین فم/۱۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے کفر کے فتوے کی تصدیق :-

"اٹھارہ بڑے بڑے فقہا نے علامہ (ابن تیمیہ) کے کفر کا فتویٰ دیا جن کے سرگروہ قاضی الغنائی مالکی تھے چاروں مذہب یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی فقہا سے فتوے لئے گئے سب نے بالاتفاق علامہ کی قید کا فتویٰ دیا" (اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۸ ستمبر ۱۹۵۰ء فم/۵)

علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے تحریر فرمایا :-

"بادشاہ وقت جلال الدین تزدیمی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا اس کے بعد ابن تیمیہ نے توبہ کر لی اسے بری کر دیا گیا پھر ابن تیمیہ بدل گیا پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ علماء کے اتفاق سے ابن تیمیہ کا عقیدہ درست نہیں ہے اس لئے من اعتقد اعتقاد ابن تیمیہ حل ماله ودمه۔ یعنی جو ابن تیمیہ کے عقیدے کا ملے اس کا مال لوٹ لو اور قتل کر دو" (الدرر الکامنہ صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ حیدرآباد دکن فم/۵)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

"(ا) اس کا عقیدہ تھا نماز کی قضا نہیں۔ (ب) حائضہ طواف کعبہ کر سکتی ہے۔ (ج) بے شک اللہ تعالیٰ مرکب ہے اس کی ذات اس طرح محتاج ہے جس طرح کل جز کا محتاج ہوتا ہے۔ (د) دوزخ فنا ہو جائے گی۔ (ھ) انبیاء معصوم نہیں ہیں اور بے شک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کوئی عظمت اور بزرگی نہیں ہے۔ (و) وہ اللہ تعالیٰ کیلئے جسمیت جہت اور مکان سے منتقل ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ (ز) اور اللہ تعالیٰ کو عرش کے برابر سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ عرش سے چھوٹا بھی نہیں اور بڑا بھی نہیں" معاذ اللہ (فتاویٰ حدیثیہ فم)

مذاہب اربعہ کی مخالفت :-

"ابن تیمیہ بعض مسائل میں جملہ مذاہب اربعہ کی مخالفت پر مجبور ہو گئے اور دوسرے مذاہب کی حتیٰ کہ شیعہ مذہب تک کی بعض رائیں قبول کر لیں" (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۴۳۵ از ابوزہرہ فم/۴۷)

خوارج وظاہریوں کا اشتراک :-

"خوارج اولین لوگ تھے جنہوں نے ظواہر کتاب وسنت سے وابستہ رہنے کی بنیاد ڈالی اور یہ امر خوارج وابن حزم کے مابین مشترک طور پر پایا جاتا ہے خوارج کے تذکرے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ابن حزم نے کتاب وسنت کی تشریح وتوضیح میں خالص ظاہری مسلک اختیار کیا ہے یہ حقیقت ہے کہ حضرت علی کے بارے میں ان الحکم الا للہ کہکر خوارج نے ظاہری انداز فکر کا سنگ بنیاد رکھا تھا" (حیات ابن حزم صفحہ ۱۹ فم/۵۲)

ابن تیمیہ ابن حزم کا شاگرد تھا :-

"ابن حزم پہلا شخص تھا جس نے صوفیاء کرام کو اپنی کڑی تحقیق کا نشانہ بنایا اور ابن تیمیہ آیا تو اس نے ابن حزم سے بھی سخت تنقید کی بنا بریں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ابن تیمیہ ابن حزم کی تصانیف کیوجہ سے اس کا شاگرد تھا" (حیات ابن حزم ۱۹-۲۱۴ فم/۴۴)

ابن تیمیہ اور ابن قیم کے متعلق عبدالحی لکھنوی صاحب نے لکھا :-

ترجمہ :- شمس الدین ابن قیم ابن تیمیہ کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد رشید تھا اس نے اپنے استاد ابن تیمیہ کی صحبت سے کم علمی حاصل کی" (غیث الغمام صفحہ ۵ فم/۵۶)

ابن تیمیہ نے ابن حزم کے مشن کی اشاعت کی :-

"ابن تیمیہ ساتویں صدی کے آخر اور آٹھویں صدی ہجری کے

اوائل میں آئے اور اس دعوت کا آغاز کیا جسے ابن حزم جیسا نابغہ روزگار اپنے عصر و عہد میں شروع کر چکا تھا" (حیات ابن حزم صد ۳۴۳ ف م/۵۲)

ابن تیمیہ کفر کا الزام لگانے سے بھی نہیں چوکتا تھا:۔

"ابن تیمیہ اس مخالفانہ تحریک کے پہلے رہنما تھے جس کے ذریعہ صوفی اور اہل ذوق حضرات کے خلاف اعتراضات اور تکفیر کے تیر برسائے گئے" (حیات ابن قیم ۵۵ ف م/۴۸)

ابن تیمیہ اور قاضی شوکانی کی جوتے سے مشابہت:۔

مولوی عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں ترجمہ:۔ اور اگر تم ابن تیمیہ اور قاضی شوکانی کے برے حالات اور بری باتیں دیکھنا چاہتے ہو تو میرا رسالہ فرحۃ المدرسین بذکر المؤلفات والمؤلفین دیکھو میں نے منہاج السنۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ قاضی شوکانی متاخرین میں سے عقل اور کثرت علم میں ابن تیمیہ کے مثل ہے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک جوتا دوسرے جوتے کے عین مطابق ہوتا ہے بلکہ شوکانی دوسری صفت کم عقل ہونے میں اس سے بھی بڑھ گیا ہے" (غیث الغمام صد ۵ ف م/۶)

مولوی محمد حسین دیوبندی کا فیصلہ:۔

ہفت روزہ الاعتصام میں دیوبندیوں کے مولوی قاسم نانوتوی کے شاگرد مولوی محمد حسین سنبھلی کی ابن تیمیہ ابن قیم اور قاضی شوکانی کے بارے میں درج کردہ عبارت یہ ہے۔

ترجمہ:۔ "اس (وہابیہ) امت کے چار امام ہیں ابن تیمیہ ابن قیم شوکانی اور چوتھا ان کا کتا جب ان سے ابن حزم اور داؤد ظاہری کو بھی ملایا جائے تو یہ چھ ہو جاتے ہیں اور بعض نے کہا چھٹا ان کا کتا ہے" (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۹ نومبر ۶۳ء ف م/۶۱)

صاحب مقدمہ مجتہد وہابیہ کی صفائی کی دلیلوں میں لکھتا ہے:۔

"بہرحال ائمہ اربعہ کے دائرے سے باہر نہیں جاتے حتی کہ حافظ ابن تیمیہ اور ابن قیم کا قول طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں ہم نے اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ ائمہ اربعہ سے علیحدہ تھا" (کتاب مذکور صد ۹۹)

جب وہ چاروں مذاہب کے خلاف ہے تو پھر اس کو امام بنا کر ائمہ سلف و صالحین کی فہرست میں سب کے سروں پر کیوں چڑھا دیا گیا یہ فریب نہیں؟ ضرور ہے چاہے تمہارے نزدیک اقبالی فریب کا نام اجتہاد یا تحقیق رکھدیا گیا ہو۔

دہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے
آیا جو کوئی ادھر وہ ادھر نکل گئے

پھر صفحہ ۸۵ پر خود ہی لکھا:۔

"اگر ان تمام امور کے باوجود کوئی شخص اہل حق میں شامل رہتا ہے تو پروفیسر صاحب ہی بتائیں کہ معتزلہ خوارج وغیرہ فرقے کیوں اہل حق میں شامل نہیں ہیں" گویا یہ فرقے اہل باطل ہیں جنکو مجتہد مجہول نے آخر خود ہی تسلیم کر لیا تو ان کو امام مان کر خود اپنے قلم سے بے دین گمراہ اہل باطل ثابت ہو گیا ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔ پروفیسر صاحب کیا بتائیں اپنے گریبان میں خود منہ ڈال کر دیکھو شاید غیرت آجائے۔

اللہ رے بتوں کی تلون مزاجیاں
ہاں ہاں گھڑی میں ہے تو گھڑی میں نہیں نہیں

اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کو فرماتا ہے کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہر جبار متکبر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اعلحضرت کی عداوت نے اسے فرقہ باطلہ خوارج معتزلہ وہابیہ

کی پناہ لینے پر مجبور کر دیا مگر اسے وہاں بھی پناہ نہیں ملی ؎

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
دربدر یونہی خوار پھرتے ہیں

گیارہویں نمبر پر اسمٰعیل قتیل کا نام لکھ کر لکھتا ہے کہ ان کے سر پر بے شمار کفر تھوپے ہیں برخلاف اس کے ص۲۷۳ پر لکھ چکا "لیکن ان تمام سنگین جرائم کے باوجود (جن میں سے ایک بھی قطعی تکفیر کیلئے کافی ہے اور جن کے مرتکب کو کافر نہ جاننے کی وجہ سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے) مولوی احمد رضا خان حضرت شہید کو کافر نہیں کہتے" اس کے یہ معنیٰ ہوئے کہ وہ مرتدوں گمراہوں اور اہل کفر کو فہرست میں داخل کر رہا ہے اور بدنام اعلحضرت کو کرنا چاہتا ہے یہ کتنا بڑا فراڈ ہے کہ ایک طرف دہلوی کو کافر نہ کہنے پر کافر گردانتا ہے دوسری طرف کہتا ہے کہ ان کو کافر کہہ دیا اس کو کسی طرح چین نہیں ہے قتیل کو کافر کہیں تو بھی مکفر المسلمین ٹھہریں کافر نہ کہیں تو خود کافر ہو جائیں۔ یہ علمی بحث نہیں بلکہ کٹ حجتی ہے ہٹ دھرمی ہے اور بحث برائے عناد ہے جو شیطانی فعل ہے اور دینی دیانت کے خلاف ہے علمی خیانت ہے ؎

کیا جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا
تقیہ ہم نے کیا تھا ثواب ملا!

یہ بات خود فریب ثابت ہو گئی کہ اگر کافر گری کی فہرست درست ہے تو وہاں کافر نہ کہنے کا جرم کیسا اور اگر وہ بات درست تھی تو یہاں اس فہرست میں نام کیوں؟ دونوں میں سے ایک بات اسی کے قلم سے جھوٹی ہو گئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرتدوں کو بھی اس فہرست میں لا کر بلا وجہ فریب کر رہا ہے تا کہ اعلحضرت کو بدنام کر سکے۔

چھ نمبر پر شاہ ولی اللہ دہلوی کو وہابیہ کے اکابر و عمائد میں شمار کرنے کو کافر گردانا۔ دس نمبر پر شاہ محمد اسحاق عبدالعزیز صاحب کے نواسے کو

وہابیہ کا معلم ثانی قرار دینا کفر گردانا۔

تیرہ نمبر پر خرم علی بلہوری کو وہابیہ کا معلم ثالث قرار دینا کفر شمار کیا۔

وہابیہ خود شاہ ولی اللہ صاحب کو امام اور اپنے اکابر میں سے مانتے ہیں اگر اعلحضرت نے ان کو وہابیہ کے اکابر میں شمار کر لیا تو کیا جرم ہو گیا پھر اکابرین کا اپنے معتقدین استاد کا اپنے شاگرد کے کفر سے کیا تعلق کیا وہابیہ کی شریعت میں شاگرد و معتقدین کا کفر اکابر و اساتذہ پر عائد ہو جاتا ہے؟ یہ کیسا فریب ہے زبردستی ان تینوں حضرات کو کفر میں خود لپیٹ رہا ہے اور اپنا جرم اعلحضرت پر تھوپنا چاہتا ہے یہ ہے دجل کی کھلی ہوئی مثال کیا وہابیہ کے یہاں نسل پرستی بھی روا ہے کہ کہیں عبدالعزیز صاحب کے نواسے کہیں اور کوئی رشتہ بتا کر لوگوں کو مرعوب کیا جاتا ہے نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان تو کافر ہو سکتا ہے مگر ولی اللہ خاندان میں گمراہی نہیں آسکتی یہ نسل پرستی ہی تو ہے جسکا سہارا لیکر "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" پر عمل کیا جا رہا ہے پھر بھی بات نہیں بنتی ؎

بے گناہوں کو بھی پامال کئے جاتے ہو!
پاؤں رکھتے ہو کہاں اور کہاں پڑتے ہیں

اسکے بعد شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالرحیم، شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، قاضی ثناء اللہ، شاہ محمد اسحاق، مولانا خرم علی، نواب قطب الدین دہلوی نو نام لکھکر ان کیلئے اعلحضرت کا قول لکھتا ہے "یعنی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سے اور ہر اس شخص سے درگزر فرمائے جس کا ایمان صحیح ہو" یعنی اعلیٰ حضرت نے ہم کہہ کر ان نو مندرجہ بالا علماء کو اپنے ساتھ ملا لیا کہ ہم دسوں سے اور ہر اس شخص سے جسکا ایمان صحیح ہو درگزر فرمائے تو بات صاف ہو گئی یہ سب ایمان والے ہیں مگر مفتری اس عبارت سے یہ معنیٰ پیدا کر رہا ہے کہ احمد رضا خان صاحب کو ان کے ایمان میں شبہ تھا ہرگز نہیں بلکہ یہ شبہ اس کے متعصب ذہن اور بدحواسی

کی پیداوار ہے اس لئے ان سب کو کافر کہنے والی فہرست میں داخل کر رہا ہے یہ بہتان تراشی کی کھلی ہوئی مثال ہے کہ خود علماء کو کافروں کی فہرست میں داخل کر رہا ہے اور نام بدنام کرنا چاہتا ہے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا اللہ تعالیٰ الیسوں کو فرماتا ہے علیٰ ابصارھم غشاوۃ ط ان کی آنکھوں پر پردہ ہے جس کو وہ دوسروں کی آنکھوں پر بھی ڈالنا چاہتا ہے۔ پھر آٹھ مولویوں کے نام لکھکر یہ فریب دیتا ہے کہ ان کو کافر قرار دیا حالانکہ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت نے ان کے اقوال نصوص سے کفر ثابت کیئے ہیں جو ان کی اپنی تحریروں میں آج بھی موجود ہیں یہاں بھی اس کا یہ فریب ہے کہ کفری عبارات کو پوشیدہ رکھتا ہے کیونکہ ان عبارات میں کفر کے عدم جواز کی بحث سے عاجز ہے اور جان چھڑانے کیلئے کافر قرار دیا لکھکر آگے بڑھ جاتا ہے تاکہ عوام مغالطہ میں آجائیں چاہیئے تو یہ تھا کہ ہر عبارت پر بحث کر کے ثابت کرتا کہ ان میں کفر کا پہلو نہیں ہے مگر صریح کفر کو پوشیدہ رکھتا ہے اور صرف یہ کہتا ہے کہ کافر کہہ دیا وغیرہ وغیرہ جو دھوکہ، علمی خیانت، چوری اور سینہ زوری کی بدترین مثال ہے آٹھ علماء یہ ہیں رشید احمد گنگوہی قاسم نانوتوی خلیل احمد انبیٹھوی اشرف علی تھانوی امیر حسین سہوانی نذیر حسین دہلوی محمد علی کانپوری ندوی امیر احمد سہوانی ان کے جن اقوال و مقالات پر فتویٰ دیا گیا صرف اعلیٰ حضرت ہی نے نہیں بلکہ چار سو سے زائد علماء حرمین وغیرہ نے ان اقوال کے کفر ہونے کی تصدیق فرمائی حتیٰ کہ دیابنہ نے بھی تسلیم کیا کہ ایسے عقائد کفر ہیں پھر ان مفتریوں کا یہ کہنا کہ صرف اعلیٰ حضرت نے کافر کہا کیسا فریب بددیانتی اور مکاری ہے۔

نمبر ۷-۸ اور ۹ پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب کے نام کفری فہرست میں داخل کیئے مگر اعلیٰ حضرت کا فتویٰ پیش نہ کر سکا جس سے اس کی عاجزی و فریب ظاہر ہو گیا۔ اسی طرح نمبر ۳۲ سے ۴۰ تک ۹ مولویوں کے نام لکھکر ان کو بھی اعلیٰ حضرت کے کافر کہنے والی فہرست میں داخل کیا مگر وہی فریب کہ کفری عقائد کو چھپائے رہتا ہے اور صریح کفر کو بھی الزام گردانتا ہے یہاں بھی اعلیحضرت قدس سرہٗ کے کسی فتوے کا حوالہ نہ دے سکا بلکہ لکھتا ہے کہ ان کو انجمن حزب الاحناف کی طرف سے سرسید کے وزیر و مشیران دہریت اور مبلغین زندقیت تھے۔ فتویٰ جاری ہوا۔ یہ فتویٰ دیا تو مولوی محمد طیب صاحب نے اور کفر کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر لگادی گئی کیسی بددیانتی ہے اب اس طرح جتنے فتوے بددینوں پر قیامت تک جاری ہوتے رہیں گے سب کے سب وہ اعلیٰ حضرت ہی کے کھاتے میں داخل کرتا رہے گا چاہے وہ اعلیحضرت کے وصال کے بعد ہی جاری ہوتے رہیں! وہابیہ کی لسٹ لمبی ہونی چاہیئے ان کی باطنی سیاہی دکھانے کے لئے ان کے گھر کی شہادت اور سرسید پر فتوے پیش کیئے دیتے ہیں تاکہ ناظرین وہابیہ کے مجتہد مجہول کا فراڈ معلوم کر لیں۔

صدر مدرس دیوبند انور شاہ کاشمیری شیخ الحدیث اپنی کتاب البیان لمشکلات القرآن ص ۳۲ میں لکھتے ہیں سرسید ھو رجل زندیق۔ ملحد او جاھل ضال ط یعنی سرسید وہ بے دین ہے ملحد ہے یا جاہل گمراہ ہے۔ (بحوالہ س الف ص ۳۳)

اسی طرح مولوی امداد علی وہابی نے کفر و ارتداد کے فتوے سرسید کیلئے حاصل کیئے حیات جاوید حصہ دوم ص ۲۸۲ میں مسٹر حالی نے تحریر کیا

ان کے حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں

سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچریت زینہ ہے اور جڑ الحاد (بے دینی) کی اس سے پھر شاخیں چلی ہیں یہ (مرزا غلام احمد) قادیانی اس نیچریت ہی کا اول شکار ہوا آخر یہاں تک

نوبت پہنچی کہ استاد (یعنی سرسید احمد خان سے بھی بازی لے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ (بحوالہ اس الحج الافاضات الیومیہ جلد پنجم ص۲۰۶ از یر ملفوظ ص۱۸۱)

ناظرین غور کا مقام ہے کہ جب دیابنہ کسی گمراہ بے دین کے لئے فتویٰ جاری کریں تو وہ قطعی گمراہ و بے دین قرار پاجاتا ہے مگر اسی بے دین کے لئے اگر سنی علماء فتویٰ دیدیں تو پھر وہ بلا توبہ کئے ہوئے ان کے نزدیک ایمان والوں کی فہرست میں داخل ہوجاتا ہے یہی نہیں بلکہ سنی علماء مورد الزام قرار پاتے ہیں کہ انہوں نے کافر کہہ دیا اور علماء ہی نہیں اعلحضرت بھی اس میں ملوث ہو جاتے ہیں جیسا کہ ان نو مندرجہ بالا کا حال گزر رہا ہے دیابنہ کی علمی خیانتیں اور فریب کاریاں ایسوں ہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا لم تستحی فاصنع ما شئت ۔ جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔

دیابنہ کی شریعت میں اب مؤرخین بھی دینی خدمات انجام دینے لگے ہیں اور کفر و ایمان جیسے مسائل بھی مؤرخین حل کرنے لگے ہیں تاریخ سازی کے ساتھ ساتھ اب علماء پر مسلکی اعتبار سے حملے کرنا بھی ان کا مشغلہ بن گیا ہے مؤرخ رئیس احمد جعفری رقمطراز ہیں!

" مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے خلاف ۷۲ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ صادر فرمایا جس میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کا نام عبد الباری ہے لوگ انہیں باری میاں کہتے ہیں اگر ان کا نام عبد اللہ ہوتا تو لوگ انہیں اللہ میاں کہتے لہذا کافر"

(کتاب مذکور ص۱۲۲)

یہاں کسی حوالے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ مؤرخ کا قول ہے اس کے لئے ثبوت کی ضرورت نہیں وہ چاہیں تو مجاہدین کو باغی کہیں لکھیں اور چاہیں تو سیکولر اسٹیٹ بنانے والے قوم پرستوں حتیٰ کہ کافر کو مجاہد جنگ آزادی اور اس جنگ

میں مرنے والوں کو شہید اسی لئے اب وہ اتنے بے باک ہوگئے ہیں کہ مذہب میں مداخلت اپنا حق سمجھنے لگے ہیں تاکہ تاریخ سازی کے ساتھ ساتھ اسلام کا حلیہ بھی بگاڑ دیں۔

قطع نظر اس کے کہ یہ عبارت نہ تو اعلحضرت کی ہے نہ آپکے معتقدین کی اس میں عناد و بغض کی بو آرہی ہے کیونکہ باری ہی بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور باری میاں کہنا یا اللہ میاں کہنا ایک ہی جیسا ہے پھر لکھنا کہ اگر ان کا نام عبد اللہ ہوتا تو لوگ انہیں اللہ میاں کہتے کیا معنیٰ رکھتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ عبارت بد حواسی میں گھڑی گئی ہے پھر یہ کہ ٹانڈوی صاحب اور صاحب مقدمہ جوان کا ریڈی میڈ وکیل اعظم ہے کے نزدیک " جملہ شرطیہ میں نہ شرط پر حکم ہوتا ہے نہ جزا پر" (کتاب مذکور ص۶۷) تو پھر یہاں اگر عبد اللہ ہوتا میں شرط کے باوجود کفر کیسے مان لیا گیا جبکہ شرط واقع بھی نہیں ہوئی اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے اس نے کئی صفحات سیاہ کئے ہیں مگر جس باطل پودے کی اسنے آبیاری کرکے پروان چڑھایا اسی کو اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا کیسا فریب یا دیوانگی ہے کہ جب ان کے علماء کے لئے شرط لگی اور اس کا وقوع بھی موجود ہے تاہم نہیں مانتا اور یہاں شرط کا وقوع بھی نہیں ہوا باوجود اس کے کافر کہنا یا ہونا لازم قرار دیتا ہے اس میں فریب یہ دے رہا ہے کہ شرط لگتے ہی حکم ختم قرار دیتا ہے۔ چاہے اس کا وقوع موجود ہو جو باطل ہے حکم صرف وہاں نہیں لگے گا جہاں شرط واقع نہ ہوئی ہو اور جہاں شرط واقع ہو جائے حکم لازم آئے گا جیسا کہ اس نے خود ص۶۲ پر تسلیم بھی کیا ہے لکھتا ہے۔

" اور جن حضرات نے ذرا احتیاط کا پہلو اختیار کیا انہوں نے اپنی تصدیق میں شرط لگادی کہ اگر واقعتاً ان لوگوں کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خاں صاحب نے بیان کئے ہیں تو وہ لوگ

کافر ہیں ورنہ نہیں" (کتاب مذکور ص۶۴)

انہیں کے قول سے ثابت ہوا کہ اس کا پہلا قول ص۶۷ والا کہ شرط و جزا پر حکم لازم نہیں آتا فریب تھا اور اسی کے قلم سے باطل ہو گیا جسکی بنا پر حسام الحرمین کی ۷، تقاریظ کو جھٹلانے کی بے جا سعی کر چکا ہے۔ ص۶۷ پر لکھا ان ۳۲، علماء میں سے ۶-۷، علماء نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی کہ اگر علماء دیوبند کے عقائد وہی ہوں تو کافر ہیں اور ص۱۷ پر لکھتا ہے ان ۳۲، میں سے سات یوں نکل گئے جب وہی عقائد ہیں تو کیسے نکل گئے دیکھا آپ نے پہلے غیر معین تھے چھ یا سات مگر اب کامل سات ہو گئے یہ ہے نام نہاد تحقیق، دیابنہ کا فریب اور کھلا ہوا دھوکہ مگر جب المہند کی تصدیقات شمار کرنے لگا تو ایک فرضی رسالہ کی ۲۳، تقاریظ المہند میں شریک کر دیں اور بڑی ڈھٹائی سے لکھتا ہے" مدینہ منورہ سے اپنی کتاب پر المہند کی تائید میں دستخط حاصل کر کے کتاب مذکور کو شائع فرمایا چونکہ یہ ساری کتاب المہند کی تائید کیلئے موصوف نے تالیف فرمائی تھی اس لئے المہند کے آخر میں کتاب مذکور کے ابتدائی اور آخری حصے کے علاوہ درمیان سے بھی کچھ عبارت ذکر فرما کر اس کے مؤیدین کے اسماء گرامی ذکر کر دیئے گئے (کتاب مذکور ص۱۵۵)، یہ جھوٹ فریب ہے نام فہرست کی طرح نہیں لکھے گئے ہیں بلکہ نام کی مہریں لگائی گئی ہیں جو کتاب المہند پر موجود ہیں تاکہ ان کو تقاریظ المہند شمار کیا جائے اگر رسالہ المہند کی تائید میں تھا تو اس میں سے خلاصہ صرف چار صفحات کیوں لیا گیا باقی مضمون کیوں ترک کیا گیا یہ دیابنہ کی آن کا مسئلہ تھا پورا رسالہ نقل کرنے میں کیا قباحت تھی یہی کہ اس میں ان کا رد بھی تھا یا رسالہ ہے ہی نہیں فرضی رسالہ بنا کر صرف اپنے مطلب کے لئے فرضی مضمون درج کر دیا اور مہریں لگا دیں گئیں۔ تقاریظ تو تھیں برنجی صاحب کے رسالے پر نہ کہ المہند پر رسالے کی تقریظ المہند کی تقریظ کیونکر شمار ہو سکتی ہیں یہ اقراری فریب ہے کہ رسالے کی تقاریظ کو المہند کی تقاریظ شمار کیا جا رہا ہے پوچھتے یہ کہ جب ایک رسالہ غایۃ المامول اسی مضمون کا لکھا جا چکا تھا تو پھر اسی مصنف کو یہ دوسرا رسالہ لکھنے کی کیا ضرورت پیش آگئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ رسالہ بھی فرضی اور ایجاد دیابنہ ہے۔

ص۱۵۵ پر لکھتا ہے کہ:" پروفیسر صاحب اس کو اس انداز سے بیان کر رہے ہیں جیسے حضرت مولوی خلیل احمد نے کوئی بہت بڑا فراڈ کیا ہے جسے پروفیسر صاحب نے طشت از بام کر دیا ہے" چلئے صاحب ہم آپ کی یہ بات مان لیتے ہیں کہ بڑا فراڈ نہیں کیا لیکن چھوٹا فریب فراڈ تو آپ نے بھی تسلیم کر لیا ہے یہی مان لیتے ہیں مگر یہ تو اور بھی اوچھی بات ہے کہ چھوٹے اور تھوڑے مفاد کیلئے بھی آپ کے اکابرین نے فراڈ کر لیا فراڈ فراڈ ہی ہے بڑا ہو یا چھوٹا کیا آپ کی شریعت میں ایک قطرہ پیشاب حلال ہے اس لئے کہ یہ بڑی مقدار نہیں؟ اس طرح ۲۳، تقاریظ چھوٹے فراڈ نے خود باطل کر دیں مفتی المالکیہ محمد اور ان کے بھائی محمد علی بن حسین کو جب معلوم ہوا کہ یہ لوگ کفری عقائد کیلئے ڈھال کے طور پر فرضی سوال و جواب لکھکر فتوی طلب کر رہے ہیں اور انہیں کفری فتاوی کے مقابلہ میں تردیدی ثبوت بنانا چاہتے ہیں تو انہوں نے انکار کر دیا جیسا کہ دیابنہ نے خود المہند میں تسلیم کیا ہے کہ:-

"مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی مخالفین کی وجہ سے اپنی تقاریظ کو بحیلہ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا" (المہند ص۶۲)

اور پھر انہیں رد شدہ تقاریظ کو نمبر ۵ اور ۶ پر درج کرنا کیا معنیٰ؟ کیوں صاحب یہ تو بڑا فراڈ ہے؟ ان جلیل القدر علماء کے لئے حیلہ سے لینا اور واپس نہ دینا کہکر کیسے فریب کی نسبت کر دی حالانکہ خود مفتری ہیں اسیطرح

شیخ احمد رشید خان، شیخ محب الدین، شیخ محمد صدیق افغانی یہ غیر عرب ہیں جن کو علماء حرمین شمار کیا اس طرح تیس میں سے ۲۸ باطل ہوئیں کل دو رہیں ان میں سے بھی ایک احمد بن محمد خیر شنقیطی المکی مدنی بھی مہاجر معلوم ہوتے ہیں انہوں نے مولود شریف کو فعل مستحب لکھا اور لکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں المہند صد ۳۷) اور چیسویں سوال سے بھی اختلاف کیا اور لکھا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے پھر یہ تقریظ کیونکر ہوئی یہ تو رد ہے تردید کو تقریظ کہنا وہابیہ کا مکر ہے اب صرف ایک باقی رہی وہ بھی تقریظ نہیں صرف خلاصہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ پورا مضمون مخالف تھا جس کو چھپانے کی یا کاٹ چھانٹ کی ضرورت پڑی پھر اسمیں یہ کہاں لکھا ہے کہ جو فتویٰ حسام الحرمین میں لکھا ہے وہ غلط تھا نہ یہ تحریر ہے کہ دیابنہ ان عبارات کفریہ میں ملوث نہیں تصدیق کس بات کی ہے؟ اور دیابنہ کو اس سے کیا فائدہ پہنچا؟ مگر ان کا کام صرف دھوکہ دہی ہے فریب کاری کا نام صفائی ہے اسی رسالے المہند پر مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی حضرت شیخ المشائخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبدالحق مہاجر مکی، حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی (جو تمام دیابنہ کے مرشد ہیں) اور رشید احمد گنگوہی دیابنہ کے مربی خلائق کے بھی نہ دستخط ہیں نہ تقاریظ کیونکہ ان لوگوں نے ان کے عقائد کے خلاف جواب سنی مسلک پر برخلاف ان کے حقیقی عقائد کے دیکھ کر تصدیق و تقریظ سے انکار کر دیا تھا جو ان کے اختلاف اندرون خانہ و فریب کاری کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اسی طرح شیخ محمد معصوم نقشبندی اور عبدالقادر شیبی کی بھی تصدیقات نہیں ہیں جو وہابیہ کے معتمد خاص ہیں اور اعلیٰحضرت کے خلاف محضر نامہ پیش کرنے و پروپگنڈے میں بہت پیش پیش تھے اللہ تعالیٰ ایسوں ہی کو فرماتا ہے (سورۂ انعام ۱۱۲) ترجمہ:- ہم نے

ہر نبی کے دشمن شیاطین، آدمی اور جن بنائے جو ایک دوسرے پر بناوٹ اور فریب کی باتیں ڈال لیتے ہیں تمہارا رب چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو انہیں ان کی بناوٹوں پر چھوڑ دو، اس لئے کہ اس طرف ان کے دل جھکیں جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور گناہ کمائیں جو انہیں کمانا ہے" اس لئے اس باب کو یہاں ختم کرتے ہیں کہ ایسوں کو ہدایت ممکن نہیں ناظرین کے لئے اس قدر کافی ہے اللہ تعالیٰ حق کی تائید کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ان کی یہ ضد عناد و انتقامی جنون دیکھ کر ایک پرانا لطیفہ یاد آگیا جسمیں ایسی ہی عقل کا مظاہرہ کیا گیا ہے ایک خان صاحب اور ایک راجپوت میں دوستی تھی جب ان کے گھر مہمان آتے ایک دوسرے کے یہاں سے چیزیں منگا لیا کرتے تھے ایک دن خانصاحب راجپوت کو تھالی واپس لوٹانے آئے اتفاق سے ان کے گھر ایک متعصب راجپوت مہمان بیٹھا ہوا تھا جب خانصاحب تھالی دے کر چلے گئے مہمان نے دریافت کیا یہ تھالی کیسی ہے راجپوت نے کہا کہ ان کے گھر مہمان آئے تھے اس لئے یہاں سے یہ تھالی لے گئے تھے اب واپس لائے ہیں مہمان نے کہا تم بڑے بیوقوف ہو مسلمان کو برتن دیتے ہو اس میں انہوں نے گائے کا گوشت کھایا ہو گا اس پر میزبان راجپوت کو بہت غصہ آگیا اور اس نے کہا اگر یہ بات ہے تو اب میں بھی اس کے گھر سے تھالی لاؤں گا اور اس میں گو کھاؤں گا اور اسے نیچا دکھاؤں گا۔

یہاں بھی قریب قریب یہی ذہنیت ہے کہ چاہے ایمان چلا جائے بدلہ بڑھ چڑھ کر لیا ہے اب دیابنہ کی یہ حالت ہے کہ اعلیٰحضرت کا نام سنتے ہی حواس کھو بیٹھتے ہیں اگر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ ان کو خواب میں یہ فرما دیں کہ اللہ ایک ہے تو فوراً چلا اٹھیں گے تم بریلی کے خدا ہو ہم تمہیں نہیں مانتے ہمارا خدا کھدر پوش ہے ہم بے ہندہ مہاتما گاندھی کی جے" راجندر پرشاد کی جے پکارتے ہیں اور کھڑے ہو کر بندے ماترم کا ترانہ گاتے ہیں اور کافروں سے فیض و برکت حاصل ہی نہیں کرتے بلکہ انپر

فخر کرتے ہیں ہمارے یہاں سلام کھڑے ہو کر پڑھنا حرام ہے ، میلاد النبی کا جلسہ بدعت ہے ، امام حسین کی سبیل کا شربت حرام ہے ، گائے کی قربانی ہندو دل آزاری کی وجہ سے نہیں کرتے ، کافروں کو معزز اور قابل احترام سمجھتے ہیں ۔

حوالہ پیش ہے :- " میرے (عامر عثمانی دیوبندی کے) اپنے کئی اقرباء مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں ملازم ہیں ان میں سے ایک کا ذوق اور شوق کا عالم تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ...... جمعہ کے دوپہر کا کھانا کھانے بمشکل تین بجے گھر آسکے جی چاہا کہ پوچھوں کیا نماز جمعہ کی بھی چھٹی نہیں ملی مگر چپ ہو رہا کہ کہیں ان کے مقدس جذبات کو ٹھیس نہ لگ جائے آخر جمعے تو ہر ساتویں روز آتے ہیں مگر صدر (راجندر پرشاد) روز روز نہیں آتے جلسہ کی شرکت کیلئے انگریزی میں نہایت نفیس دعوت نامے چھاپے گئے تھے ...... جلسہ اس پنڈال میں ہوا ہزار سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے وسیع دارالطلبہ میں بنوایا گیا تھا ...... بہت شاندار معزز مہمان کی شان کے مطابق ۔ سب سے پہلے وطنی ترانہ پڑھایا گیا اس وقت صدر جمہوریہ اور تمام اساتذہ (صدر دیوبند مولوی حسین احمد) قاری طیب وغیرہ منتظمین دیوبند اور پورا مجمع کھڑا تھا (بندے ماترم) کے ترانے کے آخر تک سب کھڑے تھے اور پھر صدر محترم راجندر پرشاد کی تقلید کرتے ہوئے بیٹھ گئے اب ترانے کے بعد جلسہ تلاوت قرآن سے شروع ہوا تلاوت قرآن کے وقت کھڑے ہونے کا رواج ہمارے یہاں نہیں ہے اس لئے اسکا مقابلہ ترانے کے آداب سے نہیں کرنا چاہیئے " (کافر کی تقلید اور قرآن وسلام کے آداب پر ترانے کو ترجیح قابل غور ہے)

(بحوالہ تاریخی حقائق صہ ۱۰۱)

" گلزار صاحب نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بتلایا کہ اگر مولانا حسین احمد دین حجازی کے مہبط و مخزن ہیں تو صدر جمہوریہ دین غیر حجازی کے امام و شیخ ایک ولی ہے دوسرا دھرماتما دونوں ہی کے فیض و برکت سے جمہوری (لادینی) حکومت اپنے بیش بہا کام سرانجام دے رہی ہے "

(تجلی دیوبند اگست ۱۹۵۷ء بحوالہ تاریخی حقائق صہ ۷)

" صدر محترم نے یوں ہی ڈائس پر پیر رکھا پورا مجمع صد راجندر پرشاد (بت پرست) کے احترام میں کھڑا ہو گیا دارالعلوم کی طرف سے صدر جمہوریہ (راجندر پرشاد) زندہ باد ، جمہوری (لادینی) حکومت ہند زندہ باد کے نعرے لگے ، حضرت مدنی نے صدر کو سہرا ہار پہنایا "

" مولوی محمد طیب مہتمم صاحب دارالعلوم نے سپاسنامہ پڑھا سپاسنامہ کے آخیر میں امید ظاہر کی گئی ہے کہ جناب صدر جمہوریہ کی قدم رنجہ فرمائی دارالعلوم کی تاریخ کا ایک تابناک نقش ہے جس پر دارالعلوم کو ہمیشہ فخر رہے گا " (ایک کافر کی آمد تابناک نقش اور اس پر دیابنہ کا فخر) (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۵۷ء بحوالہ تاریخی حقائق)

دیابنہ کے نزدیک جنگ آزادی کا مفہوم

" مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب نے صدر محترم راجندر پرشاد کی قدم رنجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا آج دارالعلوم کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے صدر محترم ہندوستان کی

ایک عظیم شخصیت ہی نہیں بلکہ جنگ آزادی کے ایک جانباز سپاہی بھی ہیں آج وہ صدر جمہوریہ کی حیثیت سے یہاں رونق افروز ہیں"

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۵۷ء بحوالہ تاریخی حقائق)

اسلامی حکومت قائم کرنے والے باغی مفسد ہیں

"ان ایام میں آپکو ان مفسدوں سے بھی مقابلہ کرنا پڑا......

ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولوی قاسم العلوم اور طبیب روحانی حاجی صاحب نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگریز) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگریز) پر جاں نثاری کیلئے تیار ہو گیا"

(تذکرۃ الرشید صہ۷۴)

یہاں انگریزی حکومت کے خلاف لڑنے اور سلطنت مغلیہ واپس حاصل کرنے والوں کو باغی کہا جا رہا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں "جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی (تذکرۃ الرشید صہ۷۶)

اسلامی حکومت کے مجاہدین باغی غور طلب ہیں!

(انگریز) آقا پر جاں نثاری شہادت

"ایام غدر میں آپ مفسدین کے ساتھ نہ تھے بلکہ اس جماعت میں تھے - جس جماعت کے (مجاہدین) سے لڑنے کی غرض سے دو حصے

کر دیئے گئے تھے کہ ایک دستہ آج میدان جنگ میں جائے تو کل کو دوسرا آپ بلحاظ تقسیم ایک گروہ میں منقسم ہوئے تھے مگر شوق شہادت اور سرکار (انگریز) پر جان نثاری پر مقتول ہو جانے کی تمنا آپ پر اس درجہ غالب تھی کہ ہر دو گروہ میں شریک ہوتے تھے اور روزانہ میدان جنگ میں چلے آیا کرتے تھے" (تذکرۃ الرشید صہ۳۷)

ان تمام حوالہ جات میں انگریز کو آقا، سرکار، رحمدل گورنمنٹ، انگریزی حکومت کو عافیت کا زمانہ، مجاہد انگریز کی حمایت کرنے والوں کو کہا گیا ہے اور ان کے خلاف اسلامی حکومت قائم کرنے والوں کو باغی و مفسد وغیرہ لکھا گیا ہے حتیٰ کہ انگریز پر جاں نثار کرنے والوں کو شہید وغیرہ اسی طرح ہندو کانگریس کے ساتھ لڑ کر ہندو سوراج کو قائم کرنے والوں کو مجاہد، جنگ آزادی کے جاں نثار سپاہی وغیرہ - جب تک انگریز کے دودھ پر پلتے رہے ان کی طرفداری کی مگر جب انگریز کا ستارہ گردش میں آیا اور کانگریس کا غلبہ ہوا اور راتب کانگریس نے بڑھا دیا تو اب ہندوؤں کی حمایت اصول دین و ایمان بن گئی اور جنگ آزادی یہی ٹھہری یہ جنگ آزادی بتا رہی ہے کہ اس سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے صرف انڈین نیشنل گورنمنٹ ہے جو کافرانہ نیت پر مبنی ہے! اسلام کو کافر قوم پر قربان کرنے والے یہی لوگ ہیں جو کہ شروع سے پاکستان کے دشمن ہیں اور آج بھی پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کرتے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے سیاہ کارناموں پر بجائے غور کر کے عبرت حاصل کرنے کے تاریخی واقعات کو مسخ کر کے حقیقت پر دبیز پردہ ڈالنے کی سعی میں مصروف ہیں تاکہ حقیقی تاریخ کو مشکوک کر کے نئی نسل کے سامنے سرخرو بن سکیں ۔

اے صادق کاذب بدلتا رہا تو کعبے
کیا دل میں تیرے نقشہ عقبیٰ نہیں ہے

مقام عبرت ہے کہ انگریز کی حمایت میں مرنے والوں کو شہید لادینی ، سیکولر اسٹیٹ کی حمایت کیلئے گرفتار ہونے والوں کو اسیر مالٹا ، گاندھی کو شہید ، نہرو کو الحاج وغیرہ لکھکر انہوں نے اسلامی اصطلاحات کا کھلکر مذاق ہی نہیں اڑایا ہے بلکہ باغی ذہن کا ثبوت بھی دے دیا ہے ۔

دیکھیں تو جائیں گے وہ کہاں ہم سے بھاگ کر
منہ ڈھانپ کر جو مجلس یاراں سے چل دیئے

تعصب و عناد کی آگ نے صاحب مقدمہ کو بھی ایسا حواس باختہ کر دیا ہے کہ عقیدت میں ایمان و انصاف تک کھو بیٹھا ہے اور اپنے قیاسات فاسدہ کو زبردستی حقیقت ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے اور توہم کو ثبوت بنا کر ٹھونس رہا ہے شیخ صالح کمال کی طرف سے ایک خط کو جعلی قرار دینے کے سلسلہ میں فرضی تمہید باندھتا ہے کہ اعلحضرت کے رسالے الدولۃ المکیۃ ، شریف مکہ کو سنانے کے بعد خلیل احمد شریف مکہ سے ملے ہونگے اور اسی بنیاد پر خط کی تاریخ کا شریف مکہ کے الدولۃ المکیۃ کا مضمون سننے کی تاریخ سے مقابلہ کر رہا ہے حالانکہ یہ باطل ہے خلیل احمد اعلحضرت قدس سرہٗ کے الدولۃ المکیۃ لکھنے سے پہلے ہی شریف مکہ سے مل چکے تھے اور اسی طرح صالح کمال سے بھی اپنا تعارف کروانے اور ساتھ ہی اعلحضرت کے لئے غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لئے جوڑ توڑ کر رہے تھے تا کہ دسوسے پیدا کر سکیں صاحب مقدمہ خود لکھتا ہے :-

" خلیل صاحب کا صالح کمال سے ملنا بہت جلد سے جلد ہوا ہو گا تو بھی ۲۹ ، ذی الحجہ سے پیشتر نہیں ہو سکتا "

(کتاب مذکور ص۲۸)

ناظرین ذرا سوچیں ہوا ہو گا اور ہو سکتا صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ شخص خود شبہ

میں ہے پھر بھی اپنے ناجائز اصرار سے مجبور کر رہا ہے اور حقیقت کے قطعی خلاف ہونے کے باوجود باور کرانے پر تلا ہوا ہے حالانکہ اس کے خلاف ٹانڈوی صاحب کتاب مذکور ص۲۰۵ پر تحریر فرما چکے ہیں کہ :-

" جب مجدد صاحب پر لے دے ہو رہی تھی تو ایک روز اپنے وکیل مفوض کے ذریعہ شریف صاحب کے یہاں کہلا بھیجا کہ افسوس مجھ پر تو اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہلسنت و جماعت سے ہوں ایک شخص یہاں ایسا ہے جو خدا کو جھوٹا (معاذ اللہ) اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے اور اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوتا چنانچہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس شریف صاحب میں پہنچائی ..... چنانچہ جب یہ خبر مولانا کو پہنچی تو ایک دو آدمیوں کو لے کر شیخ شعیب اور مفتی صالح کمال وکیل مجدد صاحب کے پاس گئے اور ہر ایک سے ملکر گفتگو کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں نے سنا ہے کہ شریف صاحب کی مجلس میں کسی شخص کی نسبت یہ کہا گیا ہے "

(کتاب مذکور ص۲۰۶ ، شہاب ثاقب)

اس بات کی ٹانڈوی صاحب نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ بات زبانی اسوقت پہنچائی گئی جب وہابیہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے خلاف میدان ہموار کر رہے تھے اور اس وقت دولت مکیہ مکمل بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ تکمیلی مراحل میں تھی تو پھر انوار احمد صاحب کا مجہول اجتہاد اور رفتہ کہ الدولۃ المکیہ سنانے کے بعد خلیل صاحب کا ملنا ہوا ہو گا کس قدر فریب و گمراہی ہے پھر تیسری مرتبہ ملاقات کے وقت یہ لکھنا کہ " اولاً مفتی صاحب بوجہ ان باتوں کے کہ ان کو جھوٹ جھوٹ پہنچائی گئی تھیں کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے " (کتاب مذکور ص۲۰۶)

مقام عبرت ہے کہ انگریز کی حمایت میں مرنے والوں کو شہید لادینی، سیکولر اسٹیٹ کی حمایت کیلئے گرفتار ہونے والوں کو اسیر مالٹا، گاندھی کو شہید، نہرو کو الحاج وغیرہ لکھکر انہوں نے اسلامی اصطلاحات کا کھلکر مذاق ہی نہیں اڑایا ہے بلکہ باغی ذہن کا ثبوت بھی دے دیا ہے ۔

دیکھیں تو جائیں گے وہ کہاں ہم سے بھاگ کر
منہ ڈھانپ کر تو مجلس یاراں سے چل دیئے

تعصب وعناد کی آگ نے صاحب مقدمہ کو بھی ایسا حواس باختہ کر دیا ہے کہ عقیدت میں ایمان وانصاف تک کھو بیٹھا ہے اور اپنے قیاسات فاسدہ کو زبردستی حقیقت ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے اور توہم کو ثبوت بنا کر ٹھونس رہا ہے شیخ صالح کمال کی طرف سے ایک خط کو جعلی قرار دینے کے سلسلہ میں فرضی تمہید باندھتا ہے کہ اعلحضرت کے رسالے الدولۃ المکیۃ، شریف مکہ کو سنانے کے بعد خلیل احمد شریف مکہ سے ملے ہونگے اور اسی بنیاد پر خط کی تاریخ کا شریف مکہ کے الدولۃ المکیۃ کا مضمون سننے کی تاریخ سے مقابلہ کر رہا ہے حالانکہ یہ باطل ہے خلیل احمد اعلحضرت قدس سرہٗ کے الدولۃ المکیۃ لکھنے سے پہلے ہی شریف مکہ سے مل چکے تھے اور اسی طرح صالح کمال سے بھی اپنا تعارف کروانے اور ساتھ ہی اعلحضرت کے لئے غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لئے جوڑ توڑ کر رہے تھے تاکہ دسوسے پیدا کر سکیں صاحب مقدمہ خود لکھتا ہے :۔

"خلیل صاحب کا صالح کمال سے ملنا بہت جلد سے جلد ہوا ہوگا تو بھی ۲۹ ذی الحجہ سے پیشتر نہیں ہو سکتا"

(کتاب مذکور ص۲۸)

ناظرین ذرا سوچیں ہوا ہوگا اور ہو سکتا صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ شخص خود شبہ

میں ہے پھر بھی اپنے ناجائز اصرار سے مجبور کر رہا ہے اور حقیقت کے قطعی خلاف ہونے کے باوجود باور کرانے پر تلا ہوا ہے حالانکہ اس کے خلاف ٹانڈوی صاحب کتاب مذکور ص۲۰۵ پر تحریر فرما چکے ہیں کہ :۔

"جب مجدد صاحب پر لے دے ہو رہی تھی تو ایک روز اپنے وکیل مفوض کے ذریعہ شریف صاحب کے یہاں کہلا بھیجا کہ افسوس مجھپر تو اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہلسنت وجماعت سے ہوں ایک شخص یہاں ایسا ہے جو خدا کو جھوٹا (معاذ اللہ) اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے اور اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوتا چنانچہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس شریف صاحب میں پہنچائی ...... چنانچہ جب یہ خبر مولانا کو پہنچی تو ایک دو آدمیوں کو لے کر شیخ شعیب اور مفتی صالح کمال وکیل مجدد صاحب کے پاس گئے اور ہر ایک سے ملکر گفتگو کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں نے سنا ہے کہ شریف صاحب کی مجلس میں کسی شخص کی نسبت یہ کہا گیا ہے"

(کتاب مذکور ص۲۰۶، شہاب ثاقب)

اس بات کی ٹانڈوی صاحب نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ بات زبانی اسوقت پہنچائی گئی جب دہابیہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے خلاف میدان ہموار کر رہے تھے اور اس وقت دولت مکیہ مکمل بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ تکمیلی مراحل میں تھی تو پھر انوار احمد صاحب کا مجہول اجتہاد اور رفتہ کہ الدولۃ المکیہ سنانے کے بعد خلیل صاحب کا ملنا ہوا ہوگا کس قدر فریب وگمراہی ہے پھر تیسری مرتبہ ملاقات کے وقت یہ لکھنا کہ "اولاً مفتی صاحب بوجہ ان باتوں کے کہ ان کو جھوٹ جھوٹ پہنچائی گئی تھیں کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے" (کتاب مذکور ص۲۰۶)

یہاں پھر تیسری مرتبہ تسلیم کیا کہ اس وقت تک باتیں نہ بانی پہنچائی گئیں تھیں ورنہ اگر دولت مکیہ سنائی جانے کے بعد کا واقعہ ہوتا تو یوں لکھا جاتا کہ الدولت المکیہ میں جھوٹ الزام لگایا گیا تھا معلوم ہو گیا کہ مدعی سست و وکیل چست والا معاملہ ہے ثابت ہو گیا کہ یہ واقعہ اسوقت کا ہے جب وہابیہ میدان ہموار کرنے کے لئے سازشیں کر رہے تھے ۔

اور پھر اگر الدولۃ المکیہ ۲۷ ذی الحجہ کو مکمل ہوئی اور ۲۸ ذی الحجہ کو شریف صاحب کے پاس پیش کی گئی تو کیا ہوا حسام الحرمین تو ۱۲ ذی الحجہ کو مکمل ہو چکی تھی اس میں بھی فتوی موجود ہے ایک ہفتہ پہلے ان سب کے پاس پہنچ گئی تھی تو دولت مکیہ کے بعد میں پہنچنے کا کیا اثر ہوا یہ صاحب مقدمہ کی اختراع و فرضی توہمات ہیں جو شکوک پیدا کرنے کیلئے لائے جا رہے ہیں ! ثابت ہو گیا کہ خلیل احمد صاحب کی ملاقات ۲۸ ذی الحجہ سے پہلے ہوئی تھی اور خط جھوٹا ہونے کا الزام وسوسۂ باطل ہی نہیں بلکہ بہتان عظیم ہے جو ریڈی میڈ مجتہد صاحب کی مرغوب غذا ہے

مقدمہ کے آخر میں مفتی مظہر اللہ صاحب مرحوم کے حوالے سے لکھتا ہے

" جب کسی کے جان نواز محبوب کو کوئی چھیڑتا ہے تو وہ بھی چیخ اٹھتا ہے کہ وہاں حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ تھا اور یہاں ان ہی کے فرزند ارجمند سید حسین احمد (ٹانڈوی) کا معاملہ ہے باپ کی محبت مجبور کرتی ہے کہ اس کے بیٹے پر کی جانے والی تنقید کا مؤثر دندان شکن جواب دیا جائے (کتاب مذکور ص ۱۵۶)

دیابنہ کے اس قول میں بھی فریب ہے ان کے یہاں اپنے معاملے تو نسل پرستی لازم ہے کہیں لکھتے ہیں " مولوی عبدالحئی داماد عبدالعزیز محمد اسحاق نواسہ عبدالعزیز، کہیں فرزند ارجمند کہیں ولی اللٰہی خاندان کی عظمت وغیرہ مگر یہی لوگ سنیوں کو فوراً احادیث پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائے بیٹی میں تیرے کام آخرت میں نہ آسکوں گا وغیرہ وغیرہ ان کو قرآن کریم کا حکم نوح علیہ السلام کے بیٹے پر عتاب کا یاد نہیں آتا کہ خاندانی نسبت گمراہ بددین کیلئے کیا فائدہ دے سکتی ہے کہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کہاں ٹانڈوی صاحب دین فروش ہندوؤں کا پخانہ صاف کرنے والے اسلام کو وطن پر قربان کرنے والے انہوں نے اپنے نفس کے لئے دین کو قربان کیا انہوں نے اپنا مال جان خاندان دین اسلام پر قربان کیا ۔ ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا است ؛ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک ۔ یہ باپ کی حقیقی محبت نہیں ہے بلکہ بیٹے کی باطل طرفداری کے لئے فرضی محبت کا اظہار ہے جو سیاہ کاریوں پر پردہ ڈالنے کیلئے باپ سے جوڑی جا رہی ہے تاکہ عوام کو مغالطہ دیکر حقیقی واقعات کو اوجھل کر دیا جائے اگر باپ سے خلوص ہوتا تو نا اہل قوم پرست، دین فروش، کفر نوازوں سے ایسا تعلق ہی نہ جوڑا جاتا ۔

سید سے کبھی عشق کبھی خان سے بازی
مقدر بن چکی ہے تیری یہی سودے بازی

ناظرین امام عالی مقام سید الشہداء کی عظمت و بلندی کون نہیں جانتا مگر انکے بلند مراتب سے ناجائز فائدہ کے لئے بلے جوڑ رشتہ ملانا کیسی بے حسی و کور باطنی ہے کہ ایک خود فروش جس کا اپنا یہ قول ہو کہ " جسکا کھائے اُسی کا گائے " جو اپنی مفاد کی خاطر علمائے حرمین طیبین کے چاروں مذاہب کے مفتیوں و دیگر علمائے کے متفقہ فتوں و فیصلوں کو قبل از تحقیق کا الزام لگا کر ناقابل اعتبار و باطل قرار دے ۔ بقول مودودی صاحب

جسکے فتوے کرم چند گاندھی کی جنبش لب پر گردش کرتے ہوں بقول عامر عثمانی دیوبندی جو علمی اختلاف کے بجائے تبرا بازی کرے علمی تقاہت کو جذباتی ہیجان کی تاخت سے نہ بچا ناجس کا دیرینہ وصف رہا ہو جو راجندر پرشاد کی تنظیم میں کھڑا ہو کر بندے ماترم کا راگ الاپے جو گاندھی جی کی جے لگائے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کہے۔ کافروں کے ساتھ ایک چوتھائی مسلمانوں کو ملا کر ایک قوم قرار دے۔ لادینی حکومت کی حمایت میں مرنے والوں کو شہید قرار دے۔ اسلامی مجاہدوں کو باغی قرار دے۔ کیا اس کا رشتہ امام عالی مقام سے جوڑ کھا سکتا ہے؟ اور کیا ایسے شخص کی امام صاحب سے حقیقی محبت ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ (بے جوڑ) رشتہ ایک سیاہ نقاب ہے جو باطل چہرے کی سیاہی چھپانے کے لئے پردہ بنایا گیا ہے۔ اور سید الشہداء کی عظمت پر ایک بدنما داغ کے مترادف ہے۔ کیا حقیقی محبت ایسے نمائشی رشتے قبول کرتی ہے؟ یہ تو بقول مجتہد صاحب (بازار محبت کا یہ دستور ہے صفحہ ۱۵۶) یعنی بکاؤ محبت کا بازاری دستور کہ جدھر سے مال زیادہ ملا اُدھر ہی اپنا رُخ کر لیا۔ بازار محبت کے بازاری مجتہد صاحب حقیقی محبت کا نہ تو بازار ہے نہ قیمت نہ دستور نہ فروخت دین سے باطل کا رشتہ جوڑنے والوں کو دینا پہچانتی ہے۔ قوم سے تو ہمیں شرم نہیں کیونکہ جسکا کھائے اسکا گائے والے اصول نے عقل الٹ دی ہے۔ فسبحٰن مقلب القلوب والابصار پاکی ہے اسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے۔

تو عدوی تم تزعم انني

صدیقک لیس النوک لجارب

راجہ حسن اختر صاحب ٹانڈوی صاحب کے لئے لکھتے ہیں

یہ شانِ دین ہے کہ باطل کی پیروی کرنا
حرم سے اُڑ کے درِ بت کدہ پہ جا گرنا
ردائے علم کو گاندھی کے پاؤں پر دھرنا
عجم ہنوز نہ داند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد چہ بوالعجبی است

بھلا کے مصلحت دین بھلا کے عہد الست
بتانِ دہر کے قدموں پہ کھو گیا بدمست
وہ قوم کونسی ہے جسکا ہے یہ قوم پرست
سرود بر سرِ ممبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
(نظمیں راجہ حسن اختر نوائے وقت ۸ رجولائی ۱۹۷۵ء بحوالہ ص۵)

خاندان پرستی

"ایسے خاندان علم و فضل پر تکفیر و تفسیق کے فتوے اس شخص کے علاوہ کون لگا سکتا ہے جس کی عقل و خرد کا جنازہ نکل چکا ہو اور جس کے قلب و دماغ کے دور دراز گوشے میں بھی خوف خدا نامی کوئی چیز دستیاب نہ ہو" (کتاب مذکور ص۱۱۳)

اگر خاندانی نسبت ہی علم، فضل، نجات و قرب الٰہی کے لئے ضروری ہے تو پھر اس کے نزدیک ابوجہل، آذر و کنعان وغیرہ بھی باعث صد عظمت و تعظیم رہیں گے اور انکے سامنے اس کا سر نگوں رہے گا اور وہ انہیں فتوے سے بری جانتا ہوگا ناظرین غور کریں کہ کس کی عقل و خرد کا جنازہ نکل چکا ہے دین و ایمان کو خاندان پر قربان کرنے والے کا یا خاندان کو ایمان پر قربان کرنے والے کا اور کس کے قلب میں خوف خدا دستیاب نہیں ہے اسی خاندان کے لوگوں نے تقویۃ الایمان کا رد کیا اور بدعقیدگی وجہ سے خاندانی جائداد سے محروم رکھا ہندوستان میں اس کے پندرہ رد چھپے۔ نوح علیہ السلام کا خاندان کا فرد گمراہ ہو سکتا ہے مگر اس کے نزدیک ولی اللہ صاحب کا خاندان گمراہ نہیں ہو سکتا عیسائیوں کی طرح کیا یہ خدائی خاندان ہے (معاذ اللہ) اور دیابنہ کیلئے خاندانی نسبت اسلام کا چھٹا رکن ہے اور اس خاندان کے لوگ فتوے سے بری ہو گئے ہیں چاہے کفر شرک کریں، قرآن و حدیث کی معنوی تحریف کریں، انگریز کے خلاف جہاد حرام قرار دیں، توہین رسول کریں صلی اللہ علیہ

وسلم ۱۰ انگریز کے قدم جمانے کیلئے یار محمد خان سے جہاد و مسلمانوں سے قتال کریں انگریز پر جان قربان کر کے شہید کہلائیں مگر چونکہ خاندان ولی اللہ سے نسبت ہے سب معاف ہے فتوے سے بری ہیں وغیرہ وغیرہ یہ ہے مجتہد صاحب کا کفر و شرک کے مقابلہ میں خاندانی نسبت سے جواز ایمان و اسلام اور دندان شکن جواب ایمان کی سلامتی کیلئے اب قرآن و سنت کی پیروی ان کے لئے ضروری نہیں ولی اللہ خاندان کا فرد ہونا کافی رہ گیا ہے (معاذ اللہ)

دین فروشوں کو ہے مستند توحید حاصل
حق پرستوں کے لئے دار و رسن ساقی

نوح اور لوط علیہ السلام کی عورتیں جہنم کو جاتی ہیں فرعون کی بی بی بہشت میں آرام فرماتی ہیں ابو جہل جسکی سرکشی و عناد ضرب المثل اور شہرۂ آفاق ہے اس کے بیٹے عکرمہ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے سردار ہیں اور ولید جس کے دشمن حبیب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائے اس کے بیٹے خالد خدا کی تلوار ہیں غرض یہ ہے کہ نسبت بزرگوں کی بغیر ان کی پیروی اور اتباع کے کام نہیں آتی مگر دیابنہ کے یہاں الٹی الحادی اجتہاد ہے تاکہ اپنے بڑھوں کو فریب سے مومن ثابت کر سکیں۔

اسی طرح ٹانڈوی صاحب کے فتووں کی گردش گاندھی کے لب کی جنبش کے ساتھ اور احادیث نبوی کی معنوی تحریف کے حوالے بھی گزر چکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے اسلام میں کھڑا ہونا حرام شرک و بدعت مگر راجندر پرشاد بت پرست کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا عین ایمان ایسے لوگوں کا سید امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا تقابل، مفتی بجنور نے تو ٹانڈوی صاحب کو امام مالک رضی اللہ عنہ کے برابر لا کر کھڑا کیا تھا مگر صاحب مقدمہ نے ان کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے برابر لا کر کھڑا کر دیا ہم یہ نہیں کہتے کہ کوئی کسی سے کیوں عقیدت و محبت رکھتا ہے یہ تو

اپنا اپنا نصیب ہے مگر کسی کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ نجاست پر بیٹھنے والی مکھی کا شہد کی مکھی سے موازنہ کرے اور دین فروشوں کو دین دار کہے

کس منہ سے نام لیتا ہے شبیر خدا کا تو
ہے داغدار چادر عصمت ابھی تیری!!!

اب رسالہ غایۃ المامول کی کہانی ٹانڈوی صاحب کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں

"رسالہ اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجدد صاحب کے ہموطن لوگ مولوی منور علی صاحب اسے چھپوانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر امروز و فردا میں اب تک ڈالے رکھا (یا تحریف و قطع برید میں دیر لگ گئی) اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام پر (یعنی قطع و برید مکمل ہو جانے پر) چھپوایا" (کتاب مذکور ص ۲۱۱)

یہ منور علی صاحب وہی ہیں جنہوں نے رسالہ سیف النقی لکھا جسمیں چار فرضی کتابیں اور ان کی خود ساختہ عبارتیں بنوالیں اور جھوٹی مہر بھی گھڑ ڈالی جس کی وجہ سے آجتک دیوبندیوں کا سر نگوں ہے نقی علی خان صاحب کی یہ مہر گھڑی [نقی علی خان حنفی سنی ۱۳۰۱] حالانکہ آپکا وصال ۱۲۹۷ھ میں ہو چکا تھا اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ نے وفات کے چار سال بعد تصنیف فرمائی۔

پھر لکھتے ہیں

"احقر بوجہ اپنی بعض ضرورت ذاتیہ کے وارد دیار ہند یہ ہوا تو دیکھا وہی مجموعہ دشنام و تکفیر اکابر مع ان مہروں کے طبع ہوا

چند جہلا اِدھر اُدھر لیئے پھرتے ہیں (چند سطر بعد) اب مجھے لازم ہوا کہ ان کی کچی پکی حالت سچی سچی جسکو میں نے مشاہدہ کیا ہے یا معتبر ذریعوں (وہابیہ نجدیہ) سے وہاں سنا ہے آپ حضرات کے گوش گزار کرکے ان کی افتراء پردازیوں اور بہتان بندیوں پر مطلع کردوں" (کتاب مذکور صـ۲۰۱، شہاب ثاقب)

یعنی شہاب ثاقب، سیف النقی اور المہند وغایۃ المامول، حسام الحرمین کے چار سال بعد کفریہ عقائد کی صفائی میں لکھی گئیں اور اس دوران میں وہابیہ کے تمام سرخیل جمع ہوئے سرجوڑ کر جعلی کارروائیاں، خودساختہ خطوط، بوگس رسالے فرضی عبارتیں، جھوٹی مہریں، قطع برید خیانتوں وغیرہ وغیرہ سے جوابات تیار کرئے گئے جس کی بنیاد دجل، کید، فریب اور مکر پر رکھی گئی تاکہ مغالطہ دیکر حقیقت پر دبیز پردہ ڈال سکیں۔ یہ سوال اپنی جگہ پر ہے کہ ایک مقلد حنفیت اپنا مسلک چھوڑ کر شافعیہ کے صرف ایک مفتی کی رائے پر کیوں اس قدر مصر ہے اور شافعیوں کی پناہ لینے کا کیا سبب ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے چاروں مذاہب کے آٹھوں مفتیوں کو چھوڑ کر صرف مفتی برزنجی صاحب ہی کے دامن میں پناہ لینا کیا معنیٰ رکھتا ہے کوا تو گنگوہی صاحب دیوبندیوں کیلئے حلال کر ہی گئے تھے اب برزنجی صاحب کی پناہ سے ان کے لئے مینڈک بھی طیب و طاہر غذا میں شامل ہو گیا ٹانڈوی صاحب نے ایک کارنامہ یہ خوب انجام دیا کہ مفت کی دوسری ڈش بھی اپنے معتقدین کیلئے مہیا کر گئے۔

یہی نہیں بلکہ اب انہوں نے بجو اور لومڑی کا گوشت بھی طیب و طاہر بنا لیا ہے اور ایک چلو سے مضمضہ و استنشاق، سر کا مسح تین مرتبہ، فجر کی نماز میں غلس اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کے سوائے سب کلمات ایک ایک بار کہنا بوقت تکبیر ہاتھ بجائے کانوں کے کاندھوں تک اٹھانا قرءت فاتحہ فرض اور سورۃ

ملانا صرف سنت ہے، امام کا ربنا لک الحمد کہنا ضروری، ساتوں ہڈیوں پر سجدہ فرض قعدہ کرنا وتر صرف ایک پڑھنا، سورہ ص پر سجدہ نہ کرنا، نماز کسوف میں دو دو رکوع کرنا مزدلفہ میں دو اقامت کہنا عورت کا خود نکاح روا نہ رکھنا، پانچ مرتبہ سے کم عورت کے دودھ کی چسکی پر حرمت نہ ماننا وغیرہ بھی اب ان کیلئے عین ایمان بن گئے ہیں تقلید حنفیت کے لیبل اور بلند و بانگ دعووں کے باوجود ایسا گریز، بغاوت اور ہرجائی پن کی تقلید حنفیت کے ساتھ عقل عیار اب کیسی پیوندکاری کرتی ہے؟

میں سمجھتا ہوں تیری عشق گری ساقی
کام کرتی ہے نظر نام ہے پیمانے کا

یہ رسالہ مفتی شافعیہ مدینہ کا کہا جاتا ہے حالانکہ مفتی شافعی مکی اس سے متفق نہیں وہ اعلیٰحضرت کیلئے لکھتے ہیں "میرے سردار احمد رضا خان فاضل سیدی وہ شریعت کے اصول و فروع کے علوم و مطالب میں محقق و مدقق ہیں حضور کے حسن تعظیم و آداب کے ساتھ قیام و کوشش تام رکھتے ہیں خصوصاً ان علوم غیب میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کرامت کئے جو بے انتہا ہیں ان چیزوں سے جو لوح محفوظ اور عرش اور عالم ہائے بالا وغیرہ میں ہیں جن کا بیان مصنف نے اپنے رسالہ مذکور میں کیا جن پر دلائل قائم کرکے ان پر سندوں سے دلیل قطعی قائم کی جو اپنے بعض مشائخ اور مصنفین سلف و خلف سے نقل کیں جن کا حصر ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ سوم رسالہ اپنی شان و عظمت والا ہے یہاں تک کہ رسالہ علماء حرمین شریفین کی نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا اور علماء کرام نے مصنف کی تائید میں تقاریظ لکھیں اور یہ مصنف کی قدر سے کم ہے وہابیہ اور حاسد جو اس پر اعتراض کرتے ہیں سب گمراہ ہیں یہ مجھے اس امام کامل کی مدد میں میسر ہوا"

(مفتی شافعیہ و شیخ العلماء مکہ معظمہ، الدولۃ المکیہ صـ۱۹)

مفتی برزنجی صاحب لکھتے ہیں

ہندوستان سے آنے والے ایک سوال کے جواب میں میں نے
ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ علماء ہند میں جناب صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم میں جھگڑا پڑ گیا ہے کہ آیا آپ کا علم مغیبات
خمسہ سمیت تمام مغیبات کو محیط ہے یا نہیں؟ علماء کی ایک جماعت پہلی
شق کی قائل ہے اور دوسری دوسری کی" (غایۃ المامول صـ۲۹۶)

اس سوال میں "تمام مغیبات کو محیط" صاف ظاہر کر رہا ہے کہ علم کلی لامحدود کیطرف اشارہ ہے جو وہابیہ کا اعلیحضرت پر بہتان ہے اور باطل پروپیگنڈہ بھی اسی لئے برزنجی صاحب نے معلومات غیر متناہیہ کا رد کیا جیسا کہ صـ۳۰ پر لکھتے ہیں " اور کسی ائمہ دین میں سے کسی نے بھی غیر اللہ کیلئے غیر متناہی کے احاطہ علمیہ کا قول نہیں کیا" جب اعلیحضرت علم غیر متناہی کے قائل ہی نہیں، تو یہ رسالہ آپکے خلاف کیونکر ہوا یہ وہابیہ کا افتراء ہے۔ اس کے برعکس قاسم نانوتوی صاحب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات غیر متناہیہ کے قائل ہیں حسین احمد ٹانڈوی صاحب کی زبانی سنیئے!

"حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات
غیر متناہیہ کی تفصیل اگر معلوم کرنی ہو تو رسالہ آب حیات
حضرت نانوتوی کا و نیز رسالہ قبلہ نما و اجوبہ اربعین و تحذیر الناس
وغیرہ دیکھیں"

گویا ان رسالوں میں احسانات غیر متناہیہ کی تفصیل کا احاطہ کیا گیا ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ مصنف بھی انہیں غیر متناہیہ علوم کا احاطہ رکھتے ہیں اور ہر کس و ناکس یہ کتابیں پڑھکر ان غیر متناہیہ علوم و احسانات کو معلوم کر سکتا ہے مگر یہاں یہ تمام غیر متناہیہ کا عبور یا علم نہ کفر ہے نہ شرک بلکہ عین ایمان ہے کیونکہ یہ دیابنہ کے بزرگ ہی نہیں انکے دین کے ٹھیکیدار بھی ہیں

یہ رسالہ بہت مختصر تھا جس پر ٹانڈوی صاحب نے شہاب ثاقب میں حاشیہ آرائی فرمائی ہے جو کل ۳۶ صفحات تک ہے لیکن اب یہ رسالہ ۱۱۶ صفحات پر مشتمل ہے جو دیابنہ کی قطع و برید اور اضافوں کے بعد بڑھ گیا ہے مصنف لکھتے ہیں پھر اس کے بعد علماء ہند میں سے ایک شخص جسے احمد رضا خاں صاحب کہا جاتا ہے مدینہ منورہ آیا (غایۃ المامول صـ۲۹۷) احمد رضا خاں صاحب نے اپنے ایک رسالہ پر مطلع کیا جس میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہر چیز کو محیط ہے حتیٰ کہ مغیبات خمسہ کو بھی (ایضاً صـ۲۹) اس سے ثابت ہوا کہ غایۃ المامول الدولۃ المکیہ کی تصنیف سے پہلے دیابنہ کی غلط بیانی پر لکھی جا چکی تھی مگر صاحب مقدمہ لکھتا ہے " الدولۃ المکیۃ" مدینہ منورہ کے مشہور مفتی علامہ برزنجی صاحب کے سامنے تقریظ کیلئے پیش کی انہوں نے اس کے مندرجات کو قرآن وسنت بلکہ تیرہ سو سال اجماع امت کے بھی خلاف پایا تو موصوف نے ایک کتاب احمد رضا خاں صاحب کے خلاف غایۃ المامول نامی تصنیف فرمائی (مقدمہ مذکور صـ۱۵) سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ناظرین مفتی صاحب کے لفظ ہر چیز سے دھوکہ نہ کھائیں کیونکہ ہر چیز کا وجود ہے اور اس کا تعلق عدم سے نہیں نہ ہر چیز غیر متناہی ہے اس لئے وہ محدود ہوئی نہ کہ لامحدود یا غیر متناہی جیسا کہ خود مفتی صاحب نے تسلیم کیا ہے لکھتے ہیں!

علماء نے فرمایا ہے معلومات کی تقسیم غیب اور شہادت
کی طرف مخلوق کے اعتبار سے ہے جو کہ حادث ہے خالق کے اعتبار
سے نہیں (غایۃ المامول صـ۳۸۱)

پھر لکھتے ہیں میں نے چاہا کہ ایک مختصر کلام جمع کر دوں جو ہمارے پہلے رسالے

کا تتمہ بن جائے (ص۲۰۱) مگر موجودہ رسالے میں نہ تو کہیں پہلا رسالہ ہے اور نہ ہی تتمہ بلکہ صرف ایک رسالہ دیابنہ کے اضافوں، قطع و برید و ترامیم کے بعد فریب کاریوں کا مرقع و مجموعہ ہے۔ مصنف خود لکھ رہے ہیں کہ دولت مکیہ پر مطلع ہوا نہ کہ پورا رسالہ دیکھا یا اس کا رد لکھا اسی لئے صرف چند باتیں صرف علوم خمسہ کیلئے زیر بحث لائے ہیں اس کو دولت مکیہ کا رد کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے صرف چھ آیات پیش کی ہیں حالانکہ اعلیٰحضرت نے دولت مکیہ میں قریب تیس آیات پر بحث فرمائی ہے اس رسالہ میں برنجی صاحب نے حسام الحرمین پر تصدیق کا بھی ذکر کیا ہے گویا یہ رسالہ اعلیٰحضرت کی تصدیق اور دیابنہ کے کفر پر فتویٰ بھی ہے جسمیں غلام احمد قادیانی کی طرف وحی آنے کا، امیر احمد، نذیر حسین، قاسم نانوتوی جس کا کہنا کہ اگر حضور کے زمانے میں کوئی نبی فرض کیا جائے ...... بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا، رشید احمد گنگوہی جس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وقوع کذب بالفعل ماننے والے کو کافر نہ کہنا اور امکان کذب کا قائل ہونا، خلیل احمد و رشید احمد کا قول شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے، اشرف علی تھانوی کا قول اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے اوصاف لکھا کہ یہ لوگ اس آیۂ کریمہ کے سزاوار ہیں "کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھہ کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد" یہ حکم ہے ان فرقوں اور ان شخصوں کا (یعنی قادیانی اور دیابنہ کا) مگر دیابنہ نے اس کا بہت سا حصہ حذف کر دیا اور اپنے مطلب کی بات رہنے دی مفتی سے برنجی صاحب اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں "اعلیٰحضرت کی تحریر اگرچہ مداحی اور تعظیم اور اچھی تعریف سے بے نیاز ہے مگر مجھے پسند آیا کہ اس کی جولانگاہ میں میں

بھی اس کا ساتھ دوں اور اس کے بیان روشن کے میدان میں بعض اور وجوہ ظاہر کردوں تاکہ میں مصنف رسالہ (حسام الحرمین) کا شریک ہو جاؤں اچھے حصے میں جو اس نے اپنے لئے واجب کر لیا ہے" یہ رسالہ دیابنہ کیلئے فائدہ مند کم بلکہ خلاف زیادہ تھا مگر قطع و برید کر کے اپنے ڈھب پر بنا لیا گیا ہے ٹانڈوی صاحب اس طرح مغالطہ دیتے ہیں:-

"برنجی صاحب کو اپنے فعل سابق پہ تاسف ہوا اسی وقت اپنی تقریظ منگا کر اپنی مہر مٹا دی اور کہا "معلوم ہو گیا کہ تم لوگ فتنہ لانی و فساد میں سے ہو اور سخت گفتگو کی نوبت آئی خود مفتی صاحب نے بیان فرمایا کہ دوسرے دن مجدد المضلین صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کو میرے مکان پر بھیجا اور اس نے آکر میرے ہاتھ اور سر چومے اور کہا کہ مہربانی فرما کر اس تقریظ پر مہر کر دیں اور اس کی تصدیق سے اعراض نہ فرمائیں کیونکہ ان امور میں آپ سے کوئی مخالفت نہیں ہے باقی رہا مسئلہ علم غیب اگرچہ آپکی رائے میں ہماری رائے کے خلاف ہے پس اسکو علی حالہ باقی رہنے دیجئے اور علاوہ اس کے نہایت تذلل و عجز کے کلمات و افعال کہے مفتی صاحب نے بہت سخت و سست کہا بالآخر اس کی عاجزی تذلل پہ شرما کر یہ فرمایا خیر مہر کئے دیتا ہوں" (شہاب ثاقب ص۲۱)

ناظرین آپنے افسانہ دیکھا مہر مٹا کر تقریظ واپس دینا کیا تقریظ اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے یا پھاڑ نہیں سکتے تھے؟ کیا کوئی ادنیٰ مفتی بھی ایسا کرتا ہے کہ علمی تحقیق کے خلاف تذلل و عاجزی کرنے پر فتویٰ دے، مہر مٹا کر فتویٰ رد کرے پھر مہر لگا دے؟ جب شرط فتوی میں لگی ہوئی تھی تو مہر مٹانا عبث ہوا؟ یہ باتیں دیوبندیوں کے یہاں ہوتی ہونگی اسی لئے ان کا ایسا قیاس قابل

نبوت سمجھتے ہیں یا انہوں نے غایۃ المامول اسی طرح لکھوائی ہے۔ اگر تسلیم کیا جائے
کہ یہ درست ہے تو پھر الدولۃ المکیہ پر بھی اسی طرح تقریظ کیوں نہ کرائی گئی؟
معلوم ہوا کہ یہ ٹانڈوی صاحب کا خود ساختہ ڈرامہ ہے اور عاجزی سے فتویٰ
نہیں لیا گیا اور کیا عاجزی کے فتوے میں ایسے الفاظ ہوتے ہیں مفتی صاحب
نے اعلیٰحضرت قدس سرہ کو اسی تقریظ میں لکھا اے علامہ کمال ماہر، مشہور مشہر
صاحب تحقیق و تنقیق و تدقیق و تزئین، عالم اہلسنت و جماعت حضرت احمد رضا
خان بریلوی۔ کیا برزنجی صاحب ایسے بدحواس (ٹانڈوی صاحب کی طرح) تھے
کہ ایک طرف تو حضرت علامہ کمال ماہر کہیں، تقریظ لکھ کر ثواب کے خواہاں رہیں
آپکو عالم تسلیم کریں اور دعا دیں اللہ تعالیٰ ان کی توفیق اور بلندی ہمیشہ قائم رکھے
اور دوسری طرف مجدد المضلین لکھیں یہ بدحواسی تو دیابنہ کے یہاں ہی ہے کہ ایک
طرف مفتی صاحب فتوے تقریظ کو بدنام کرنے کو لکھتے ہیں کہ خوشامد و تذلل
سے فتویٰ دیا اور مہر کردی مگر دوسری طرف رسالہ غایۃ المامول کی حیثیت سے
انہیں کو شیخ الفاضل الکامل الجامع المعقول والمنقول الحاوی للفروع و
الاصول علامۃ الزمان فہامۃ الاوان حامل لواء التحقیق مالک ازمۃ التدقیق
حضرت مولانا (میرے سردار) السید احمد آفندی البرزنجی الحسینی المفتی بالمدینۃ
المنورۃ وغیرہ بنا کر پیش کرتے ہیں (کتاب مذکور صد ۲۹۳)

اور اب ان کی طرف نسبت کی ہوئی ہر بات عین ایمان بن گئی جو حسام الحرمین
کیلئے قطعی بے اعتبار اور ناقابل قبول تھی مجدد المضلین، مجدد التکفیر، مجدد
التضلیل، مجدد الدجالین، مجدد المفترئین، مجدد الضالین وغیرہ جیسے الفاظ
قطعی غیر اسلامی عقیدے کی پیداوار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مجدد کو دین کی
تجدید کیلئے بھیجتا ہے نہ کہ بددینی کی تجدید کے لئے یہ عقیدہ ٹانڈوی صاحب
نے اپنے ہندو داتاؤں سے مستعار لیا معلوم ہوتا ہے جنکا عقیدہ ہے کہ خیر

کا خدا علیحدہ ہے اور شر کا خدا علیحدہ ہے اس عقیدے کے تحت باطل مجدد دین کا
بھیجنے والا شر کا خدا ہوا تو اس کو نبی و رسول بھی بھیجنے لازم ہیں شاید تھانوی صاحب
کے مرید نے ایسی ہی رسالت کی نسبت تھانوی صاحب کی طرف کی ہے اور مصنف
شیخ الاسلام نمبر نے ٹانڈوی صاحب کو خدا اور رب العالمین اسی شر کا خدا سمجھ کر
ہی لکھا ہوگا، زیادہ وضاحت نام نہاد مجتہد انوار احمد صاحب کر سکتے ہیں کیونکہ
یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے ان کو ایسا بھی کرنا چاہئے کہ ہر صدی کے ایسے مجددین
کے نام کی فہرست مہیا کردیں تاکہ دیوبندیوں کو پیروی میں آسانی ہو جائے۔ راقم الحروف
چیلنج کرتا ہے کہ اگر یہ نام نہاد باطل مجتہد ان چودہ صدیوں میں سے کسی مجتہد،
مفسر، محدث، صحابہ کرام تابعین تبع تابعین کے اقوال سے ایسے تخیل یا الفاظ
پیش کردے تو ایک صد روپیہ انعام حاصل کرے ایسے عہدے دیابنہ نے اپنی
نفسانیت و قلبی عناد کی آگ بجھانے کے لئے ایجاد کیئے ہیں جو بدعت سیئہ
الحاد و گمراہی کفر کے مترادف ہیں جسکو شیطانی ایجاد کہا جا سکتا ہے پھر ان کو برزنجی
صاحب کے رسالے میں داخل کرکے عوام کو دھوکہ دیا گیا ہے کہ وہ سمجھیں برزنجی
صاحب ایسا لکھ رہے ہیں اگر برزنجی صاحب کے نزدیک مغیبات خمسہ کے قائل
علماء گالیوں کے اہل ہوتے تو وہ ان سب کو ہی ایسا لکھتے
مگر انہوں نے بجائے گالیوں کے اچھے القاب سے ہر جگہ یاد کیا ہے تو پھر وہ
اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں کیسے لکھ سکتے ہیں ٹانڈوی صاحب کا یہ لکھنا کہ مفتی
برزنجی صاحب کو فعل سابق (تقریظ حسام الحرمین پر) پر تاسف ہوا بھی فریب
ہے کیونکہ صاحب غایۃ المامول نے تقریظ کا خلاصہ یہ لکھا کہ ہم نے اس پر (حسام
الحرمین) تقریظ و تصدیق لکھدی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں سے (دیابنہ
سے) یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں کیونکہ یہ سب
باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں (غایۃ المامول صد ۲۹۹) یہ دانشمندانہ

فیصلہ مفتی صاحب نے اس وقت کیا جبکہ ٹانڈوی اور خلیل صاحبان اصرار کر رہے تھے کہ ان کی کتابوں میں ایسے مقالات نہیں ہیں اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ مفتی صاحب نے ان لوگوں کا یقین نہیں کیا اور اعلیحضرت قدس سرہٗ پر بھروسہ کر کے کفر کا فتویٰ دے دیا اور دیابنہ کو تسلی دے دی کہ اگر واقعی تمہارے عقائد ایسے نہیں ہیں تو تم کفر سے بچ جاؤگے ورنہ ہر ذی علم عبارتیں دیکھکر تمہیں پہچان لے گا اور فتویٰ بھی صادر رہے گا اس سے دیابنہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا بلکہ ایک نئے جھوٹ اور فریب میں جو ان کے مقدر میں لکھا ہوا تھا ملوث ہو گئے اسی طرح اگر اعلیٰحضرت کی کوئی علمی خامی یا فریب برنجی صاحب محسوس کرتے تو ضرور اس ضمن میں لکھدیتے مگر بجائے اس کے انہوں نے اعلحضرت کیلئے عظیم تعظیم کے الفاظ لکھے جس نے ٹانڈوی صاحب کے تمام افسانے کو باطل کر دیا ٹانڈوی صاحب نے مفتی صاحب کی گفتگو Direct Speech میں بیان کی ہے جیسے (۱) اپنے فرزند کو میرے پاس بھیجا۔ (۲) اس نے میرے ہاتھ پیر چومے (۳) اور کہا مہربانی فرماکر مہر کر دیں (۴) پس اس کو علیٰ حالہٖ باقی رہنے دیجئے (۵) (مفتی صاحب نے فرمایا) مہر کئے دیتا ہوں وغیرہ تو ظاہر ہوا کہ یہ گفتگو اعلیٰحضرت کے صاحبزادے قبلہ حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ سے روبرو ہوئی تھی تو پھر اس کے درمیان میں مفتی صاحب نے سخت سست کہا وغیرہ ٹانڈوی صاحب نے اپنی طرف سے داخل کر رہے ہیں اور غصہ یا بدحواسی میں کچھ خبر نہیں کہ مفتی صاحب کی طرف سے وہ کیا غلط لکھ گئے کیونکہ اگر یہ لفظ مفتی صاحب کے ہوتے تو اس طرح ہوتا کہ میں نے سخت سست کہا نہ کہ "مفتی صاحب نے سخت سست کہا" یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ جابجا انہوں نے اپنی طرف سے مفتی صاحب کی طرف سے اپنی عبارات داخل کی ہیں

برنجی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں محکم و متشابہ پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ اختلاف کیا گیا ہے "متشابہ کے علم پر اطلاع ممکن ہے یا اس کا علم خدا کے سوا کسی کو بھی نہیں دونوں قول ہیں پہلی شق کا قائل ایک گروہ ہے جن میں سے مجاہد بھی ہیں اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک ضعیف روایت میں ہے" (غایۃ المامول صـ۲۳۵) اور لکھتے ہیں حدیث میں آنے والے لفظ "احرف" کی مراد کے سلسلہ میں علمار کرام کے چالیس مختلف اقوال ہیں پس اس اختلاف کے ہوتے ہوئے حدیث مذکور سے یہ استدلال کیسے تام ہو سکتا ہے کہ حروف مذکور مغیبات خمسہ کے تفصیلی بیان پر مشتمل ہیں (تام نہیں تو بھی استدلال تو ثابت ہو گیا اور اس کے خلاف پر آپکی مراد بھی مشکوک ہو گئی پھر یہ اصرار کیوں؟ اگر آپ تفصیلی کے قائل نہیں تو اجمالی ہی تسلیم کریں انکار نہیں کر سکتے۔) (غایۃ المامول صـ۲۶-۲۳۵)

اور لکھتے ہیں:۔ "طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب قلم کو پیدا کیا تو کہا کہ لکھ اس نے قیامت تک ہونے والی سب چیزیں لکھدیں (غایۃ المامول صـ۲۴۳) قیامت تک کی چیزیں لکھدیں تو پھر اب ان چیزوں کے بعد قیامت ہی تو ہے)

اور اپنے دادا علامہ سید محمد بن رسول برنجی سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پھر نون پھر لوح محفوظ کو پیدا کیا پھر اس میں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہوگا مخلوق اور اس کے اعمال سے فنا ہونے تک سب کچھ لکھدیا (غایۃ المامول صـ۲۴۲) (یہ فنا ہی تو قیامت ہے جو بقول آپکے خود تحریر میں آگئی

(اور لکھا) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ کتاب کی مراد میں دو قول ہیں پہلا یہ کہ اس سے مراد وہ کتاب ہے جو عرش و عالم سمٰوات میں محفوظ ہے جو مخلوق کے پورے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کو لکھکر قلم خشک ہو گیا دوسرا قول یہ کہ قرآن کریم ہے۔ (غایۃ المامول صـ۳۱۱)

بر نجی صاحب خود لکھتے ہیں

آپ کا علم جمیع دینی امور کو محیط ہے بلکہ دنیا و آخرت کے تمام اہم امور کو محیط ہے (غایۃ المامول صـ۲۹۷) اسی دنیا و آخرت کے درمیان قیامت ہے جو اہم امور سے ہے اور درمیان میں آگئی تو لاعلمی کیونکر رہی اور آپنے خود زبان حال سے قبول کر لیا)

پھر قاضی بیضاوی کے حوالہ سے لکھتے ہیں

کتاب سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے کیونکہ وہ مشتمل ہے عالم میں ہونے والی ہر چھوٹی بڑی چیز پر اس میں حیوانات و جمادات کی کوئی بات نہیں چھوڑی گئی یا کتاب سے مراد قرآن ہے (غایۃ المامول صـ۳۱۶ـ۳۱۵) (ہر چھوٹی بڑی چیز میں قیامت آگئی اور یہ اشارہ کافی ہے)

شہاب قاضی بیضاوی سے لکھتے ہیں

بلکہ کہا گیا ہے کہ اس طرح قرآن سے تمام اشیاء کا مستنبط کرنا ممکن ہے جیسا کہ کسی ملحد نے کسی عالم سے سوال کیا کہ قرآن میں حلوہ پکانے کا کہاں ذکر ہے عالم نے جواب دیا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون میں اور آیت

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ میں (علوہ کا ثبوت ان آیات سے تو پھر علوم خمسہ کا کیوں نہیں تعجب ہے اس سوچ پر

پھر غایۃ المامول صـ۳۱۹ پر لکھتے ہیں

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اس قرآن میں ہر علم اتارا گیا ہے اور اس میں ہر چیز ہمارے لئے بیان کر دی گئی ہے (اس ہر چیز سے علوم خمسہ مستثناء نہیں اس لئے وہ بھی اسمیں داخل ہیں) آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر چیز کا بیان اتارا ہے اور ہمیں قرآن میں بیان کردہ بعض چیزوں کا علم ہے پھر آپ نے آیت ونزلنا علیک الکتاب تلاوت کی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص تحصیل علم کا ارادہ کرے وہ قرآن ہی میں غور و خوض کرے کیونکہ اس میں اوّلین و آخرین کا علم ہے۔

(غایۃ المامول صـ۳۱۹)

اور لکھتے ہیں

شہاب فرماتے ہیں کہ قاضی بیضاوی نے علی التفصیل اور اجمال کی کی تعمیم لفظ کل کو اس کے حقیقی معنیٰ پر باقی رکھنے کی بنا پر اختیار کی ہے۔

(غایۃ المامول صـ۳۲۱)

پھر لکھتے ہیں

یہ آیت تین الفاظ پر مشتمل ہے پہلا لفظ تبیان ہے جس کے معنیٰ واضح ظاہر اور بلیغ کے ہیں دوسرا لفظ کل ہے جس کے معنیٰ احاطہ اور شمول کے ہیں اس طرح سے کہ کوئی فرد اس کے مدلول سے خارج نہ ہو اور تیسرا لفظ شیئ ہے جو یہاں پر علم سے کنایہ ہے اور یہ اپنے اطلاق کے اعتبار سے علم دین اور غیر دینی دونوں کو شامل ہے اور چونکہ ان تینوں الفاظ کا اکٹھا ہو جانا ظاہراً اس بات کا مقتضی

ہے کہ قرآن پاک میں ہر علم دینی اور غیر دینی کا تفصیلاً واضح بیان ہو (غایۃ المامول ص۲۲۳) (پھر لکھتے ہیں) اگر ہم تسلیم کر لیں کہ قرآن کریم میں بطور رمز واشارہ مغیبات خمسہ پر دلالت ہے یا مغیبات خمسہ کا ذکر ان معانی میں ہے جن پر ساتوں حروف کے بطور مشتمل ہے بعض اقوال کی بنا پر تو اس سے اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا بتا دینا لازم نہیں آتا (غایۃ المامول ص۲۲۷)

حقیقت کو آخر تسلیم کرنا ہی پڑا کہ علوم خمسہ قرآن پاک میں موجود ہیں مگر مسلکی تعصب آخر کام دکھا ہی گیا کہ اس کے باوجود یہ کہہ دیا کہ اس کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانا لازم نہیں آتا یہ کہنے والے آپ کون ہیں جبکہ آپ کے پاس کوئی نص موجود نہیں ہے جس میں آپ یہ دکھا سکیں کہ اللہ نے یہ علوم آپکو عطا نہیں فرمائے بر خلاف اس کے پورے قرآن پاک کا علم سکھانے کی آیات موجود ہیں جو آپکو عناد یا تعصب سے نظر نہیں آتیں یا دیدہ و دانستہ ان سے گریز کر رہے ہیں جیسے (۱) الرحمٰن علم القرآن (۲) وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیہم اے نبی ہم نے قرآن تمہاری طرف اس لئے اتارا کہ آپ لوگوں سے شرح بیان کیجئے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی ہے" علم کے بعد ہی شرح بیان ہو سکتی ہے۔ کیا آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے قرآن مجید کی تعلیم نہیں فرمائی؟ کیا چند آیات کو مانتے ہو چند کا انکار کرتے ہو؟ جب کلام الٰہی نازل ہی آپ پر ہوا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے رموز و تفسیر کلی آپ کو نہ بتائے گئے ہوں اگر یہ باتیں بتانا مقصود نہ ہوتا تو کلام الٰہی میں ان کا ذکر ہی نہ فرمایا جاتا قرآن کریم میں تو بطور رمز اور اشارہ تحریر مانا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بے بہرہ سمجھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد و شان گھٹانے کے مترادف ہے

برزنجی صاحب خود ص۲۱۴ پر لکھتے ہیں

اور سیوطی نے بھی اتقان میں "قرآن سے مستنبط علوم" کے مبحث میں ابن ابی الفضل المرسی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ قرآن نے اوّلین و آخرین کے علوم کو اس طرح سے جمع کر لیا ہے کہ ان کا احاطہ حقیقت میں اس کے متکلم (خدا) کے سوا کسی نے نہیں کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے سوائے ان علوم کے جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے منتخب کر لیا ہے (اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت چاہیئے کیونکہ خمس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے منتخب نہیں فرمایا ہے اگر منکرین کے پاس منتخب کر لینے اور کسی کو نہ بتانے کی کوئی نص موجود ہے تو پیش کریں جسمیں صریح اور قطعی واضح حکم موجود ہو صرف گمان پر اس قدر تشدد مناسب نہیں)

اور قاضی ابوبکر نے ابن عربی سے نقل کر کے لکھا

انہوں نے "قانون التاویل" میں فرمایا ہے کہ قرآنی علوم ستتر ہزار چار سو پچاس ہیں (۷۷۴۵۰) کلمات قرآنیہ کے مطابق (غایۃ المامول ص۲۱۴) اور لکھتے ہیں سیوطی نے متقدمین میں دوسرے علوم کو مثلاً طب، جدل، ہیئت، ہندسہ، جبر و مقابلہ وغیرہ پر قرآن کے مشتمل ہونے کا ذکر کیا (غایۃ المامول ص)

اور لکھتے ہیں

سیوطی نے اس مبحث میں ابن عباس سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن میں پالوں گا کیونکہ ظاہراً یہ بات اس کی مقتضی ہے کہ قرآن میں جمیع جزئیات کی صراحت ہے اور سیوطی نے قرآن کریم کے جبر و مقابلہ پر مشتمل ہونے کے بیان کے وقت بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اوائل السور (سورتوں کے شروع میں آنے والے الفاظ) میں پہلی امتوں کی تاریخ کی مدتوں سالوں اور دنوں

تک کا ذکر ہے اور ان میں اس امت کی بقا کی تاریخ اور ایام دنیا کی مدت کی تاریخ اور جتنا زمانہ گزر گیا اور جتنا باقی ہے بعض کو بعض میں ضرب دیتے ہوئے ان سب کا ذکر ہے اور یہ مقتضی ہے کہ قرآن پاک میں قیامت کا وقت بھی تعیین ہو (غایۃ المامول صـ۴۲) اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت چاہئے مگر ضد اور مسلکی تعصب کا علاج نہیں کہ خود بیان کردہ کو بھی نہیں مانتے اور اپنی رائے کو اہمیت دیتے ہیں۔

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں

اس (اعلیٰحضرت) کی ذکر کردہ علم کی تقسیم (علم ذاتی اور علم عطائی) علم کی ان تقسیمات کے معنیٰ میں جو فلسفہ اور اس کے ساتھ مخلوط علم کلام میں مذکور ہیں یہ تقسیمات اگرچہ فی ذاتہٖ صحیح ہیں (غایۃ المامول صـ۳۶) اس سے انہوں نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ اس تقسیم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ کے برابر سمجھنا باطل اور محض بہتان ہی نہیں جھوٹا پروپگنڈہ ہے۔

برنجی صاحب حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں

یہ غیب کی کنجیاں ہیں جن کے علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے منتخب کر لیا ہے اور کوئی بھی انہیں خدائے تعالیٰ کے بتائے بغیر نہیں جانتا (غایۃ المامول صـ۳۷) اللہ تعالیٰ کے بتانے کا جواز ثابت ہوا اب منکرین کو لازم ہے کہ اللہ عزوجل کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی عطا نہ کرنا نص قرآن سے ثابت کریں ورنہ اس سے نہ بتانے کا گمان خود باطل ہو گیا ہم علم عطائی کے قائل ہیں جو آیات سے ثابت ہے منکرین عطا نہ کرنے والی ایک آیت پیش کرنے سے بھی قاصر و عاجز ہیں۔

برنجی صاحب یہ بھی خود ہی لکھتے ہیں

ملک الموت کا (شب برات) میں اس سال کے اندر مرنے والوں پر

مطلع ہونا اور بارش کے فرشتہ کا اس سال ہونے والی تمام بارشوں پر مطلع ہونا اور ارحام کے فرشتے کا اس سال پیدا ہونے والوں پر مطلع ہونا اجمالاً ہے تفصیلاً نہیں۔ تو پھر خمس کے انہیں اجمالی علوم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلیم کیوں نہیں کرتے تعجب ہے جب یہی باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانی جائیں تو تفصیلاً کلی ذاتی اور غیر متناہی بن جائیں اور فرشتوں وغیرہ کیلئے اگر مانی جائیں تو صرف اجمالاً ہی رہیں یہ کیسا نفاق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم گھٹانے کی سازش ہے۔

برنجی صاحب علامہ ابن حجر کی شرح میں حضرت ابن مسعود سے بیان کرتے ہیں

نطفہ جب رحم میں ٹھہرتا ہے تو فرشتہ اسے اپنی ہتھیلی میں لے لیتا ہے پھر وہ کہتا ہے اے میرے رب یہ مذکر ہے یا مؤنث بدبخت ہے یا نیک بخت اس کا وقت مولود کیا ہے اس کا عمل کیا ہے کس سرزمین میں مرے گا پس اسے کہا جاتا ہے کہ لوح محفوظ کی طرف جا کیونکہ تو اس نطفہ کا قصہ (وہاں لکھا ہوا) پائے گا (غایۃ المامول صـ۴۲) فرشتے کیلئے تو پیدائش سے نو مہینے قبل وقت وفات کہ کہاں مرے گا کیسا ہے وغیرہ ثابت کر رہے ہیں لیکن یہی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانی جائے تو کفر و شرک اور اللہ سے برابری بن جاتا ہے کیسا نفاق ہے جبکہ ساتھ ہی اس بات کے مدعی بھی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کائنات میں سب سے زیادہ ہے۔ افسوس کا مقام ہے اس دورنگی پر۔

نیز علامہ حجر رحمۃ اللہ علیہ سے لکھتے ہیں

نیز انہوں نے خود غیب نہیں جانا بلکہ انہیں بتلایا گیا ہے نیز جو بتلایا گیا

ہے وہ بھی مطلق غیب نہیں ہے کیونکہ جسکو کچھ غیب کی جزئیات کا علم دیا گیا ہے اس کے ساتھ ملائکہ اور دوسرے جاننے والے بھی شریک ہیں (کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے علم کے برابر دوسروں کا جاننا فرض ہے؟) پھر اللہ تعالیٰ کا انبیاء واولیاء کو بعض مغیبات کا بتلا دینا ممکن ہے اور کسی طرح بھی محال کو ملتزم نہیں ہے لہٰذا اس وقوع کا انکار کرنا عناد ہے (غایۃ المامول ص۲۹۳) کیسے صریح احکامات ہیں اور یہ برنجی صاحب کے نقل کردہ ہی نہیں تسلیم شدہ بھی ہیں مگر ان کے بعد پر، مگر، لیکن، چنیں، چناں وغیرہ لگا کر یا مطلق کو مقید کر کے اپنے مسلک و مطلب پر ڈھال کر تاویلیں کی گئی ہیں کیا یہ خود بیان کردہ سے عناد و گریز نہیں ہے؟

برنجی صاحب خود اس کے قائل ہیں کہ یہ فقہی اختلاف فروعی ہے اسی لئے دوسرے گروہ کے تمام مدمقابل علماء جیسے علامہ ابن حجر، علامہ سیوطی، امام ابوزکریا نووی، علامہ علی قاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علامہ خفاجی، علامہ زرقانی، علامہ احمد قسطلانی، امام بوصیری، امام قاضی علامہ قاری، علامہ مناوی، علامہ بیہقی، استاد ابوالنصر بغدادی وغیرہ کو اہل حق ہی تسلیم کرتے ہیں کسی کے لئے کوئی گرا ہوا لفظ نہیں لکھتے ہیں بلکہ ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں اور علامہ عینی وغیرہ کے عقائد بیان کرنے کے بعد جسمیں حضور کے علوم خمس پر مطلع ہونے کا اقرار ہے ان کو سنی لکھتے ہیں تو پھر اعلٰحضرت کو کیسے گالیاں دے سکتے ہیں؟ جیسے حق سے عناد رکھنے والا، باطل استدلال کرنے والا، مردود تفسیر کرنے والا، محرف حدیث، غالی، تکفیر کا مستحق، النصاریٰ کے مشابہ دجال بریلوی، معلم اس کا ابومرہ یعنی ابلیس لعین وغیرہ گالیاں جو کہ رسالہ غایۃ المامول میں داخل کی گئی ہیں ان کی کیسے ہو سکتی ہیں تو ثابت ہوا کہ

یہ ساری گالیاں دیابنہ نے اس رسالے میں جگہ جگہ موقع دیکھکر ٹھونس دی ہیں تاکہ قلبی خباثت کے تحت بھڑاس بھی نکل جائے اور اعلٰحضرت کو بدنام کر کے ان کا تقدس پامال کیا جائے اور اس کو اپنی ندامت کا سہارا بنائیں یہی نہیں بلکہ صاحب مقدمہ نے لکھا "اگر ان تمام امور کے باوجود کوئی شخص اہل حق میں شامل رہتا ہے تو پھر پروفیسر صاحب بتائیں کہ معتزلہ خوارج روافض وغیرہ فرقے کیوں حق میں داخل نہیں ہیں (مقدمہ ص۵) یعنی علم خمس کے قائل تمام صحابہ کرام، محدثین، مجتہدین، مفسرین، مفتیان و علماء حرمین طیبین جن کی تقاریظ حسام الحرمین اور الدولۃ المکیۃ پر ہیں اعلٰحضرت کی تائید میں۔ معتزلہ، خوارج، روافض کی طرح گمراہ بددین حق سے دور ہیں (معاذاللہ) اس ابلیسی سوچ پر حیف ہے اس فتوے نے تو برنجی صاحب کو بھی بددین قرار دے دیا کہ انہوں نے اعلٰحضرت کے لئے تقریظ میں لکھا "علامہ کامل ماہر صاحب تحقیق و تنقیح و تدقیق و تزئین، عالم اہلسنت، میں نے اسے مضبوطی اور پرکھ کے اعلیٰ درجہ پر پایا، آپ نے (اعلٰحضرت) مسلمانوں کی راہ سے ہر تکلیف دہ چیز ہٹا دی، آپکی تحریر اگرچہ مداحی تعظیم اور اچھے تعریف سے بے نیاز ہے ان کے رسالے حسام الحرمین کا شریک ہو جاؤں اس اچھے حصہ میں جو اس نے اپنے لئے واجب کر لیا ہے اجر و عمدہ ثواب میں۔ (حسام الحرمین ص۱۲۴) اب اس عقل کے دشمن خود ساختہ مجتہد سے کوئی پوچھے کہ یہ برنجی صاحب کی تائید کر رہا ہے یا تکذیب لیکن دیوبندی عقل کا کرشمہ یہی ہے کہ ان کے ایک ہاتھ میں گھوڑا اور دوسرے میں گدھا رہتا ہے جب اپنا مفاد ہوتا ہے تو گھوڑے پر ورنہ گدھے پر منہ کالا کر کے بٹھا دیتے ہیں۔ اس جنون و ہیجان کے بعد بھی انہیں کبھی پچھتاوا نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کو بے وقوف بنانے کیلئے باطل تاویلات کرتے رہتے ہیں اور اپنی متضاد

باتوں پر اٹل رہتے ہیں یہ کیسی خیانت اور بد دیانتی ہے کہ برنجی صاحب کے رسالے میں اپنی طرف سے مختلف مضامین کے ساتھ ساتھ گالیاں داخل کر دیں اور برنجی صاحب کی تقریظ و تصدیق سے جس کا ذکر اس رسالہ میں ہے آنکھیں بند کر لیں جو ان کی گروہی حیا کا پہلو ہے لیکن جب ان کو یہی پہلو دکھایا جائے تو بجائے غور کرنے کے آنکھوں میں خون ناک سے دھواں منہ سے جھاگ اور غضب میں خود جہنم کا ایندھن بن جاتے ہیں اور غرّا غرّا کر گالیاں دیتے ہیں اپنے علماء کو معتبر نانی سے بھی زیادہ معتبر جانتے ہیں اور کبھی نہیں سوچتے کہ جب خود زندہ ہیں تو انکی بیوی بیوہ کیسے ہو گئی جسکے رنڈاپے کو رو رہے ہیں اور اپنی جان پر بھی بھروسہ نہیں کہ مردہ بیٹھے ہیں یا زندہ درگور جو درجہ فنا فی الباطل کا ہے مگر یہ اسی میں مگن ہیں بقول کسی کے کہ مر رہے نہیں مگر ملہار گا رہے ہیں۔ اسی طرح دیابنہ نے کئی فرضی عقائد جن کا رسالہ غایۃ المامول کے اصل مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہے اس میں داخل کر دیئے ہیں تاکہ اعلٰحضرت قدس سرہٗ کو بدنام کریں اور بندوق برنجی صاحب کے کاندھے پر چلے۔

پس قیامت کے بارے میں ہر سائل و مسئول کی حالت یہی ہے لیکن غالی لوگوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر سرا سر منطبق ہے۔

(غایۃ المامول ص ۳۹۴)

یعنی قیامت کا وقت معلوم ہوتے ہی اللہ عز و جل کی برابری ہو گئی گویا ان کا اللہ صرف قیامت کا علم جان کر ہی خدائی خصوصیت کا حامل ہے اگر کسی اور کو یہ وقت معلوم ہو گیا تو فوراً وہ بھی اللہ کے برابر دوسرا خدا بن جائے گا) معاذ اللہ

چند سطر بعد لکھتے ہیں:-

"جو شخص خدا اور اس کے رسول کے برابر علم رکھنے کا عقیدہ رکھتا ہے اس کی بالاجماع تکفیر کی جائے گی (غایۃ المامول ص ۳۹۹) تو پھر مفتی صاحب ان تمام علماء پر باقاعدہ کفر کا فتویٰ جاری کیوں نہیں کرتے اور کافر کی تکفیر سے گریز کیوں کر رہے ہیں بلکہ ان کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں برنجی صاحب تو خود تکفیر کے بجائے تقریظ و تصدیق لکھ رہے ہیں اور خود کو بقول خود کافر بنا رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہ قول مفتی صاحب کا نہیں دیابنہ کا اضافہ ہے اور مفتی صاحب اعلٰحضرت کیلئے اللہ کے برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ماننے کے قائل ہی نہیں ہیں ورنہ بجائے تقریظ کے تکفیر کرتے۔

"بلاشبہ ان غالی لوگوں کو ابھارنے والی چیز ان کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گناہ دور کر دیں گے اور انہیں جنت میں داخل کر دیں گے اور جسقدر غلو کریں گے حضور کے خواص اور مقربین میں شامل ہوں گے پس یہ لوگ حضور کے حکم کے سب سے زیادہ نافرمان اور آپکی سنت کے سب سے زیادہ مخالف ہیں اور ان لوگوں میں نصاریٰ کے ساتھ کھلی مشابہت پائی جاتی ہے (غایۃ المامول ص ۲۰۲) یہ صریح بہتان ہے جس کیلئے بغیر حوالہ دیئے ہوئے الزام تراشی کی جا رہی ہے جو دیابنہ کا شیوہ ہے مفتی صاحب ایسے غیر ذمہ دار نہیں ہیں پھر اس نجات و بخشش کا علم خمس سے کیا تعلق جو رسالہ کا اصل مضمون ہے کیا تعلق؟ غیر متعلقہ بات صرف بہتان تراشی اور پروپگنڈہ کے لئے مفتی صاحب کی طرف سے داخل کر دی گئی ہے تاکہ فریب سے بدنام کریں۔

حتیٰ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت میں وحی نازل ہوئی اور ان غالی لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حال سے واقف تھے (غایۃ المامول ص ۱۴۱) بقول دیابنہ رسالہ برنجی صاحب نے اعلیٰ حضرت کے خلاف لکھا اور رد بھی آپ ہی کا کر رہے ہیں تو مخاطب (ان غالی لوگوں)

سے کیا مقصد اس کی جگہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا نام ہونا چاہیئے تھا جس سے ثابت ہوا کہ رسالہ دوسرے غالیوں کے لئے تھا دیابنہ نے اس کی نسبت اعلیٰ حضرت کی طرف کردی پھر اس واقعہ کا تعلق علم خمس سے بھی نہیں ہے جو رسالے کا خاص مدعا ہے تو ظاہر ہوا کہ دیابنہ نے قلبی عناد سے تحریف کر کے اضافہ کیا ہے۔ باقی رہا یہ عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا یہ بھی اسی آیت سے ثابت ہے کہ آیت لوح محفوظ پہ موجود تھی وہ جانتا تھا، قلم نے لکھا وہ بھی جانتا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے غافل شمار ہو سکتے ہیں کہ پورا قرآن آپکو تعلیم فرما دیا گیا تھا غالی اور گمراہ تو خود منکرین ہیں جو علم نبی پاک کو اپنے عناد و بدگمانیوں کے تحت قیاسات سے گھٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ائمۂ دین نے قرآن پاک کی تفسیر کرنے والے کیلئے شرط لگائی ہے کہ وہ پندرہ علوم کا جامع ہو، لغت، نحو، تصریف، اشتقاق، معانی، بیان، بدیع، علم قرآن، اصول دین، اصول فقہ، اسباب النزول والقصص، ناسخ منسوخ، احادیث، مجمل مبہم کی تفسیر، وہبی علم اور یہ احمد رضا خان کو کہاں نصیب ہے پس یہ بات واضح ہوگئی کہ احمد رضا خان کا آیۃ کریمہ کی اس عموم سے تفسیر کرنا جس کا مدعی ہے مردود ہے (غایۃ المامول ص ۲۶۳ ـ ۲۶۷) قطع نظر اس کے کہ یہی مفتی صاحب اوپر لکھ چکے کہ اس کا قائل علماء قدیم میں سے ایک گروہ ہے تو پھر یہ مردود ہونا صرف احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے کیوں ہے تمام علماء اس مردودیت سے بری کیونکر ہو گئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اضافہ دیابنہ ہے ان کور چشموں کو معلوم ہے اور اگر نہیں ہے تو اب معلوم کرلیں کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو صرف ان مندرجہ بالا علوم پر عبور ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل علوم میں (۱) اصول حدیث (۲) جدل (۳) تفسیر (۴) عقائد (۵) کلام (۶) صرف (۷) منطق (۸) مناظرہ (۹) فلسفہ (۱۰) تکسیر (۱۱) ہیئت (۱۲) حساب (۱۳) ہندسہ

(۱۴) قراءت (۱۵) تجوید (۱۶) تصوف (۱۷) سلوک (۱۸) اخلاق — (۱۹) اسماء الرجال (۲۰) سیر (۲۱) تاریخ (۲۲) ادب (۲۳) ارثماطیقی (۲۴) جبر و مقابلہ (۲۵) حساب (۲۶) لوگارثمات (۲۷) توقیت مناظرہ ومرایا (۲۸) اکر (۲۹) زیجات (۳۱) مثلث کروی (۳۱) مثلث مسطح (۳۲) ہیأۃ جدیدہ (۳۳) مربعات (۳۴) جفر (۳۵) زائرجہ (۳۶) علم الفرائض (۳۷) عروض وقوافی (۳۸) نجوم (۳۹) اوفاق (۴۰) فن تاریخ (اعداد) (۴۱) نظم ونثر فاروقی (۴۲) نظم ونثر ہندی (۴۳) خط نسخ اور خط نستعلیق (۴۴) اردو نظم ونثر (۴۵) فارسی نظم ونثر (۴۶) عربی نظم ونثر وغیرہ میں عبور وکمال حاصل تھا جو آپکی تصانیف سے ثابت اور منہ بولتا ثبوت ہے کور چشموں کو دکھائی نہ پڑے تو اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ سورج روشن ہی نہیں ہے مفتی برنجی صاحب لکھ چکے کہ اعلیٰحضرت کی تحریر مداحی تعظیم اور اچھی تعریف سے بے نیاز ہے اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہ بھی دیابنہ کا اضافہ ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپّرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

دہلوی کی تلوار برنجی صاحب پہ

نجدی ملاؤں کیلئے دوسرا قانون ہے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی اپنے ملاؤں کو اس طرح ترغیب دیتے ہیں اور یہ جو کہ عوام الناس میں مشہور رہے کہ اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا بڑا مشکل ہے اس کو (سمجھنے کو) بڑا علم چاہیئے

"سو یہ بات بہت غلط ہے ...... اور اللہ اور رسول کے کلام
کو سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے" (تقویۃ الایمان صہ۲)"

مجتہد صاحب آپکے برزنجی صاحب اور آپ بقول دہلوی عوام الناس یعنی بے علم قرار پا رہے ہیں اور بقول آپکے اجتہاد کے دہلوی صاحب کے نصیب میں آپکے پندرہ علوم کہاں جنکی ضرورت کو وہ ان پڑھ و جہلا کا قول بتا رہے ہیں۔ جواب دیجئے ؟

غایۃ المامول صہ۲۴۲ پر لکھا (صاحب غایۃ المامول فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان غالی لوگوں پر صریح رد ہے" جب مصنف خود لکھ رہے ہیں تو پھر یہ لکھنا کہ صاحب غایۃ المامول فرماتے ہیں قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ الفاظ مصنف کے نہیں ہیں صرف زور پیدا کرنے کے لئے دوسرے نے لکھے ہیں رسالہ میں دوسروں کے الفاظ اضافہ و قطع و برید کی خبر دے رہے ہیں جو ان کے قلم نے خود فاش کر دیا مصنف غایۃ المامول کا خود لکھنا "صاحب غایۃ المامول فرماتے ہیں" کیسی مضحکہ خیز بات ہے مگر دیا بنہ کے لئے یہی عین کمال ہے کیونکہ یہ اضافہ ان کے بڑوں کا ہے جو معتبر نائی سے زیادہ معتبر ہیں

سوچو تو سلوٹوں سے بھری ہے تمام روح
دیکھو تو اک شکن بھی نہیں ہے لباس میں

اب غایۃ المامول میں جن آیات پر بحث کی گئی ہے اس کا مختصر جائزہ لیتے ہیں! ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ (سورۂ نحل) ترجمہ:- ہم نے تم پر قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں "آیت مذکورہ اس کے مدعا پر دلالت قطعیہ کے طور پر دلالت نہیں کرتی" یہاں قطعیہ کا لفظ لگا کر دلالت سے موڑا جا رہا ہے قطعی نہیں دلالت تو کرتی ہے انکار تو نہیں

کرتی اور اس کے معنیٰ معلومات غیر متناہیہ لینا بھی درست نہیں جیسا کہ اس کے بعد لکھتے ہیں "اور یہ تمام معلومات غیر متناہیہ کا احاطہ علمیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے" یہ علوم جو قرآن کریم میں اتارے گئے ہیں غیر متناہی کیونکر ہو گئے؟ کیونکہ مصنف خود لکھ چکے :-

"تیسری دلیل یہ ہے کہ عقل سلیم والوں کا ایک تسلیم شدہ اور صحیح قاعدہ ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ عدم سے وجود میں لاتے ہیں وہ بالضرور محدود اور متناہی ہوگی لہٰذا اس قاعدہ کی بنا پر قرآن عظیم بھی اپنی ترکیبوں اور الفاظ منزلہ کے اعتبار سے لازماً محصور و متناہی ہوگا اور حس بھی اس چیز کی شہادت دیتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر موجود بالفعل محصور ہوتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے وہ مقدورات جن کو مستقبل میں عدم سے وجود میں لائے گا غیر متناہی ہیں" (غایۃ المامول صہ۲۳۳)

ان کی اس تشریح نے ان علوم کو غیر متناہی لکھنا خود بخود غلط کر دیا۔!

یہ بھی مفتی صاحب خود اسی کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"یہ آیت تین الفاظ پر مشتمل ہے پہلا لفظ تبیان ہے جس کے معنیٰ واضح ظاہر اور بلیغ کے ہیں دوسرا لفظ کل ہے جس کے معنیٰ احاطہ اور شمول کے ہیں اس طرح سے کہ کوئی فرد اس کے مدلول سے خارج نہ ہو اور تیسرا لفظ شیئ ہے، جو یہاں پر علم سے کنایہ ہے اور یہ اپنے اطلاق کے اعتبار سے علم دینی اور غیر دینی دونوں کو شامل ہے" (غایۃ المامول صہ۲۳۲)

ہر چیز کے روشن بیان میں علوم خمس کو داخل کر لیا جائے تو بھی یہ غیر متناہی نہیں

ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علوم لامحدود و غیر متناہی کا یہ ایک حصہ ہیں۔

الاعراف۔ قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا ھو۔ ترجمہ اے پیغمبر یہ لوگ قیامت قائم ہونے کا پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے اس کی خبر میرے رب کو ہی ہے وہی ظاہر کردے گا اس کو اس کے وقت پر اس سے یہ ثبوت کہاں نکلا کہ اس کا وقت حضور کو نہیں بتلایا گیا اور آپ نہیں جانتے کیونکہ اس کا اخفا لازم تھا اس لئے ایسے لفظ استعمال کیئے گئے۔

الانبیاء۔ وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون۔ ترجمہ میں کیا جانوں کہ پاس ہے یا دور وہ جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس میں بھی درایت کی نفی ہے کہ بغیر وحی اٹکل سے نہیں جانتا یا اپنی ذات سے بغیر بتائے نہیں جانتا۔

قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا (یہ آیت آدھی پیش کی گئی ہے اس کے بعد والا حصہ رسولوں کو غیب پر مسلط کرنے کا حکم ہے نکال دیا گیا ہے جو دیانت کی کاریگری ہے۔ ترجمہ:۔ تم فرماؤ میں نہیں جانتا آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے وقفہ دے (اس کے بعد ہی ہے) عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ الا من ارتضی من الرسول۔ غیب کا جاننے والا تو غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے یہ اشارہ ہے بتانے کا نہ کہ اس کی نفی کا جو ان کے قیاس کے خلاف ہے

سورۂ والنازعات ۴۲ تا ۴۵ پ ۳۰۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا ط فیم انت من ذکرٰھا ط الیٰ ربک منتھٰھا انما انت منذر من یخشٰھا ۔ آپ سے قیامت کیلئے پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوئی ہے تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق تمہارے رب ہی

تک اس کی انتہا ہے تم تو فقط اس سے ڈرانے والے ہو جو اس سے ڈرے یہاں صاف ظاہر فرما دیا گیا کہ آپکو اس کے بیان سے کیا تعلق مفتی صاحب نے خود ترجمہ کیا اس کا تجھ کو کیا کام ذکر سے یعنی معلوم ہونے کے باوجود ذکر سے کام نہیں یہاں جاننے کی نفی نہیں ذکر کی نفی ہے اس سے پہلے جن آیات سے اس کا شبہ یا امکان تھا کہ شاید اس وقت تک آپکو قیامت کا وقت نہ بتایا گیا ہو مگر اس آیت سے معلوم ہوا کہ معلوم ہونے کی نفی نہیں ذکر کرنے کی نفی فرمائی اور ذکر کی ممانعت معلوم ہونے پر ہی ہو سکتی ہے۔ اور اشارہ فرما دیا کہ معلوم تو ہے مگر ذکر نہ فرمائیے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ آپکو علم نہیں دیا گیا جیسا کہ منکرین مبالغہ دینا چاہتے ہیں۔

یہ آیت بھی آدھی پیش کی گئی ہے تا کہ مغالطہ دیا جا سکے!!

سورۂ انعام۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو۔ ترجمہ:۔ اور اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں کہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔ پوری آیت یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو ط ویعلم ما فی البر والبحر ط وما تسقط من ورقۃ الا یعلمها ولا حبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ۰ ترجمہ:۔ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی خشک اور تر جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہو۔ یہاں مفاتح الغیب کا قرآن میں لکھا ہونا فرمایا گیا اور اسی طرح سورۂ نمل میں وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین۔ ترجمہ:۔ اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔ اور کتاب کا علم آپ کو سکھا دیا گیا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت

سے انکار۔ معلوم ہوا یہ بھی دیابنہ کا پیدا کردہ فتنہ وا اضافہ ہے کیونکہ یہی مفتی صاحب اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں "ان کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب اگلوں پچھلوں کا علم عطا فرمایا اور انہیں اتنے کمالات کے ساتھ خاص کیا جن کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور انہیں اتنے غیبوں کے علم دیئے جن کا شمار نہیں ہو سکتا تو وہ مطلقاً تمام جہان سے افضل ہیں (حسام الحرمین صـ ۱۳۲) جب برنجی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا احاطہ نہیں کر سکتے تو پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپکو علوم خمس عطا نہیں کیئے گئے۔ حیف ہے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ مگر یہ بھی اضافہ ہی معلوم ہوتا ہے۔

مفتی برنجی صاحب ایسے بدحواس یا کم عقل نہیں ہیں کہ انکے کلام میں ایسا تضاد ہو اور ایک جگہ تو اعلیٰ حضرت کی اس قدر گراںقدر تعظیم کریں لیکن دوسری جگہ بددین مشابہ بہ نصاریٰ وغیرہ لکھیں یہ دیابنہ کا ان کے دامن میں پناہ لینے کا ثمرہ ہے کہ اشاعت رسالہ کے بہانہ سے تحریف، خیانتیں و قطع برید، کر کے ان کے دامن کو بھی داغدار بنا دیا جو اہل علموں اور حق پسندوں پر روشن و آشکار ہے۔

یہ طے شدہ بات ہے کہ جن علوم غیب، تصرف، استعانت، نداء وغیرہ کے متعلق انبیاء کے حق میں انکار و نفی کے سوال پر تمام دیابنہ متفق ہیں اپنے گھر کے بزرگوں کے حق میں اقرار و اثبات کے سوال پر متحد ہیں عقیدے اور عمل کا تضاد دیکھنا ہو تو زلزلہ، اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ، زیر و زبر وغیرہ دیکھیں اپنے آپ کو جھٹلانے کی اس سے زیادہ شرمناک مثال شاید ہی کہیں ملے کہ کردار اور خود فریبی کے آئینہ میں یہ کتنے بڑے منافق و مشرک ہیں لیکن اس کے باوجود چرب زبانی اور باطل

ہوگا پوری آیت چھوڑ کر صرف آدھی آیت سے استدلال دیابنہ کی کاریگری معلوم ہوتی ہے۔

سورۂ لقمان آیت ۳۴ پ ۲۱ ؛ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ج ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ط وما تدری نفس بای ارض تموت ط ان اللہ علیم خبیر ط بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔ آیت کا آخری حصہ بیان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ علوم خمس بتلانے والا ہے نہ پر کہ کسی کو کبھی نہیں بتاتا یا نہ بتائے گا۔ مگر مغالطہ کے لئے یہ آیت بھی آدھی پیش کی گئی ہے اس کا صرف یہ حصہ اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم رسالہ غایۃ المامول میں دیا گیا ہے تاکہ یہ تاثر پیدا کر سکیں کہ صرف اللہ ہی جانتا ہے اور کسی کو نہیں بتاتا جو غلط ہے مفتی صاحب خود اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ کے بتانے سے دوسرے بھی جانتے ہیں جیسا کہ خود غایۃ المامول صـ ۳۶۸ پر حافظ ابن کثیر کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ "کوئی بھی انہیں خدائے تعالیٰ کے بتائے بغیر نہیں جانتا" مگر ایک بھی آیت ایسی پیش نہ کر سکے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علوم خمس عطا نہ فرمانے کا ثبوت ہو۔ ساتھ ہی فریق ثانی کی طرف یہ بدگمانی کہ وہ بغیر اللہ کی عطا کے اس کے قائل ہیں شیطانی گمان ہے جو بہتان بھی ہے۔ پھر مفتی صاحب لیلۃ القدر کے احکام کے بعد فرشتوں کا علم ایک سال پہلے جان لینے کے قائل ہیں (غایۃ المامول صـ ۳۸۰) مگر یہی علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مان لیا جائے تو اتنی شدت

استدلال سے زبانیں نہیں تھکتیں گویا عذاب آخرت اور اللہ کی پکڑ سے قطعی غافل ہو چکے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ یہ مذکورہ مقدمہ لکھنے والے کوئی پردہ پوش صاحب ہیں جو نقاب ڈالکر بات کرتے ہیں اور انوار احمد صاحب نے سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے اپنا کندھا بندوق چلانے کیلئے ان کو پیش کر دیا ہے امید ہے برقعہ پوش اجتہادی ملا صاحب کو بھی مناظرہ میں عبدالمتین کا معاون بنا کر لائیں گے تاکہ ان کے ریڈی میڈ اجتہاد کا جوہر میدان مناظرہ میں کر دیا جائے اور نقاب ہٹا کر عوام کو کریہہ چہرہ دکھا دیا جائے۔

قولہ تعالیٰ عز شانہ وفریق حق علیھم الضللۃ انھم اتخذو الشیطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انھم مھتدون

ترجمہ :- ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی انہوں نے اللہ عزوجل کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست وحمایتی بنا لیا اور گمان یہ رکھتے ہیں کہ ہدایت کی راہ چلتے ہیں۔

تھی امن واتحاد کی اس وقت احتیاج
بھڑکائی تونے آتش تفریق اور بھی

(۱) اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث ۔ جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں خوض لے جا کرتے ہیں تو ان سے رُو گردانی کر۔

(۲) یا ایھا الذین امنو اتقو اللہ وکونوا مع الصادقین ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو۔

(۳) ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۔ ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ۔ ان سے دور رہو اور انکو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

حرفِ آخر

اگر دل میں ایمان کی لہر باقی ہے اور حق کی تائید چاہتے ہو تو آؤ آپس میں بیٹھکر تمام اختلافی مسائل پر تحریری مناظرہ کر لیں تاکہ حق کی حمایت اور باطل ترک کیا جا سکے اور آخرت سنور جائے مناظرہ کی شرائط، علماء کا انتخاب اور فیصلہ کرنے والا الحکم چن لئے جائیں تاکہ فریقین کو فیصلہ سے گریز نہ ہو سکے فروعی مسائل چھوڑ کر مناظرہ اصول اور کفریہ عبارات پر ہوگا اس کے باوجود اختلاف طے نہ ہوں تو فیصلہ کن مباہلہ کر لیا جائے مباہلہ کیلئے حامد حسین قریشی حامدی رضوی قادری تیار ہے مباہلہ اس پر ہوگا!

وہابی نجدی علماء، دیوبند اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، اسمٰعیل قتیل دہلوی نام نہاد شہید، حسین احمد صاحب نام نہاد مدنی اور محمود الحسن دیوبندی کا مسلک یہ ہے کہ اعلحضرت احمد رضا خان بریلوی کے عقائد خلاف قرآن واحادیث ہیں ان میں شرک بدعت وضلالت کی ملاوٹ ہے برخلاف اس کے مندرجہ بالا ساتوں علماء دیوبند حق پر ہیں یعنی قرآن وسنت کے عین مطابق ہیں۔ اس کے برعکس احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے کہ ان ساتوں علماء مذکورہ کے عقائد خلاف قرآن واحادیث ہیں جن میں کفریات جیسے توہین رسالت توہین رب العالمین جزئیات دین کا انکار وغیرہ شامل ہیں جو ان کی کتابوں وغیرہ سے ثابت ہیں جب تک ایسے باطل عقائد سے توبہ نہ کریں

حقیقی اسلام سے خارج ہیں اور مؤمن نہیں ہو سکتے تجدید ایمان لازم ہی نہیں بلکہ فرض ہے"

حامد حسین قریشی حامدی رضوی قادری اور عبد المتین قریشی نجدی وہابی دیوبندی ہاتھوں میں قرآن پاک لیکر یہ الفاظ مقررہ مسجد میں بہ آواز بلند ادا کریں گے کہ اگر احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک قرآن و سنت و اجماع سلف صالحین کے مطابق حق و راستی پر ہو اور ان کے مخالفین مندرجہ بالا ساتوں علماء کے عقائد باطل ہوں تو عبد المتین قریشی دیوبندی چوبیس گھنٹے کے اندر اندھا دوسرے دن بہرا تیسرے دن گونگا ہو کر چوتھے دن مر جائے اور اگر اس کے خلاف مندرجہ بالا ساتوں علماء قرآن و احادیث و سلف صالحین کے عین مطابق ہوں اور احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا مسلک خلاف قرآن و سنت و باطل ہو تو حامد حسین قریشی حامدی قادری چوبیس گھنٹے میں اندھا دوسرے دن بہرا تیسرے دن گونگا ہو کر چوتھے دن مر جائے اس دوران جو کوئی نادم ہو کر صدق دل سے تائب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے یہ الفاظ بلند آواز سے تین تین مرتبہ مقررہ مسجد میں وقت مقررہ پر عوام کے سامنے ادا کیے جائیں گے تا کہ حق تعالیٰ فیصلہ فرما کر حق کو غالب فرما دے اور نتیجہ کے بعد عوام حق کی تائید و پیروی کریں اور باطل پرستوں سے گریز و نفرت کر کے انہیں ٹھکرا دیں !!

دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے باطل میں ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ